TEXT PROBLEM WITHIN THE BOOK ONLY

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_222372
UNIVERSAL
LIBRARY

55—13-7-71—4,000.

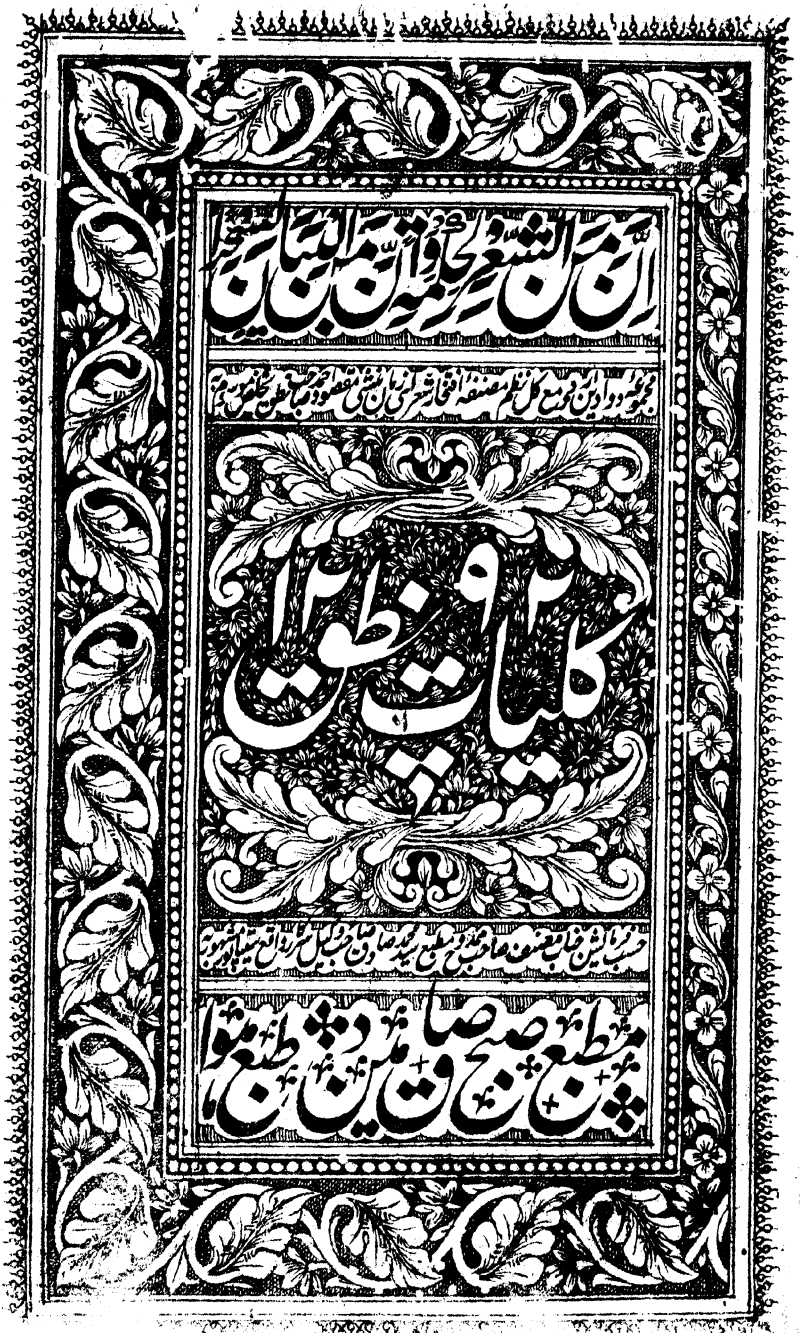
OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

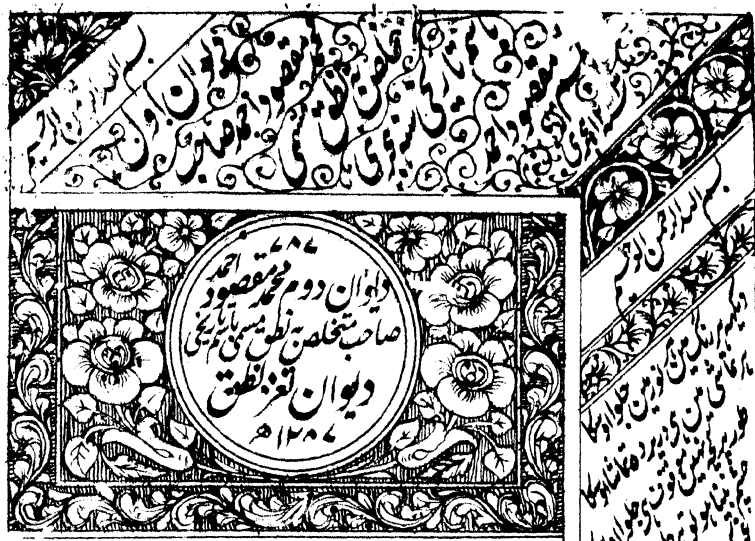
Call No. 191 S ن ق ط Accession No. 21816

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.


کلیات خطوط



دیوان دوم محمد مقصود احمد
صاحب متخلص بہ نطق مسیحا یا تاریخی
دیوان نغز نطق
۱۲۸۷ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تحیر میں یہ حمد حق نے ہنگام رقم رکھا
وہیں بس رہ گیا رکھا جہاں ہی قلم رکھا

کیا جب عزم منے اوسکی اسم پاک لکھنے کا
سر صفحہ پہ سجدہ قلم نے دمبدم رکھا

اشارہ تھا یہی برباد ہوگی شوکت دنیا
قضا نے اسلئے دوش ہوا پر تخت جم رکھا

دکھایا یہ قیامت کا اثر اشک ندامت نے
کہ محشر تک رہی نامہ عصیان کو نم رکھا

ہوی جمعیت اضداد اوسی صانع کی قدرت سے
اوسی نے خاک و باد و آب و آتش کو بہم رکھا

عجب انداز کے ناز و ادا والے کیے پیدا
عجب نقش و نگین اونکی طرز دلکش نے قلم رکھا

وہ قدرت کا بخشا جو کری سید یا قیامت کو
وہ طرۂ نعلین دین جنمیں بلا کا پیچ و خم رکھا

بھنو و نین خم کمانو نگاہ تری میں تو تیر و نگا
نظر میں آبداری تیغ کی خنجر کا دم رکھا

کیا ثابت کرسے دونوں ہیت و نسبت کی پہلو
دہن کے کلمے میں گویا طلسمات عدم رکھا

شہادت کو زبان خار ہای تشنہ حاضر ہے
کہ ہم نے جوش وحشت میں زمین پر پانو کم رکھا

رہی جانکندنی کی رات بہر ایذا جدائی میں
سحر تک انتظار یار نے آنکھوں پہ دم رکھا

جواب آنکھونکو کب سے دی دیا تہا خون نے تیرے
جگر نے بات ہم چشمونمین کہدی دیدہ نم کرکہا
یہی کہتا رہا وہ چلی ہونگے اب آب زندین
شب وعدہ بل بتیبہ کر دیدے دم کرکہا

نہ اندیشہ کیا سر کا رہ پر خوف الفت مین
جزاک اللہ تو نے نطق مردانہ قدم رکہا

کب تک ای طالع وہان سے تو لیجا یگا
لائیگا حسرت بہرا پر آرزو لیجا یگا

عشق ہر جائی ہوتا کا آبرو لیجا یگا
دربدر خانہ بخانہ کو بکو لے جا یگا

ہی کدورت ہو سمندر ہی تو بال و پر جلین
خاک نامہ بیر سوز غم کا تو لے جا یگا

ہا وہ دل جان ہی ہی جسکا رکہتے تھے عزیز
کیا خبر تہی ایک تسوخ تند خو لیجا یگا

نا رکیی باز وہی قاتل ہی ہوتا ہی یقین
زخم کا مشتاق داغ آرزو لیجا یگا

تنگدی ہو آے کعبہ کی زیارت کر چکے
آب کیان پہر اشتیاق جستجو لیجا یگا

جب کبہی آیا ترا دیوانہ قد باغ مین
قمریون سے چہین کر طوق گلو لیجا یگا

تیری چلتائی سے ہوتا ہی یہ ہر غمزہ یقین
ناز پر جور و ستم مین پیش تو لیجا یگا

کیا خبر تہی ہم تو آوارہ ہین کی ای صبا
تیرا ہو کا راہ چلتے او سکی بو لے جا یگا

اے عدو سچ سچ بتا کیون قتل کرتا ہی مجہے
او سکی مہندی خون نہی کو کیا لیجا یگا

بزدلے کا دل بڑہا کر جان او سکی لیجئے
مجہسے کیا بازی جانبازی عدو لیجا یگا

نطق اگر چپ ہی رہی گا یوہین سودای کلام
طور پر یہی ہمکو ذوق گفتگو لے جا یگا

تو سادہ ہے مثل رخ ای یار دل کا
کہ انکار بوسہ بہر اصرار دل کا

بلا دام ہے گیسوے یار دل کا
کہ ہر حلقہ بند اہے دو جار دل کا

نہ جائے مرے پر بھی آزار دل کا
رہے دست بردل ہی بیمار دل کا

بلا ہین خریدار ایسے ہوے ہین
شب غم مین ہمارا روزبازار دل کا

وہی عشق تجھے تبے ہم کہیل جسکو
ہوا جی کا روگ اور آزار دل کا

ہوے آپ بیچین اثر سے قلق کے
نرولا گیا ایک بھی وار دل کا

کہان دل جو غمزہ پہ اب مانگتا ہے
نہین ہون مین انسان دو چار دل کا

پتا ماں ہی کا نہین کیسی قیمت
کجا بوسہ اونکو ہے انکار دل کا

پڑا اس مین برسون کرا کیا ہے
یہ سینہ کبھی گھر تھا بیمار دل کا

چلانا ستانا دکھانا ملسم
مگر جرم بھی اے دل آزار دل کا

تجھے چھیڑتا ہے تقاضو نسے ہر دم
نہین پھیر لینا کچھ اے یار دل کا

وہی روگ مجھکو ہے جو میر کو تھا
سنا نطق نالہ ترے زار دل کا

ہو جاے سامنا جو تمہارا بہار کا
اوڑھ جاے رنگ باغ سے سارا بہار کا

گلشن مین رنگ لالہ و گل کا اوڑا دیا
میدان تیرے رنگ نے مارا بہار کا

پہلوی گل مین ہی ہے جگہ مجھ سی خار کو
کرتا ہون شکر ای چمن آرا بہار کا

گلشن مین دیکھتا ہے وہ گلعذار کی سیر
چمکا ہوا ہے خوب ستارا بہار کا

پیری مین بھی وہی ہے جوانی کے ولولے
اپنی خزان مین رنگ ہے سارا بہار کا

جاتا رہا جنون کا وہ شور و شر تمام
ہر سو خزان نے کیا جن اوتارا بہار کا

دل مین خیال عارض رنگین یار ہے
شیشے مین رنگ بھر لیا سارا بہار کا

بولے وہ دیکھکر دل داغی کو چاک چاک
لالہ کا ہے یہ پھول ہزارا بہار کا

عمدہ شباب نقہ نے پھر کی نہ بازگشت
موسم نہ آیا نطق دوبارا بہار کا

دکھلای زخم دل جو دل افگار آپ کا
بھولے یہ سب ہنسی لب سوفار آپ کا

عالم ہے وقت سیر خریدار آپ کا
بازار گرم ہے سر بازار آپ کا

تھوڑی کرم مین بندہ ہون کا سرا پکا
آپ یکبارمیرے مین سوبار آپ کا

پہیلی ہی چاندنی سے جو برقع الٹ دیا
ماہ چہاردہ ہے کہ رخسار آپ کا

وعدہ کے انتظار نے ہمکو کیا ہلاک
انکار سے بھی قہر ہے اقرار آپ کا

جنس گناہ ہم عوض خلد بھی ندین
محشر کو ہو کرم جو خریدار آپ کا

چشم کرم ہو یا کرگاہ عتاب ہو
مدنظر رہون مین ہی سرکار آپ کا

دربان او ٹہا ہی رہے جو نہین گلی مین ہم
آنکھین دکھا ہی رہے رون دیوار آپ کا

انگڑائی لیجیے دو دوپٹہ سنبھال کر
سینہ کہین ندیکھ لین اغیار آپ کا

پہیلا رہا جو دام فریب فسا یو مین
ہوگا نہ کون کون گرفتار آپ کا

صورت جو دیکھ لین گے تو ایمان جائین گے
کلمہ پڑہین گا فرد دینار آپ کا

گر باندہی نہین کی نہ بوسی کی ذکر پر
عمزہ نہ اوٹہہ سکے گا یہ ہر بار آپ کا

آسیب بن کے ہمکو ڈراتا ہے جب تب
سر چڑہ گیا ہے سایۂ دیوار آپکا

مین مطلق کی فریب تہا ستتا تہا جانی
آہستہ نام لیکر کہیے یار آپ کا

لوٹین رہا ہون کی غم مین گواہی ہے زخم حشر
تو دیکہہ یا یگا اب بی بجہا تہ مین ٹکڑا کوئی جگر کا

جو ہے مکتا ہون تیری در پہ تو ہنس کے کہتے ہین
کوئی نا نع ہو ہر گز اسکا علاج کرتا ہی درد سر کا

چلی تھی گرمیِ عدو کی اگر کچھ آج سی سو کیا ادھر کو
حضور دیکھا ہی کچھ تماشا ہماری جس بے اثر کا

یہ زور گل رخ کی روبرہی نہ ہے کیسے فراز سدہ
یہ سیبت سراو سکی پیش قد ہی کیسے سایہ کسی شجر کا

سخن ہوں تو آنی ہی مین جو چپ ہوں تو ہی مین گئی ہو
تو سنہ لیٹی پڑی ہنسی کے جیلہ وہ در در کا

ہزارون میکدے مین انجمن ہے ہمن کون کسی کو پوچھے
ذرا ہلاوی رنگ تو ہی مصنف خیال کہون کدھر کا

پر قیس لغت کی وہ سفر دکھائی دیدار اور سدم ہے
جب اوسکی ہوتی تہین بند آنکھین اوٹھا ہی شوار نظر کا

ترپ ترپ ہی مین یم سمجھ در اساتمہ لگا ہی قاتل
کہین بہو آسان جلد مشکل پڑا ہی تا تہ آسان ہو کا

عجب یہ کچھ درد لادوا ہی دل ایسی بیت پر ہوا ہی کل
نہ نام جسکا مین جانتا ہون نہ معلوم جسکا پتا ہو کا

تہیے آنکھون عبث تردد ذرا ہی ہر گز نمی ہوگی
لہو ہی گا نہ دلکا جرم تو خون ہو جو دہے جگر کا

جو کوئی دلبر آفت جان وہ عہد طفلی ہی قیامت
بلای قہری ہوا ہی ہے سر و جسد م تہا تا بہ کا

جلا مین جسکی کیا نہ نالہ نہ دود دل ہی کبھی نکالا
نہ مجمر عادت سپند کی ہی نطق مین خواص اگر کا

اوس بج ادا سی دسی لبھی مین خفا نہ تہا
شکوہ جو تہا سو وہ بگلہ دوستانہ تہا

ملنا جو چاہے تو نہ مل سکے کیون گرہ
کچھ عقدہ لاحل آپکا بند قبا نہ تہا

جتنا جلا ہون رات کو مین سحر تک
اے شمع رو چراغ بہی اتنا جلا نہ تہا

پوری ہماری عمر کی ہوی جسکے دن
مرا تون پر ایک قضا کو بہانہ تہا

ہر روز سے تہے بزم حسینا نہین پاک ہم
کچھ اور دل لگی کے سوا مدعا نہ تہا

خلوت کی بزم مین جمعا تا شب کو کیون
کچھ اور مدعی کا اگر مدعا نہ تہا

آوازہ تہی فسیہ سرایان باغ کا
اے رشک گل ترا سا کسی کا گلا نہ تہا

نظارہ باز آنے تہے جب دور سے دور سے
اے شاہ حسن مرجع کل آستانہ تہا

ہر لحظہ ہمکو تازہ شکایت تھی ہجر مین
ہر دم او نہین آنے کو تازہ بہانہ تھا

چشم بتان کی دور مین کچھ سیر کر رہا ہست
اتنا تو آسمان کبس فتنہ زا نہ تھا

در پردہ عرض حال کا موقع ملا تھا خوب
ہنگام خوار جائے ہی شوق فنا نہ تھا

غصے نہو جو لے لیا بوسا حضور کا
کہیے تو اسمین خرچ ہوا کیا حضور کا

پاتا ہے تیور و نسے اشارا حضور کا
مجبور کیسے شیر ہو کتا حضور کا

جی چھوٹ جاے آپ اگر امتحان لین
کیا بلبوس ہے چاہنے والا حضور کا

تھی مست حسن ہو گئے مست شباب بھی
تو ہوا ہے نشہ دوبالا حضور کا

سو عیب ہین جسینو مین فکا تو ذکر کیا
تصویر کو بگاڑ دے چہرا حضور کا

پوچھو نہ وجہ خندۂ بیجا کی شیخ جی
ہنستا ہون دیکھکر مین قیافا حضور کا

لایا نہ تاب برق تجلی تو کیا عجب
موسی نہین تمہارا دیکھنے والا حضور کا

گمراہ کر دیا ہے فریب جمال نے
بندے خدا کے پڑتے ہین کلما حضور کا

جوہر مگر خدا نے نکالا ہے جان کا
کیسا لطیف جسم بنایا حضور کا

چشمک کرین جو غیر تو آنکھین نکال لون
پا جاون اگر ذرا بھی اشارا حضور کا

کرنا ہے ہمکو کشور وحشت کا انتظام
ہی آج قصد جانب صحرا حضور کا

جسکے نہ کیونکر آنکھ کو بجلی کی ہے چمک
پردے سے ہے وہ نکلا تجلی نما حضور کا

ہے رنگ کیف گریہ خونی سے آنکھ مین
مین نے پیا ہے جام مصفا حضور کا

موزون ہوی یہ آہ کہ دل لوٹ ہو گیا
آنکھون مین پھر گیا قد بالا حضور کا

سمجھا مین مرے جسن ادا وای حسن
دل کے لیے تھا حسب تقاضا حضور کا

کچھ نطق کو نہ گنجی پر اتنو نمین ایک بہی
اپنا نہین ہے چاہنا دلا حضور کا

نہ دل دے حسینو نکو نادان اپنا — ذرا نیک و بد مجھے انسان اپنا
ہوا ہے نہ ہوگا تو اے جان اپنا — نہ نکلا نہ نکلی گا ارمان اپنا
نہ چھیڑ و کہ او جھین گے ہم مثل گیسو — مزاج اندرنون ہے پریشان اپنا
وہان تیری خوبی کا پھوکیگا جو شہرہ — پری چھوڑ دیگی پرستان اپنا
تو دیکھے جو آئینے مین اپنی صورت — تو سو جان سے خود ہو قربان اپنا
نہین ہین یہ سینے مین داغ محبت — گلو نسے بہرا ہے گریبان اپنا
بہت چوکے ناحق لیا اونکا بوسہ — جتاتے ہین وہ روز احسان اپنا
ندوگا لیان ہم سہی کچھ کہ بیٹھین — ذرا منہ سنبھالو مرے جان اپنا
قبا تنگ کرتی ہی وحشت مین ہمکو — گلا گھونٹتا ہے گریبان اپنا
شکایت تو ہم حق سے اوس کی کرین — کرین کیا کہ ہے جان پہ ان اپنا
نہین بعض بہی ناتوانی سے چلتے — مگر ہو گیا جسم بیجان اپنا
تری آرزو مین تو مری مٹے ہمسم — ملا خاک مین تہی ارمان اپنا
دلا اے ناوس یار بے جا بغل سے — عوض اوسکے رہنے دے پیکان اپنا
نہین میری فریاد بلبل کا نالہ — سن اے گل ذرا کھولکر کان اپنا

یہ اشعار ہین نطق موج بلاغت
محیط فصاحت ہے دیوان اپنا

اوس گل کے ہجر مین جو دم اپنا نکل گیا — اچھا ہوا خلش گئی کانٹا نکل گیا

گلشن مین باغ باغ ہوں کہکا نکل گیا
صیاد کے کہتے ہی کہ ازماں نکل گیا

وہ بت بغل سے دیکے یہ فقرا نکل گیا
چولی مری مسک گئی شانا نکل گیا

وعدہ خلافیوں سے ہوا حسن کو زوال
بگڑی جو سالگرہ تو نکاح دوالا نکل گیا

دمباز یان تو اوس بت عیار پہ ہین ختم
قابو مین آکے دیکھئے کیسا نکل گیا

ای بت تجھے خدا نے عنایت کیا وہ حسن
آگے ترے حسینون کا نقش نکل گیا

چادر ہو باد صبح نے اوس غنچہ پہ ڈھی
خورشید کا چمک کے نکلنا نکل گیا

بیتابیون کا حال نہ کچھ پوچھئے حضور
اوجھلا یہ رات منہ سے کلیجا نکل گیا

ارس طفل کا پتنگ ہوا اس قدر بلند
ٹکرا کے آسمان سے مڑھا نکل گیا

کوئی بزور کہانکے دو سیر کا رزق
چکی کے منہ سے صاف نوالا نکل گیا

توڑا ہوا چمن مین زرگل کا باغبان
فصل خزان مین تیرا دوالا نکل گیا

رندون کی دھوم سنکے نہ لایا حسد سے تاب
مسجد سے شیخ لیکے مصلا نکل گیا

ہون آب آب ضعف سے مین مین سے خونچکان
سینے سے تیر یار کا پیسا سا نکل گیا

پیر نہیر تہا نہ خوب لیکن عشق سے
عمرے سے تیرے دم ہی مسیحا نکل گیا

ہان راز کہل گیا مگر انصاف شرط ہے
مین رو کتا تہا تیرے کو نالا نکل گیا

گھوڑ دوڑ

نطق عرصۂ معنی مین جب ئی
آگے ہمارے فکر کا گھوڑا نکل گیا

راز الفت چھپ گیا سب سمجھو سودا ہو گیا
چاک ہو کر پیرہن پردہ ہمارا ہو گیا

سنکے میرا حال ہنستی ہین او نہین کیا ہو گیا
کیا نہ وہ بدنام ہونے جب مین رسوا ہو گیا

سینہ پر جل جل گئے تقدیر کے میرے کباب
بادہ تہا انگور ہی مین اور سرکا ہو گیا

کس قدر سینہ خدا جانے ہوا پر درد
آہ جو دم تا بلب یہوہ نالا ہو گیا

آرزومند اوس سے قد کے ہوئی لوگ اس قدر
رفتہ رفتہ سرو سے سرو تمنا ہو گیا

دور رکھا تھا جو اوس سرو کو محبت بہر
ای شب قدت ترا مثنہ اسے کالا ہو گیا

ای دل رہی سو دائیونکی ہوش موج بوی کمل
ای جنون کیا تو سر وحشت کو کوٹا ہو گیا

حسن یہ ہر ہر قدم میکا خرام ناز سے
حور کی تصویر ہر نقش کف پا ہو گیا

دم مین جل بھنکر پتنگے خاک یک ہو گئے
اے چراغ اب تو کلیجہ یہ ترا ٹھنڈا ہو گیا

ہر کبوتر ہو گیا گرد ان قصر یار کا
جو گیا لیکر ہمارا خط وہین کا ہو گیا

جب کیا وعدہ وفا بوسے کا ہونے لگے
ہنسکے ٹالا تھا بہانی سے تقاضا ہو گیا

مین ان ہر جوش جنون سے بنگیا اڑ کو نکلیا
وہ اودہر جوش جوانی سے تماشا ہو گیا

کٹ گئی فرقت کی شب جب تنگ کر دگار
لیتے ہم سر اوٹھا اے نطق ترکا ہو گیا

سینہ تب فراق سے آتشکدہ ملا
دل کی جگہ بغل مین سمندر جلا ملا

کیا مال و زر ہے جو گنج غنا ملا
سب کچھ ملا اگر دل بیدعا ملا

ملنے کی کب امید تھی شکر خدا ملا
کوئی صنم مین دل مجھے گویا پڑا ملا

آواز بیٹھ جائیگی مجھ سے نہ بحث کر
بلبل کسی کو گوئی سے جا کر گلا ملا

رنج و ملال عیش و طرب ہے خدا کی دین
جو کچھ دیا دیا ہمین جو کچھ ملا ملا

اے خار اسکو توڑ کے میرا نہ دل دکھا
سو دشت جہان کو ہے یہ ایک آبلا ملا

اوس بیوفا کو چھوڑ ہی سکتی نہین ہین ہم
پاس وفا ہی کیا کرین جیسا ملا ملا

تقسیم یون شباب کی دو دولتین ہوئین
صاحب کو جوش حسن ہمین ولولا ملا

بدلی جو تو نے آنکھ زمانہ بدل گیا
نظرین پھرین ملین رخ ثرگان پھر ملا

انصاف سے تو اوسکی جبین خود نمیان جا
جسکو ہر ایک خوبرو بدن آئینا ملا

کیون سجدہ ریز نہ جبین نماز ہے
کسکا یہ راستی مین جبین نقش پا ملا

گونا کسا ریلونسے ہے گردن جھکی ہوئی
پرے نیاز یونسے سر عرش سا ملا

کیا دم کیا ہے ناک مین طفل نمیر نے
آفت ملا ہے قہر ملا ہے بلا ملا

مضمونسی ہی جوڑ کی بندش ہی چست تر
کچھ بڑھ کے ذہن سے تمہین گیسو رسا ملا

جو رد جفا نے پھیر دیا اوس طرف کو دل
واللہ ان بتونکے بدولت خدا ملا

ای عشق تو نے عمر حسینون مین کی بسر
پیچ کیسوائین کوئی تجھے باوفا ملا

11

کیا کرے کب تک ستائی خود وہ حیران ہوگیا
چاہ سے ظلم محکم راحت جان ہوگیا

مین ہون درد ہجر سے اوس گلکی گریان گیا
رات بھیگی اس قدر شبنم سے طوفان ہوگیا

ناقہ لیلی کا شاید آگیا مجنون کو دہیان
یا ابھی کہتا تھا نالی یا محمدی خوان ہوگیا

رات دو دو آہ پھیلا تھا غم جسمین
اتر تکلف ہی کہ بس گیسو پریشان ہوگیا

مرگئے پر بھی نہ چھوٹا خسے وہ ارتباط
جو ہماری خاک کا ذرہ تھا افشان ہوگیا

تھی امید آیا کریگا گور پر وہ مہی گئے
کیا غضب ہے قتل کرکے دہ پشیمان ہوگیا

دلفریبی کو سکا ہے ہر شیوہ کہ لبھین ہو رسے
غم بھی اس انداز سے آیا کہ مہمان ہوگیا

سیر مین سو تھا کبھی کا کل کا پار ضعف سے
دہیان ہی اوترا ہو اخواب پریشان ہوگیا

وحشت دل اوہین اب چل رہین چاہتو ہے
گھر کا یہ نقشہ ہو کر پڑ کر بیابان ہوگیا

بہاگئی آشفتگی نسبت سنی زلف یار کی
دل پریشان ہوکے اپنا سنبلستان ہوگیا

منظر کمال

اونکے غصے سے ڈرا کرتے تھے پر لوٹی بہار — چہرہ جب گرمی سے دمکا تو گلستان ہو گیا
دل پر ایسے نقش تھے جلوے قد پر نور کے — رات جو نالہ اوٹھا سرو چراغان ہو گیا
عشم بد دور آج تو اوس نے کیا ایسا بناؤ — مجھکو غش آ گیا آئینہ حیران ہو گیا
شب خم و چم کہو دیا حضرت زوالم حسن نے — آپکا گیسو مرا حال پریشان ہو گیا
پاکی قابو مان لینا وعدۂ فردا یہ کیا — دلکو اپنے کیا کہون کیسا یہ نادان ہو گیا

نطق اوس دمسازکی وعدہ سی ہم واقف ہین محب
تیری خاطر سے کہے دیتے ہین ن ماں ہو گیا

اوسکی گلی مین دست جولانی تو لائی کیا — دل ہی وہین پر ایسے ہم آئے تو آئے کیا
زلفین تری بنای وہ کھیلی جو جان پر — ماتھونپر ایسے کالونکو کوئی کہلائے کیا
زاہد کو خاک و خون شراب و کباب ہو — مارا ہے اوسکا منہ تو خدا نے وہ کہا کریگا
ایدل نہ تجھکو ننگ اوسکا خیال ننگ — چپ چپ یہ آہ آہ ہی کیا ہائے ہائے کیا
اے دل کریگا تو وہی جو تیری جی مین ہے — اس عشق کے مقدمے مین میری رائے کیا
رونکا جو نالہ صدمے سے آنسو نکل پڑے — جب یون کہلے تو کوئی محبت چھپائے کیا
آتے کو جھڑکیان ہین تو جاتی کو گالیان — اونکی گلی مین کیئے کوئی آئے جائے کیا
جتنا اونہین مناؤن بگڑتے ہین اور ہی — قسمت بگاڑ پر ہو تو کوئی بنائے کیا
بوسے کو آج آپ مین کل ہی گئی تھے دل — کیا خوب تو نے کہی منہ لائے کیا
آپہی کہو دہنگی وہ لب یار رنگ سے — کافی ہے صرف پان فقط مسی لگائے کیا
مستی ناز و جوش جوانی مین کیا حجاب — جب غنچہ کھلے گل ہو بدن پہر جائے کیا
ہوتا ہو چاندنی مین جو اہل دل عرق — وہ گرم جوشیونکی بھلا تاب لائے کیا

اے نطق مر بہی رہ کہ بہت آچکی ہے رات
سونے دیدگی آج تری ہائے ہائے کیا

دل نے کسیکی آنکھ کا عاشق بنا دیا
مرشد نے آج ہمکو پیالا پلا دیا

سرمہ جو تو نے آنکھ مین ای دلربا دیا
فتنے کو قہر قہر کو آفت بنا دیا

کرتی ہے حرف شمع کو گل باد صبح گاہ
آہ وہ نصیب کہ دل ہی بجھا دیا

گھر پھونک بیٹھی شعلہ مژہ جبی میہمان
لو گرمی خیال نے دل ہی جلا دیا

نقش خیال سے تہی ذرا دلکو دل لگی
خانہ خراب ضعف نے وہ بھی مٹا دیا

جب نہ بن پڑی تو سویدا کو دیکھکر
دل میرا پھیر دینے کو دہنا لگا دیا

کیا چیر نقش فرش تہا پہلوے رامین
رشک عدو تراش نے دشمن بنا دیا

لذت کہان چاہ مین بہی ہمکو کم نہ تہی
لیکن تری لگاوٹ نے اور ہی مزا دیا

کی آرزو جو پیدہ او ٹہا نیکی دیکہئے
شوخ ستم ظریف نے مجہکو اوٹہا دیا

اے روے یار آئینہ وقف جلا رہا
تیری صفائے خاک نے اوسکو ملا دیا

گرمی شوق مین جو مین اوسسے لپٹ گیا
اوس کرکے بولے چھوڑ دی سینہ جلا دیا

دہن بندہ گئی جو سینہ زنی کی فراق مین
دست الم نے رات کو رسا بجا دیا

کیون سوزن حفا سے نہ گردون فوکرے
تہمت یہ خم پر ہے کہ تو مسکرا دیا

کیا بخت و جذب نالہ دست ولگہ کو رہے
جو کچہ ہمین خدا نے دیا نارسا دیا

گلگشت مین نفس مزاج اوسکو پاکے نطق
نکہت کو جای گرد صبا نے اوڑا دیا

دل سے لیکر تا بسر میدان رستا خیز تہا
اوسکی خال و خط کا سودا و رشور انگیز تہا

ناز غمزے مین کوئی نادر کوئی خنجر نہ تھا
قتل پر مجھ بیگنہ کے سب کا خنجر تیز تھا

رات کیوا وسکا غم فرقت بلا خیز نہ تھا
دم کشا کمکش سے گلی کیوا یک تیغ تیز تھا

تا تہ ملوا تا تھا عالم کے ترا جوش شباب
کیا بلا سینے کا انگیز استہانی انگیز تھا

شاید اوس شکل کی تی صبح دم کہ ہوا بہار
موجۂ باد صبا گیسوی عنبر بیز تھا

روبرو میرے صریر کلک کہنہ مشق کے
نغمۂ رنگین نوایان گلستان ریز تھا

اور کیا کرتا وہ شوخ ای اشتیاق فتنہ خیز
وصل کا وعدہ دروغ مصلحت آمیز تھا

گلشن تو کوئی ضم کی یاد ہین شاداب مان
نقش گویا چار رنگ کالبر یز تھا

لطف پنہان کو نگاہ سہو کرن تہی عیان
اوسکا انداز تغافل التفات آمیز تھا

آبلے پڑ گئے منہ مین جگر مہن مہن گیا
جام مے مین ترے رات آب آتش بیز تھا

کچہ دلون سے آپ آتے ہین سینے مین ہاتھ
ورنہ زخم آلے رہے جنتک کہ ناخن تیز تھا

درجۂ تمکین کو پہنچا تہا نہ مجنون عشق مین
میرے آگے گرد باد دشت وحشت خیز تھا

میرے دل مین یار سمجھے تے جسے موج نفس
خونمین ڈوبا کسی کا ناوک خونریز تھا

آرزوئے وصل مین اکھڑا ٹیان لیتا اوتہا
کیا نسیم صبح کا جھوکا بہی مہموز انگیز تھا

کو بکن ای عشق تہا کیا تلخ کامی کے لیے
ای ہون اوس لب شیرین کو کیا پرہیز تھا

رات تیرے غم مین ساقی تہا جو اوس آنکہ کے
ساغر دیدہ سے جام غم لبریز تھا

حلقۂ ماریہ وزن تے سب دیو ارکے
رات کیا غم خانہ میرا آہ ظلمت خیز تھا

تیر سا لگتا تہا اگر دیر اہل شوق کے
زمزمہ مرغ سحر کا کشتہ درد آمیز تھا

بوسہ ہائی لب کے غم مین جان ہی خرچ گئے
اوسکا لپکا تہا مجے حسن چیز کا پرہیز تھا

ناز و انداز و ادا ان سب مین شوخی تہی
بعد اسکی عشوہ چالاک اد غمزہ تیز تھا

میشہ فرہادنی جو نقش کہودا سنگ پر
نطق وہ آرایش عشرتگہ پرویز تہا

دیکھی جو اوسکی چال لڑکتا رہو گیا
زنجیر دل کو موجۂ رفتار ہو گیا

توبہ جو کی تو توبہ کا پندار ہو گیا
ہلکا گنہ سے ہو کے گران بار ہو گیا

سیر میں ہوائی لف جو ٹہری ہو جنون
دل میں جما خیال تو آزار ہو گیا

گل تک نسیم میری رسائی محال ہے
خار خس چمن کا ہوادار ہو گیا

یہ سوچتے نہیں ہیں کہ ہاں کس طرح کہو
جی میں ہیں خوش کہ وصل کا اقرار ہو گیا

ملنا جو اوس سے ترک کیا درد دل بڑہا
پرہیز سے میں اور ہی بیمار ہو گیا

نرغۂ تلق سے راتکو پکڑے دل و جگر
تیری گلی میں میں کوئی سوا ہو گیا

زنجیر پانو میں ہے علی بند کی پڑی
مفسدی کا چور آج گرفتار ہو گیا

ہر دم کراتا ہے دل زار درد سے
پہلو ہما را خانۂ بیمار ہو گیا

شوخی سے مثل برق ندیکھ نزکت نگاہ
خود حسن ہے نقاب رخ یار ہو گیا

اللہ ری تاب رخ کہ نظر کو ہے خیرگی
روہی فروغ حسن سے دیوار ہو گیا

جسدن سے تاک جہانک کا پکا تجھے پڑا
غرقی کا نام مطلع انوار ہو گیا

رسوائی جنون نے یہ چہا کیا سلوک
اونکی تو شان بڑہ گئی میں خوار ہو گیا

زنہار سے ہوئے تہے مرے لب آشنا
خود ظلم سے وہ تہک کے کم آزار ہو گیا

وہ ڈر سے میری نالونکے سو یا عدو کی بات
کسکا نصیب یکبیک بیدار ہو گیا

کچہ ماجرا ے گریہ تو ای آشنا نہ پوچہہ
پانی لہو ہو جسسے وہ آزار ہو گیا

ای بت یہ تیری شوق ہم آغوش میں ہنچا
جسم نزار طاقت زنار ہو گیا

بیطاقتی شوق سے تا بہ نظر نہ تھی | دیدار آپ پردۂ دیدار ہو گیا

وصف دہن میں بند ہی میری زبان نطق
کہتے ہیں سو گ صاحب اسرار ہو گیا

آنے میں کیوں جی آج تساہل نہو سکا | کچھ جذب دل سے عذر تامل نہو سکا
کیوں مجھپہ التفات و تفضل نہو سکا | خو ہے تو کیوں عدو سے تغافل نہو سکا
کرتے ہیں جد کا ظلم پہر روسیہ پہ لعن ہے | تجھ سے تو ناز کا بھی تحمل نہو سکا
بیصبر دل نے آتی ہی بدظن اوسی کیا | کمبخت سے ذرا بھی تامل نہو سکا
مجھکو خلش تھی جور پرایا سے غیر کے | ورنہ نہیں کہ مجھ سے تحمل نہو سکا
اوس لب کا بوسہ لیکے نہ ہمسے رہا گیا | وہ چاٹ پڑ گئی کہ تو کل نہ ہو سکا
ذکر رقیب جبہ وہ بگڑی تو کہہ چلا | میں بھی بہرا ہوا تھا تامل نہ ہو سکا
بوسے کی ہے ہوس مجھے اوس مست ناز سے | جسکا حریف لب قدح مل نہو سکا
چمکا رہا وہ چہرہ بدولت جمال کے | یعنی چراغ مال کا تھا گل نہ ہو سکا
خانہ خراب چاہ کا کیا پیار کا تھا وقت | وہ ذبح کر رہے تھے مگر غسل نہو سکا
ساتھ اونکے گھر رقیب کے لے ہی گیا قلق | اس شکن پہ بھی مجھسے تامل نہ ہو سکا
بیطاقتی شوق سے غش کھا کے گر پڑے | پردہ بھی کھینچنے کا تحمل نہ ہو سکا
مشق ستم کا جبسے اونہیں پڑ گیا مزہ | تب سے تو دو گھڑی بھی تغافل نہو سکا

توڑا مڑور الا کہہ مگر خوش خمی میں نطق
ہمسے کسکی لف سے سنبل نہ ہو سکا

سنائے کون اونکو قصۂ درد نہان اپنا | جلیسا و نکے نہ اپنے ہیں اونکا قصہ خوان اپنا

دل نازک بھی تا بکاوش بید درکشا ہی
مرا پہر امتحان دی پہلے کرلے امتحان اپنا

گنہ بالون بکا بک وہ کسیکا نام مرآنا
اولجہ جانا لونمین ہی وہ دل ناگہان اپنا

ذرا آہست شا بہ کیجیو مشاطہ زلفونمین
خیال اسکا رہے تجھکو کہ دل ہی ناتوان اپنا

چرا تا ہی بدا مثل کمر آغوش عاشق مین
چھپا تا ہی دم بوسہ وہ رخ شکل دہان اپنا

جلال عشق کتاب غرور حسن لاتا ہی
ذرا سی بی دائی مین جو چاہوں کھلان اپنا

جسے منظور ہو کرنے زیارت ہم محبونکی
بہی اندا زکرشا تہا وہ یار نا توان اپنا

ہم اوکو آزماتی ہین وہ ہمکو آزاتی ہین
وفا مین ہم وہ دیتی ہین جفا مین امتحان اپنا

مین درگذر السے نامہ و پیغام کرتا ہون
جسے بہیجون اوسکے وہ کرے قصہ بیان اپنا

کہین بکہرے ہین گل می کہین بین زیر و بم بلبل
رہا ہی ایک مست ناز شب بہر مہمان اپنا

بہلا دلطف کیون ہو در قفسونکا گلہ کرنے
مزہ ہی دل کی تسکوی مین کہ وہ ہی نوا زان اپنا

رہا کرتی ہی سرو سے جلوکی گل افشانی
اوسی مین ہی بلبل بہنا ئی آشیان اپنا

بہرکتی ہی تو بہر کی آتش گل کسکو مہکا ہی
کہ نذر برق کب کا ہو چکا ہی آشیان اپنا

نہ معلوم آج دل ذکس قلق مین نالہ کینچا
کہ اب تک زخم کی صورت دہن ہی خونچکان اپنا

نہ بار آئی ستم کرتا رہی روا ہوا چاہے
بجے کیا اور بہی کالا کرے منہ آسمان اپنا

ابہی عشق مین تو ہی انکار مر جاؤن تو کیسونگا
کہ بوسہ لیجیے گا طرہ عنبر فشان اپنا

کبہی تو ہی کرے مضمون کا پڑتا تہا شعر ہو سے
ابہی تک ہمسی بدظن ہو وہ شوخ بدگمان اپنا

اوسنین الزام مین ہم کس طرح بی انتفاتی کا
کہی جب تک نکہے آہ حوال خط بیزبان اپنا

بے بوسہ لیے آج تو بند انہین اوٹہتا
دیدے والو اگر مسے تقاضا نہین اوٹہتا

افکن غضبین

ہان جذبِ دل اثر تو دکھا صد نہیں اٹھتا — پہلو تہی دے ستم آہ نہیں اٹھتا

مکار بھی دریا ہے بند انہیں اٹھتا — مچلا ہے یہ مردا کہ جنازا نہیں اٹھتا

بیتاب سہی پر نہ مجھی دیجیے طعنے + — شور اٹھا ہے کہ مین دبے سے چلا نہیں اٹھتا

تم جانو مگر ضبط کی مجھ مین نہیں طاقت — پردہ نہیں ہتا ہے جو پردا نہیں اٹھتا

الفت ہے برہمن ترے بیرحم تو نہیں — جا کعبے سے اب یا مصلا نہیں اٹھتا

بیمار ہر آزار کے ہوتے ہین شفا نا — اے عشق مگر تیرا گرایا نہیں اٹھتا

کیا کیجیے ناچار اوٹھے تے ہین بیٹھا — دل اس سے کئی بار اوٹھایا نہیں اٹھتا

لیکر سر بستر جو پڑا عشق کا آزار — پھر وہ صفت بیکدیہ سنبھلا نہیں اٹھتا

کثرت سے جنون داغ اوٹھائے نہیں جاتے — قارون کا ہمسے تو خزانا نہیں اٹھتا

رہتا ہون لگاتار تو کہتے ہین وہ ہنسکر — کیون آپکے مُنہ پر سے یہ سہرا نہیں اٹھتا

ساقی لب میگون تو مرے لب سے لگا دے — نشے مین ہون اب مجھسے پیالا نہیں اٹھتا

آئے بنے بیٹھے ہین ہم روبرو اوسکے — حیران کو کچھ لطف تماشا نہیں اٹھتا

بس ہیشمہ گیا بیٹھ گیا نطق یہان پر
اب آپکے در سے نہیں اٹھتا نہیں اٹھتا

ہم بھی ہدے جو مزاج بت بدخو بدلا — سو رہے پھیرکے مُنہ اوسنے جو پہلو بدلا

بیقراری کا نہ تسکین سے پہلو بدلا — ہل گیا عرش پر ایدل ذرا تو بدلا

اس قدر محو ہوا جلوہ حیرت زا کا — آئینے نے نہ ترے سامنے زانو بدلا

گنج لب تو لون بوسونسے پر خوف نہ ہے — پیچ بین لاکے نہ لین فنی گیسو بدلا

گالیونسے نہ تجھے لطف نہ مجھکو لذت — جان مین بوسے سے بوسے کا نہ تو بدلا

یہ خموشی دل گستاخ نہیں نیم رضا
جی میں کہتا ہے وہ لیگا دم تا بوسہ لا

ہر سزا کا میں سزاوار ہوں لیکن یارب
اپنی رحمت کی طرف دیکھنہ لے تو بوسہ لا

عکس رخ سے وہ ہوا سرخ خجالت سے سپید
روبرو یار کے رنگ گل و شبو بوسہ لا

آہ کیا چاہتے ہو تم بے دوتا تو لیکر
بیدماغی کا ہیں حشمان شکنجو بوسہ لا

شب غم کون تھا کروٹ کا لوانی والا
اضطراب دل بیتاب نے پہلو بوسہ لا

کچھ نہ ٹھہرا ترے انتونکی صفا کے آگے
کیسا کیسا در غلطان نے نہ پہلو بوسہ لا

یہ اثر دیکھکر گریے کو ہے پانی پانی
عرق شرم کے قطرونسے ہر نسو بوسہ لا

ابرو نکا ہوا عزلیسے نرالا مضمون
خوب اوستاد نے مطلع کا یہ پہلو بوسہ لا

نقش بستر کی طرح بستر غم پر ہم نے
ناتوانی سے کسی روز نہ پہلو بوسہ لا

ایک پہلو کو کسی مرتبہ بانداز نطق
کیا مضامین ہے اشعار میں پہلو بوسہ لا

نزع میں لیے نظارہ خاصہ محبوب تھا
قاتل ناز و ادا سے میرا طالب مکتوب تھا

یہ ستم اول نہ تھے تجھ پر یعقوب تھا
اشک چہ سے ترا سیلاب تفاوت خور تھا

ان دنوں یوسف حسن اور بھی فی مصر تھا
ہر ستم پر حکم صبر حضرت ایوب تھا

مصریوں کی آنکھ کا تارا تھا ماہ کنعان میں جو نور دیدہ یعقوب تھا

گو دہن بھی میوہ تھا لیکن حلاوت تھی بھی
ہمکو خرمائے لب شیریں بہت مرغوب تھا

اور تو جو کچھ لکھا تھا سو لکھا تھا خط میں خیر
یہ نہ اشر تھا سلام عجلتی ہی مکتوب تھا

جسکو دیکھا آپ ہی بیگانہ ہی دیکھا اوسے
سالک راہ محبت جو ملا مجذوب تھا

خامشی حسن مطلب ہی نظر عین رضا
دل ہی خواہان وصل کا وہ ابر محجوب تھا

تل کا بوسہ دیکھ بالا و سنجا یکہی انی پر
حسن سے سارا خرمن خوبی مجھی مطلوب تہا

غیر سے بے گفتی بوسکو نہ تہا کچھ تہی حساب
محہ سی خالی لطف تک احسا نمین مجسب تہا

گل کو رخ غنچہ کو اوسکا ہی دہن دیکہی فرض
الغرض رنگ مین پیردہ وہ مطلوب تہا

اوٹہہ گئی تہی ای صبا غنچہ مین گل سی مکر سم
زنگ و بوی یار سے ہر خوبرو محجوب تہا

قاعدہ وہ غالب مغلوب کا چلتا نہ تہا
حسن کے باعث وہی غالب مین ہی مغلوب تہا

نطق تعریف مذاق اہل دنیا کیا کرون
میوہ خام نہال حرص تک مرغوب تہا

آنکہون مین جوش حسرت دیدار دیکہنا
باندہا کیا نگاہ نے طومار دیکہنا

عیسے کا معجزہ ہو جب اے یار دیکہنا
ٹھوکر کسی لحد مین ذرا مار دیکہنا

ہمسے ذرا عداوت خونخوار دیکہنا
جب دیکہنا ہمین اوسے تلوار دیکہنا

دیتا ہے کیا فریب وہ عیار دیکہنا
پہلو کلام کا دم اقرار دیکہنا

بوسے کی آرزو نہ تمنا وصال کی
منظور کچہ نہین مگر اے یار دیکہنا

کرتا ہی غمزے بوسہ دہی مین لبکی دل
اولٹا یہ ہمسے ناز خریدار دیکہنا

تیر نگہ مین خون کا دہبا ذرا نہین
کیا صاف میرے دل سی ہوا یار دیکہنا

منظر ہے کیا کوئی تازہ فریب بہر
کیون ہی یہ بار بار ادہری یار دیکہنا

وہ جب تک آئین آئین یہان آنکہ بند تک
قسمت مین مرنے دم تہا نہ دیدار دیکہنا

ہوتے ہین جلوہ برق تجلی کے رنگ مین
منظور ہے جو طاقت دیدار دیکہنا

یہ حرف تیرے آنے سے چہرہ بحال ہے
تو اوٹہی اوٹہے پہر مجھے بیمار دیکہنا

ہنگامہ ہوگا ہمسے یہ چہا نہین گریز
روکین گی ایکدن سر بازار دیکہنا

اے یار اب جو آئی تری محمد حسن میں — یوسف کو ہو نصیب نہ بازار دیکھنا
جھاڑو تو کوئی یار میں دیتی ہی ہے صبا — تنکا سا ہو مرا مدن زار دیکھنا
موجود روی یار ہی حاضر جیکور ہے — نکلا ہی چاند یا اولی الابصار دیکھنا

بستے نہیں ہیں دل ہی فقط مہ کروڑ ہی نطق
چانین ہی سانہ جانی ہیں بے قرار دیکھنا

اولش جب آپ نے جام شراب ناب کیا — تو شوق دل یہ بکارا وہ بے حجاب کیا
مین خوش ہون اوسی جو بیدادی عتاب کیا — پہ دل ہی ہی کہ جسنے مجھی خراب کیا
ہوا یہ ولولہ و جوش بے حجاب کیا — شباب یار نے کار شراب ناب کیا
خفا ہو گئے دل نے یہ اضطراب کیا — کیا نہ ضبط بنا کام سب خراب کیا
اپٹ گیا سر بازار اوس پری رو سے — جنون کی صدقے مجھے آج کامیاب کیا
نہیں ہے خال کی یہ وجہ نقطہ چہرے پر — خدا نے خود تجھے خوبی مین انتخاب کیا
مرے ہی نکلے کئی بوسے یار کے دشمن — کچھ اور گھر سے دیا واہ کیا حساب کیا
ادا مین ناز مین غمزے مین حسن و خوبی مین — تجھے تمام حسینون مین انتخاب کیا
ہزار دل نقش قدم رو کش ابر بہار ہے — جو اوس گلی مین گزر تو نے آفتاب کیا
بزنگ جام نگہ مست کرتی ہے سب کو — تمہاری آنکھ نے ہر مسکدہ خراب کیا
صدای صور سی جو تیرے نالہ کش جو نکلے — تو شور حشر نے خاموش ہو کے خواب کیا
وہ چیرے نے کو مرے دل لگی ہے — زمین بل گئی مین نے جو اضطراب کیا
یہ شکل کی گرمی ہوا نکلے ہے منہ سے — کہ تجھ سے شرم کی تیغے کو بے نقاب کیا
وہ ایک دم تھا کہ سب عیش جان جانی تھی — یہ ساری عمر کا تھا عیش جو حساب کیا

وہ صبح گھر کو گئے سو گیا ہما را بخت
تمام رات کی جاگی ہوئے نے خواب لیا

وہ کیا مزہ تھا جو قاتل کے زیر تلوا تھا
کسی نے نہیں دم ذبح اضطراب کیا

یہ گرمیان سی اف اف رے شدت تشنہ لبی
دہان خم مین تیغ نگہ کو آب کیا

گلی گلی دل خانہ خراب نکلا
تلاش یار نے اے خلق کیا خراب کیا

مطلق جانا تجھے اوس گھر مین گر ہو جانا
دیکھنا آپ سے باہر نہ مگر ہو جانا

اپنا کر لینے کو بس نیم نگہ کافی ہے
کچھ بڑی بات نہین دل کا ادھر ہو جانا

ناز و انداز و ادا سب ہین اون نہین کی جا
غمزہ کو چاہیے ایسے مین ادھر ہو جانا

جگنو دیکھی اون نہین رات مین کو ہا ہے بہار
گرمئی گریہ سے اسکون کا شرر ہو جانا

میرے سینے کو تڑپ کر نہ دلاسق کرنا
نہ کہین پردہ در زخم جگر ہو جانا

غم سے یہ رنگ ہے میرا کہ ہوا تیر امزاج
بات کی بات مین بس موج دگر ہو جانا

چرم نظارہ پہ آنکھین یہ نکلوا لینا
اس قدر دشمن ارباب نظر ہو جانا

مین جو رو دون تو کہڑا ہو کے ہنسی کو ظالم
اے بت آتا ترا پتھر کا جگر ہو جانا

دیکھ اے شوق تماشا کبھی سو جھی کیا ہے
کیسے ہر موے مژہ کا ہو نظر ہو جانا

وہ نہو پاس تو نعم البدل اوسکا خیال
چاہیے عمر کا عشرت مین بسر ہو جانا

گو خفا اسکی وہ کافر ہوا پر سن تو لیا
بے اثر نالہ مین مطلب سا اثر ہو جانا

اہل بینش کو دکھاتے ہے بہار گلشن
اوسکا ہر رنگ مین نیرنگ نظر ہو جانا

کٹ گئی وصل کی شب مطلق بہت تھہرا تھا
موت کا تیرے لیئے خواب سحر ہو جانا

یہ نیا ایک رقیب اور ہمارا نکلا
آئینہ کا آئینہ ہی گھورنے والا نکلا

کیسے گھونسے یہ لگاتا ہے مری چھاتی پر
دل بتیاں تو لفظ مجھے گھونسا نکلا

ای ریمن سیب گریبتو نکا قسم ہے
دیدۂ تر نمین گنگا سے ہی چشما نکلا

وہ بت پردہ نشین جانکنے آیا ہو تک
میرا سودا جی کوئی روز تماشا نکلا

دشت سے دشت عدم جوش جنوں میں پہنچا
دو شلنگو نمین کہانسے مین کہاں جا نکلا

ٹیس ہیطور شروع زور ہا کر تے ہے
ہو نہو دل مین مقر کوئی پھوڑا نکلا

پردہ داری غم پردہ نشین ختم ہوئی
جی گیا منہ سے مگر نام نہ آ سکا نکلا

سد گیا عشق کی صدمو نکو مگر آہ نہ کے
اتنی امید نہ تھی دل سے یہ جتنا نکلا

اوس نے کہدو ترے بیمار نے صحت پائی
ہی وہ فصیدہ سہلے گا دم اوسکا نکلا

یہ مور گر ہے غریب الوطنی کسکو پسند
مجھکو کاوش نے عزیزونکے نکالا نکلا

وہ مہ چاردہ سے چودہ برس سن سن
چودہ حصے سے ہی جوبن مین زیادہ نکلا

رات اے رشک قمر کسکے جگائی تھی نصیب
صبح کو آیا ہے تو شام کا تکا نکلا

نطق بیطاقتی باد صبا کو دیکھو
اوس گلی کی ہے مین ہی خاک اوڑاتا نکلا

شاد ہو کر دی مبارکبا دکیا
اوسکا وعدہ اے دل ناشاد کیا

گو کہ مین کیا ہون مری فریاد کیا
پر فلک تیری ہی ہے بنیاد کیا

فخر آیا بخوت اجداد کیا
ایک مشت خاک کے بنیاد کیا

ہم ادا کرتے نہین رسم عاشقی
درد اپنی بے اثر فریاد کیا

کیون سنین ہم ناشکیبائی کی طعن
غم مین سر پیٹنے کو فریاد کیا

اُس تلافی کا سبب کہتا نہین — تم نے پھر سوچی کوئی بیداد کیا
انکے ہاتھون کے ہین پتھر پھول سے — نازنینون کی دلا بیداد کیا
سہی چھری میرے گلے کو تیز سی — اور نہادہ غمزۂ جلاد کیا
پڑ گیا کیون دشمنون کی دل مین میل — یار میرے بے اثر فریاد کیا
پھر وہی اے طفل بے مشق جفا — آگیا بھولا سبق پھر یاد کیا
نجھ سنا سمجھے نہ اوسکے دسیا نہین — آپنے ناصح کیا ارشاد کیا
جھیل لین گے جی کڑا جب کر لیا — ناز غمزے کیا ستم بیداد کیا
چاہتے ہین ہو نٹھہ کیون زخم جگر — یاد آئی لذت بیداد کیا
زخم دل منہ کھول کر رہ گئے — تجھہ سے قاتل کی کرین فریاد کیا
مین تو تیغ ستم تڑپا تھا کب — پھر تو کہ کیا اے ستم ایجاد کیا

مر گیا کیا نطق دیکھو تو سہی
اب وہ کہتے ہین ہم ہین شاد کیا

مین نہین کہتا ہون کہ غمز انہین اچھا — لیکن جو ہو یہ انہین اچھا نہین اچھا
روز آئین عدو تب تو نہ بدنام ہون جب — مین آؤن کبھی تو مرا آنا نہین اچھا
خود مین ہین جو کہتی ہین برا اہل صفا کو — آئینے کا کیا جرم جو چہرا نہین اچھا
کیون مجھکو برا کہتی ہین خوبی تو دیکھیز — وہ کونسی چیز ہین جو بد انہین اچھا
دل عشق جوا فسردہ ہو سنیے سخن کا تو — وہ مردہ ہی گھر مین اوسی کہنا نہین اچھا
راتو تو جگا ئیگا یہی آنکھہ کا لگنا — تعبیر ہے یہ خواب زلیخا نہین اچھا
بس دین نصیبون کو برا کیون کہین تو — اچھی جو یہ ہوتی تو وہان کیا نہین اچھا

دو آپ ہے بوسہ نہیں تو توفیق کب اتنی
مانگوں تو بہ کہتی ہو تقاضا نہیں اچھا

میں مردہ کاوہیں نہ گھر میرا لحد ہے
اتنا بھی نہ بیر اشب یلدا نہیں اچھا

دیکھو نہ کہیں جان تمنا میں نکل جائے
ناں ناں تو ابھی ہے پر اتنا نہیں اچھا

سنبھلو نہ بہت خو ہو الفت میں تو نکی
بدکام کا اے نطق نتیجا نہیں اچھا

کیا پایگا پہاڑ اجو گریباں کبھی کا
اے دست جنوں کھینچ تو دامان کسی کا

چاہے مرا دل کھینچ دسنے سے پکڑ کر
جراح مگر رہنے دے پیکان کسی کا

سو بار کیا حضرت جبریل کو قاصد
آیا نہ کبھی خط کسی عنوان کسی کا

بیوجہ دگر گوں نہیں گلگوں نہ عارض
کاریب وہ کل رات تھا مہمان کسی کا

ایسے ہوا پھرتا ہے کوئی کشتوں کا ہمرنی
چل دیکھ کے لاشہ تو ہے پہچان کسی کا

خوبی نے مرے شوخ کی پریوں کو کیا مات
جائیگا خیال بت پرستان کسی کا

ایما ہی خم ابروے صنم کا
کعبے میں ہی چھوڑو گا نہ ایمان کسی کا

کیا نالہ کبھی سانس بھی لیتے نہیں دیکھے
سنتے ہیں کہ نازک ہے بہت کان کسی کا

جو نام سے ارمان کے خنجر نہ نکالے
وہ اور نکالے کبھی ارمان کسی کا

ناں آہ ہو کارنسیم سحر ے کر
اڑ جائے جو منہ رو کے ہو دامان کسی کا

کیا دیکھے اس رشک سے آئینے کو تو رو تو
یہ بھی ہوا سو کہیں حیران کسی کا

کیا ہے کسی بے اثری کو
گیسو ہی ہو پریشان کسی کا

جیسے کوئی ناخواندہ معما کسی کا

پر کیا ہے نہیں پائے ادھر کسی

U 18/6

اب ہم جو کہیں دنسی نہیں چھیڑ سے اونکو
کہتے ہین ولی ہوگیا شیطان کسی کا

رو کا جو کہین آج تو یون فیصلہ ہوگا
یا ہم نہین اب یا نہیں دربان کسی کا

مین ہوں کبوتر سون وہ کرے فیصلہ یون پر
اے نطق چھپالون جو ملی بان کسی کا

یا الٰہی یہ دل ہے گھر کس کا
چاک سینہ ہے چاک در کس کا

الیسا نالہ ہے شعلہ ور کس کا
کہ عدو پھونک دین گھر کس کا

دل ہزارون کی لی ہین پر ے
اے خدا ہے یہ رنگ بر کس کا

مجھ سے کیون اس قدر کرے پرہیز
یہ تو کہئے کہ دل ہے گھر کس کا

کچھ پریرو ہی بس مین کرتے ہیز
ورنہ ہوتا ہے یہ بشر کس کا

دل مضطر سہی خدا کے لیئے
دیکھ ہوتا ہے پردہ در کس کا

اوسنی کیونکر یہ آبرو پائے
اشک مقبول ہے گھر کس کا

کان تک بھی اوسکے نہیں گا
نارسا نالہ ہے اثر کس کا

نالہ لیتی کا دے رہا ہے مزہ
اس گھڑی کان ہی ادھر کس کا

کیون چھپاتے ہو آؤ کھل کھیلین
پاک الفت ہی جب تو ڈر کس کا

نہین ہے بے نخل الفت مین
پھول کیسا اجی ثمر کس کا

دل ہی چھلنی یہ خون گرفتہ ہو
ہدف ناوک نظر کس کا

اس گلی سے جو بے نوا نہ گئی
نطق دیکھو تو ہے یہ گھر کس کا

لکھنا ہے قصہ یار کو حسال تباہ کا
خامہ ہو نیزنالہ کا دودہ ہو آہ کا

عالم نظر پڑے گا بگولے کی کاہ کا
چل اوفلک حریف نہو میری آہ کا

سینے سے عرش تک ہی وہی ایک سی تپش
کھینچا تو کوئی دیکھے مرے مدعا کا

مین شاہ ملک عشق ہون یہ لشکر الم کا
لشکر غم والم کا ہے ڈنکا ہے آہ کا

اوس سیم تن نے دولت دیدار ہے بھرا
دامن ہوا ہے دامن دولت نگاہ کا

بچتا نہین ہے لاکھ اوڑے طائر اثر
پھیلا ہوا ہے جال مرے دو گواہ کا

لو ہم تو خو کو روتے تھے نکلی سمجھ بھی سب
وہ ظلم اوسپر اور تقاضا نباہ کا

مگرے مژہ پہ آنکھو نہین کہ خون دیکھ لو
پوچھو نہ حال تم دل غفران پناہ کا

اے دل تجھے ہو مژدہ محرومی ابد
وہ عہد کر رہے ہین عدو سے نباہ کا

بس ایک بار چھد گئے دونون دل و جگر
مارا وہ تیر یار نے ترچھی نگاہ کا

پژمردگی و زردی و کاہیدگی سے ہین
گویا نکلا دلا ہوا سبزہ ہون راہ کا

پھیرون تو مثل قبلہ نما پھر ادھر پھرے
وہ روے پاک قبلہ ہے مرغ نگاہ کا

زاہد ہمین نہ حسن پرستی سے منع کر
حسن عمل ہے نام یہان اس گناہ کا

کیا فحط ہے اثر کا مرے روزگار مین
چھٹتی ہے پہلجڑی ہی یہ نقشہی آہ کا

تصویر ضعف ہون مجھے جنبش محال ہے
اے درد کیا کرون یہ عصا لیکے آہ کا

تشبیہ آج دی گئی لیموے یار سے
لو رنگ جم گیا مرے بخت سیاہ کا

سب سے بڑی ہوئی ہے لگاؤ مین تیری انگلم
افسر کرا سکو نازو ادا کی سپاہ کا

اوس نقش پا کا نطق یہ نقشہ صفا سے ہے
خاکہ اوڑا رہا ہے رخ مہر و ماہ کا

زاہد نہین یہ وجہہ تو ہنسنے نہین تا کا
جلوہ رخ اصنام مین ہے نور خدا کا

بیمارِ محبت نہیں طالب ہے شفا کا
چرکہ ہوں مرے آگے نہ لو نام دوا کا

ممنون پے مرگ میں کیوں ہونگا قضا کا
جنجر ہے ابھی تیز ترے ناز و ادا کا

کیا غیر سے وعدہ تھا جسے یاد دلائی
عقدہ نکلا چہ گرہ بند قبا کا

سائل میں ہی نقش صنم نقش نما ہے
چھاپہ جو اڑا آئے ترے نقش کف پا کا

عشق ہے وہ جن جو نہ چلنے دے عمل کچھ
الفت وہ مرض ہے جو نہ کھودے دوا کا

کیا تاب گزر عشق کا ہو کشور دل میں
فوج غم دا ندوہ ہے روکے ہوئے نا کا

کیا بخت ہے چھوتے ہی لہو ہی مئی گلرنگ
تھا زخم کا انگور جس انگور کو تا کا

آئینہ ہے شرمندہ تمہاری کف پا سے
صورت نظر آتی ہے یہ نقشہ ہے صفا کا

وہ گھر ہے ہمارا کہ سہ شام فلک سے
پریوں کی طرح روز اترا رہے بلا کا

نقشہ ہے یہ گل کا تری تصویر کے آگے
بیروپ ہو بیرنگ کا جیسے کوئی خدا کا

جی چھوٹ گیا تا زبتاں دیکھ کے بولے
اب صلہ بندی کو نہیں شق خدا کا

جو ہو خلل انداز یہاں آنے نہ پائے
خلوت میں نہ ہو دخل تکلف کا حیا کا

کیا آمد و شد یہ ہے کہ آیا بھی گیا بھی
تھا موسم گل یا کوئی جھونکا تھا صبا کا

تکلیف میں ہوں ہوش ہے ساقی کو قرباں
ساغر کوئی لا مئی ہوش ربا کا

بیرنگ بھری سادگی حسن عجب ہے
تصویر ہے اوس حور کی تصویر کھنچا کا

ہاں سچ ہے حسینوں کی نہیں اوند فریبا
بند مئی نہ سنا تا کبھی وعدہ وفا کا

ای مطلق میتے گا نہ کبھی ان کی بتوں کے
ہے دل لکھیہ میں مرا نقش وفا کا

چھوڑ دل غریز جان کو تنہا وہ بھی چھٹ گیا
اندھیر ہے مین کوچہ گیسو میں لٹ گیا

یہ ناتوان ہم تری فرقت مین ہوگئے — دامن جب اضطراب کا پکڑا تو چھٹ گیا
ضبط فغان نے کام کیا رات کو تمام — ایسا وہ ہوان گھٹا کہ مراد دی گھٹ گیا
لینے لگا لپٹ کے جو بوسی شب وصال — کہنے لگے مین آکے ترے گھر مین لٹ گیا
دونون نے دی ہی اب مے و دراز ہی پر یکے — زاہد سے کعبہ پیر برہمن سے چھٹ گیا
پہر پہر کے گرد سر کے کیا جانکو نثار — صدقے مین آج آپ کے یہ جی چھٹ گیا
مرتا ہون مین تیغ ہمت مردان عشق پر — کیا تیشہ لیکے کوہ سے فرہاد جٹ گیا
پیری کی آئے طاقت و تاب و توان گئی — سب قافلہ شباب کا دم بھر مین لٹ گیا
نازک تھی وہ بغل مین ہی مضمحل ہوے — نکہت کا دم کنار مین عنچے کے گھٹ گیا
اوسجان جان سے جاتی ہی بس دم نکل گیا — بنضیبن ہماری چھٹ گئین دامن جو چھٹ گیا

کرتی ہی قافیہ کی تنگ قافیہ
ہی نطق اس غزل مین مرا جی ہی چھٹ گیا

غم دوری سے برا حال ہی ہر شب اپنا — آفت روح ہی گویا ہمین قالب اپنا
جیکو طوف ہی گرد حرم یار پھرین — رات مین پہانڈی کو دیکھا تو نہین سب اپنا
عشق بھی ہی خفقان بھی ہمین بے چارہ کو — سخت مشکل ہی کہ سودا ہے مرکب اپنا
دل لگی سے تو رقیبونکی فراغت پائی — درد کہہ کہیو تو کچھ ہم بھی کہین لب اپنا
ہوس تھا نہین کیا وصل مین تقریر کرین — بھول جاتی ہین تجھی دیکھکے مطلب اپنا
وہ ہوا ہی تو مری گرد بھی یکساں ہی ہے — اوڑکے جائیگا کہان چیڑے مرکب اپنا
گردش آنکھونکی غضب جنبش ابرو آفت — سحر اپنا وہ دکھاتی ہی یہ کرتب اپنا
ہی فلک سیر سے کیا سیر فلک کی حاصل — نشے مین اوڑے ہین دیر و حرم کیسا اپنا

جھوٹی وعدوں سے تسلی نہیں ہوتی دل کو
اس عبارت سے نکلتا نہیں مطلب اپنا
بات اوس چھوٹی سے منہ کی ہے بڑی دی غنچے
ہوگا دعویٰ یہ مخبل بند ہی گہ لب اپنا

جلوہ یار سے روشن ہیں ہماری آنکھیں
منطق وہ ذرہ ہیں ہم مہر ہے کوکب اپنا

وہ ترک تیغ کھینچ کے جب روبرو ہوا
جلاد چرخ سہم کے آرزم جو ہوا
اے دوست میں ستم کش لطف عدو ہوا
پہنچا یہ حال پر نہ سر رحم تو ہوا
آئینہ سادگی سے عبث روبرو ہوا
توڑیں گے وہ جو عکس کہیں بد وہوا
کشش پر شباب میں ہے گرمی جمال
زاہد کا تجھکو دیکھ کے ٹھنڈا وضو ہوا
جلاد کا جو ہاتھ پڑا درمیان میں
فیصل وہ اپنا قصہ تیغ دگلو ہوا
گلچیں فروز سینہ پر داغ ہم ہی ہیں
ای شوخ تو اگر چمن رنگ و بو ہوا
جوش شباب کا یہ وہی ایک نشہ ہے
جو اونکو ناز اور مجھے آرزو ہوا
سرگرمی تلاش سے ہر نقش پا مرا
پس ماندوں کو چراغ رہ جستجو ہوا
وہ کون چھیڑ چھاڑ تھی جو صلح میں نہ تھی
بگڑی گالیا بگاڑ جو ای جنگ جو ہوا

برہ بڑہ کے کہا ہے برسر تو تم ہوں جانان
تیغ جفا کے نطق ہی کیا سر خرو ہوا

اثر سے جذب کے وہ شوخ دیدہ آیا تھا
بزور رات کشیدہ کشیدہ آیا تھا
مری صبو کی ہوائے چمن ہوئی غماز
بہ رنگ گل گریباں دریدہ آیا تھا
فشار قبر سے زیر زمین نہ چین ملا
فلک کے ہاتھ سے آفت رسیدہ آیا تھا
مناؤ آپ جو اے ہیں خیر چلتا ہوں
وگرنہ ہو کے نہایت کشیدہ آیا تھا

تمہارا شیفتہ خال بھی ادھر پہنچا جناب
مثال مردم کژدم گزیدہ آیا تھا

سرور تمہارا دل و جان کو منور آنکھیں نہیں
وہ راحت دل و جان نور دیدہ آیا تھا

دریغ برق تجلی ہیں صرف جلوے کا
چلا ہیں ویسا ہی جیسا ندیدہ آیا تھا

سحر ہے یہ خلش تنک کو کہ آئینہ
تمہارے سامنے کیوں آبدیدہ آیا تھا

کیا نہ زلف نے سنبل کو سرنگون خجل
مقابلے کو وہ گیسو بریدہ آیا تھا

وہی یو نطق نہ تمہارات جو کہ محفل مین
تمہاری شان مین پڑہتا قصیدہ آیا تھا

وصلت کی شب بھی خون تمنا سے دل ہوا
تالا جو شرم کو ادب اگر مخل ہوا

آنکھونکی نیلی نیلی سویدائے دل ہوا
اونکا سا خال خال حسینونکا تل ہوا

اے شوق بے ادب تو وہان چل پہر کہاں
سو بار تیرے فعل سے مین منفعل ہوا

دل ہی ملی تو سا ہے کے سونپین ہمزا
کیا لطف اگر بدن سے بدن متصل ہوا

کیا گرمی خیال رخ رشک مع تہی
شعلہ بھڑک کے داغ جگر مشتعل ہوا

اے اضطراب وصل تجھے غارت کری خدا
آہی تو لا یا یار کو آہی مخل ہوا

بستر سے یون وہ صبح اوٹہا جیسے ہی پھول
گرمی شوق وصل سے یہ مضمحل ہوا

پہر پسیج اوٹہے دود فغان سے رات
لیکن نہ ایک نرم ادسی بت کا دل ہوا

قہر خدا ہی جوش جو مارا ازل کے دن
دوزخ مین آگ پہلوی عاشق مین جل ہوا

پس پس گیا مین بار غم ہجر یار سے
وہ ناتوان ہون داغ ہی چہاتی کو تل ہوا

یہ حسن وصف ہی جو لکھا وصف حسن نطق
رخسار حور صفحہ تو ہر نقطہ تل ہوا

۳۱

وحشت مین مجھہ سہ اب کوئی کم ہی بڑا ہوا
آج آہو ونسے میرا قدم ہے بڑہا ہوا

گانے مین آپ ہی انہین لے سکتے اس قدر
جتنا ہمارا نالے مین دم ہے بڑہا ہوا

کچہ بھی نہین ہے مجھہ سے بلا نوش کے حضور
گو اور بادہ خوار دو مین جم ہی بڑہا ہوا

وہ ہے ہمہ فشان یہ فقط ہے ثمر فشان
کچہ شاخ سے بھی مت کرم سے بڑہا ہوا

مور و نیان کہان ہین یہ شمشاد و سیمبن
بوٹا سا اونسے قد صنوبر سے بڑہا ہوا

اے شیخ جی کسی غم دین کا فراغ ہے
ہمکو تو ان بتون ہی کا غصہ ہے بڑہا ہوا

بلبل سی کمند و مجھہ سے نہ بحث فغان کر
نالی مین میرا صور سے دم ہی بڑہا ہوا

جتنے ہین لطف عرصہ معنی کی شہسوار
اونسے مرا کمیت قلم ہے بڑہا ہوا

کچہ مشورہ اغیار سے پہر نام ہمارا
دل وہ ہے نہ کیون لے بت خودکام ہمارا

کی جا و بیان کیا کوئی پیغام ہمارا
کٹتی ہی زبان اوسکی جو لیتا نام ہمارا

جنبش ہے نزاکت سی نہین اونکے لبون کو
بس خانہ ہے حسرت دشنام ہمارا

کچہ شرم بھی ہی اے دل بیتاب کہان ہے
قاصد کے زبان اوپر یہ پیغام ہمارا

بیداد و ستمانیکا رقیبونسے تقاضا
فرمائی ہمسے کہ یہ ہے کام ہمارا

اللہ سے ڈر ایسے بھی کیا ہا تہین نازک
اے محبت دل بیتاب ذرا تھام ہمارا

آئے تہے تلاش دل گم گشتہ کو بس ہم
اور آپکے کوچے مین ہے کیا کام ہمارا

آرام کجا عیش کجا تو ہی نہ جب ہو
تو عیش ہمارا ہے تو آرام ہمارا

دیدار طلب ہو کے پہرا حسان بلا لے
جل جائے تصور سے اگر کام ہمارا

ہر نام مین لیتے ہین سر فیل یہ در ہے
جب صور تو پہونکے نہ لگے نام ہمارا



تیری بوی پیرہن ہی سے بسایا جاتی ہے جب
نکہت گل سے چمن میں چوٹ چلتی ہے ہوا

صدمۂ قرب عدو کیا کہئے جب ہے حال یہ
رشک آتا ہے جو تجھ سے ملکے چلتی ہے ہوا

اوسکی کوچی سے اگر گلزار جاتی کو کہو
ہر جگہ مٹی پکڑتی ہے پلٹتی ہے ہوا

نطق کیا اوسکا حرام ناز اپنی لہر میں ہے
اس لطافت سے کہان گلشن میں چلتی ہے ہوا

صحرا میں ہونگا نہ گلستان میں رہونگا
دیوانہ ہونگا میں کوئی حسینان میں نہ ہونگا

ہوں درد جسم مری عشاق میں جا ہے
کیا عیش ہوں جو بزم حسینان میں نہ ہونگا

کچھ قدر نہ کم ہوگی میں انسو کا ہوں قطرہ
آنکھوں سے جو گر جاونگا دامان میں نہ ہونگا

دولت سے ملی خلد تو دوزخ اوسی سمجھوں
گر پڑکے نہ میں کوچۂ جانان رہونگا

رو کوگے اگر مجھکو سلاسل سے عزیزو
سرگشتہ تصور سے بیابان میں نہ ہونگا

نازک ہے مزاج اتنا تو چھیڑیگی صباہی
نکہت کی روش میں نہ گلستان میں نہ ہونگا

اے حور مرے پاس نہ آ تو جو نہوگا
دوزخ ہی اگر روضۂ رضوان میں نہ ہونگا

جاتا ہوں گلستان تجھے اے چمن آرا
میں خار رہو کر نہ گلستان میں نہ ہونگا

پہلو میں نہیں رنگ و فا بوی محبت
کیا رہ کے کروں گا نہ گلستان میں نہ ہونگا

نکلونگا میں زنجیر سے آواز کے مانند
اب فصل بہار آئی نہ زندان میں نہ ہونگا

لے اڑ مجھے اے جوش جنوں سوئے بیابان
انسان ہوں نہ سنسان بیابان میں نہ ہونگا

عیسے جو چلے چرخ کو اعجاز یہ بولا
تم جاؤ یہاں میں لب جو ان میں نہ ہونگا

جب اختر اقبال مرا اوج پر آیا
دربلکی میں تاج سر سلطان میں نہ ہونگا

ایسی جو محبت نہ بنا کینہ بنوں گا
جس سب سے بنے گا دل جانا نہ بنوں گا

مین سادہ وہ پرکار ہے ہو وصل مین معلوم
بس عمر بھرای نقطہ نہین ہم مین ہونگا

لو خیال نگار آپہنچا — شب غم غمگسار آپہنچا
ساقی بزم انبساط چلا — نشہ اوتر اخمار آپہنچا
سر بسر ناز سر بسر غمزہ — یک بیک وہ نگار آپہنچا
وحشیو پھر وہ موسم وحشت — بہوت سر پہ سوار آپہنچا
قدس ڈرا تو سار بان بولا — شب بے مہار آپہنچا
جا لگین در سے پھر ہی تکھین — وہ گیا انتظار آپہنچا
لو گلہ باغ باغ ہو جاؤ — وہ چمن کی بہار آپہنچا
مثل طاؤس جام رقصان ہو — ساقی ابر بہار آپہنچا
یون جو برہمون تڑپ رہا دل — کیا مرا شہسوار آپہنچا
مژہ و چشم کا خیال آیا — ترک کہنچے کٹار آپہنچا
کہے دیتے ہے صاف دلکی تڑپ — اب کوئی دم مین مار آپہنچا
سو سوا ایک ایک یا غبا تو سنا — مین ہی اب ہی ہزار آپہنچا

تطبق کا دل لبھا دغمزے کرو
تیر مارو شکار آپہنچا

کچھ ذکر کل جو اوس لب شیرین کا چل پڑا — لو سہ ہمارے منہ سے تڑپکر نکل پڑا
چھیڑا تو تہا رقیب نے قسمت سے بل پڑا — اشے مین وہ بگڑ کے ہمین پیٹنے چل پڑا
وہ چاند دیکھنے جو لگے گو نہ تہا مگر — چاند اونکے دیکھنے کو اوسی بل نکل پڑا

سو روپیہ ۱

ایدل وہان قیب یو ہین جائینگے — کمبخت تو بھی چل یہان کدھر مین چل پڑا
یار و نسے دوش پر نہ سنبھالی چل سکا — پہنچا جو کوی یار مین مرد وہ کچل پڑا
باہم ہماری اونکی نظر پیار سے لڑی — دو رشتہ وفا و محبت تین بل پڑا
تصویر سے جہان کوئی صورت نظر پڑی — مانند طفل بس دل نادان مچل پڑا
عیدستان کو لگتا ہے ورنہ مراد دو — اے یار دیر ہون یہان کدھر چل پڑا
پیٹ نہیں پڑین ہین خیال مٹاکی ڈالیان — ایسا یکایک انکی پھپھولونسی پھل پڑا
بے اوسکے آئے انجمن آرائیان کہان — جلنے کی آرزو مین جلے بس کنول پڑا
قاتل کے پانون پر جو گرا مین جھکا کے سر — خنجر کو آفرین کہ برابر اوگل پڑا
دل کا ہجوم یاس مین کیا پوچھتے ہو رنگ — یہ سمجھو کشت زار مین تیری کا دل جڑا
بیتا بیو مین رات پہر آگے رہا نہ ہوش — اتنی خبر ہے منہ سے کلیجہ نکل پڑا

دلکا قلق تو کم ہوا نالونسی رات مطلق
پر یہ قلق ہے نیند مین اونکی خلل پڑا

وہ گل شباب مین چمن آرزو ہی اب — ای عندلیب دیکھہ عجب رنگ و بو ہی اب
صاحب کی بی نیازی و غفلت تو دیکھ — کوئی نہ آرزو ہو یہی آرزو ہے اب
بے تیرے باغ مین ہون نشانہ نسیم کا — ناوک مرے دماغ کو پھولون کی بو ہی اب
فرقت مین جانتا ہون بخنیں ہی جرا ہی — پہلی مئے طہور تہی مے لہو ہی اب
تہی خواہی جنون ہے جو پہلی گہر کے مول — پانی کا قطرہ ہا ہی وہی آبرو ہے اب
گیسو امنڈ رہے ہین سنبل مراد — رخ اہل آرزو کو گل آرزو ہی اب
چکھے گا وہ مزہ کہ بہت دن رہیگا یاد — بدمست دل حریف مئی آرزو ہے اب

ہر غمزے کی کمر مین ہے خنجر لگا ہوا
اتنا کبھی نہ تھا جو ستم مین غلو ہے اب

اوسکو ہی گن لیا ہے قیامت مین شک نہ
آئینہ ہر گھڑی جو ترے روبرو ہے اب

کھوئے گئی ہین آپ تمہاری تلاش مین
بس جاؤ بیٹھو اپنے ہمین جستجو ہے اب

پہلی ہی تند تھی مگر اتنی نہ آگ ہی
بجلی نہی ہو شعلے سے یہ کون خو ہی اب

یہ خلق نا توان ہی کہ تارِ نگاہ ہے
کچھ کہو تو واہمی سے مرے روبرو ہے اب

کب ایسی ویسے سانپ ہین یہ لٹ دوتا کے سانپ
ڈس ڈس کے مار رکھتے ہین یہ ہین بلا کے سانپ

آیا زوال حسن کو گیسو قلم ہوئے
چلتے ہوئے حضور خزانہ لوٹا کے سانپ

کشتہ عمد و جواد سکی گلی مین ہوئی تو کیا
مارے سے کچھ شہید نہون کو بلا کے سانپ

موئی جو مدعی تہی سر لڑنگا کچل دیا
مارے گئے حضور کے دولت سرا کے سانپ

زلفون نے اوڑکے جھوٹہ کو بیچ کر دکھایا
قصے کہانیون مین سنے تھے ہوا کے سانپ

لیتی ہین انگلیان تری کیا دلمین جگہ سان
ڈستے ہین کینچلے کی رنگ حنا کے سانپ

لاکھون ہی دل نگل گئی گیسو حضور کے
انسے خدا بچائی کریں بن دعا کے سانپ

الفت ہی جب نہین ہی تو موئی کی نہین
بجھو خال کے ہین زلف دوتا کے سانپ

سر رین نہین کی سیاہ ہی گنج رح
کیونکر نہ مال ارہون لٹ دوتا کے سانپ

بس رہی ہے دیکھکی زلفونکو دور رہا ک
دنیا مین انکا جان عدم ارہ کے سانپ

مشاطہ چھیڑتی ہے نہین کاٹتی اوسے
کیلے ہوئے ہین کیا تری لٹ مار کے سانپ

پر دغ دل کا راز لفونمین چلتا نہین تیا
جاؤ ہین کو گل گئے ہین بلا کے سانپ

منتر پڑہے ہین شکل نے جب سے زبان بے
قابو مین ہے تب ہی زلف دوتا کی سانپ

اے گنج حسن و مید کی دولت نہ چھوٹیگے
گیسو ترے تین لاکھ ہمین بن بنا کی سانپ

مشتاق تو ہے لاکھ ہمارے ہین من تجھے
ہارے ہین من تجھے سے یہ لف و دو ناکی سانپ

مرکر بھی قبر مین مجھے لیرین یہی آئین گی
یاد آئینگی وہ زلف دسیہ گے جب آ کی سانپ

زلفونے بیچ سے نہین نچنے ہو نظق کیون
کیا کیسے ہے ہین آپکے سر پہ قضا کے سانپ

ترے بغیر ہوئی سخت بیقراری رات
دل و جگر کی کوتہا ہی کٹی ہی ساری رات

یہ لال لال ہین آنکھین کہ ہے بیداری
کہ جاگ جاگ کے کاٹی ہے تم نے ساری رات

یہ انتظار تہا تیرا کہ مثل تارون کے
کٹی ہے آنکھو نمد ای ماہ اپنی ساری رات

سر شک نکلکر ستارے زمین پر ٹپکے
ہماری حال پہ اقلاک روی سارے رات

بایں خیال کہ وہ ہونگے خواب راحت مین
کہا نکی آہ زنی ہمنے سانس ساری رات

جو نام آپکا لیلے کے شب چلائے
بہت حضور کی کی ہمنے پردہ داری رات

سیاہی شب فرقت کی وجہ ظاہر ہے
ہمارے غم مین سیہ پوش ہی ہماری رات

نیاز و ناز مین تہا معرکہ شب و صلت
ادہر ہنسی تہی ادہر جوش اشکباری رات

ترے فراق مین آکر بے مرے ہمدم
فغان نالہ و فریاد و آہ و زاری رات

نپو چھو اہل جہان حال تیرہ بختون کا
ہمارے دنسے ہی روشن کہین تمہاری رات

قمر کو دیکہ کے ہالے مین رات بہری ماہ
جلین ہی گیسوے رخشان شوق ہمکناری رات

کمند پہینکتے تہے بام عرش پر کیا گیا
ہمیشہ بام ترا موج بیقراری رات

وہ آکے دیکہتے حالت اگر ہماری رات
ظفر یہ اپنا مسیحا نظق رہ جاتے

وہان رقیبونمین ہتا شغل بادہ خواری رات — لہو کے گھونٹ یہان ہمنے گھوٹی ساری رات
وہان رقیبونمین ہوتی ہے گنتی بوسونکی — یہان تہی یاس کے عالم مین دم شماری رات
وہان ہنسی تہی رقیبون سے ہاتھ گانا تہا — یہان تہی نالہ و فریاد و آہ و زاری رات
وہان وہ غیر کے پہلو مین محو شوخی تہے — یہان لغل مین ہی دل کو بیقراری رات
وہان رقیب سے سوئے لپٹ لپٹ کر وہ — یہان لگی غم یلک سے یلک ہماری رات
وہان تہا کوتہی شب کا شکوہ دشمن سے — یہان تہی صورت بیمار مجھکو بہاری رات
وہان رقیب کے محفل مین بیحجاب ہے وہ — یہان تہی اونکی محبت کی پردہ داری رات
وہان تہی دشمن یاس عدو امید اونسے — یہان تہی یاس عدو دی امید واری رات
وہان فروغ پر اختر تہا بخت دشمن کا — یہان تہی میرے لیے تیرہ روزگاری رات
وہان جیسی تہی دل غیر مین وہ نوک پلک — یہان تہی سینے مین ٹوٹی چبھی کٹاری رات
وہان رہا مرہم داغ عدو وصال اونکا — یہان تہی تیغ فراق اور زخم کاری رات
یہان تہا تار رگ جان کو زخمہ ناخن غم — وہان وہ چھیڑتے تہے غیر و دشمن کی تاری رات
یہان رہی مجھی تا صبح نرغ کی اولجھن — وہان وہ زلف سیہ غیر نے سنواری رات

وہان وصال عدو سے شب رات تہی لیکن
یہان تہی دسمین محرم کی شب ہماری رات

سوئے تہے وہ آکے میرے گھر رات — تہی شام سے رونق سحر رات
کرتا تہا خلش جو نشتر رات — ہر نالہ تہا دلکو نیشتر رات
دن بہر تمہین اب نجانے دون گا — رو لوایا ہے مجھکو رات بہر رات
پیشانی صبح پر یہ تل ہے — یا وصل کے میرے مختصر رات

فریدیا

کیا حال شب وصال کہیئے
کچھ تھی ہی نہ قصہ مختصر رات

گیسو ہے قریب عارض روز
یا ہجر کی ہے وراثت رات

وہ چہرہ نہین ہے گیسوون مین
دل بیچ مین ہے ادہر اودہر رات

رونے ہی سے کم ہو گرمیٔ ہجر
ٹھنڈی ہی ہو بلا سے بھیگ کر رات

قسمت کو ملا تھا حیف خواب
تھا جھوٹھ ہیچ اونکو درد سر رات

رخسار و نہین ہے فروغ خورشید
ہوتی ہی نہین ہے اونکے گھر رات

کیون تارون کی چاند پر تھی چمک
کیا بیٹھے تھے آپ بام پر رات

آنا ہے نہ آئے سے زیادہ
ہے صید مہ انتظار پر رات

دیکھو نہ سحر وصال مین نطق
الدکرے ہو رات پر رات

نو آسمان ہلا نہ تو سا تون زمین اولٹ
اے ضطراب پردۂ پردہ نشین اولٹ

بعد فنا نہ مجھکو کوئی دفن کیجیو
دل بیقرار ہے نہ کہین دے زمین اولٹ

جلیے اولٹ رہی ہے تو برگ گل اے نسیم
اوس نو بہار ناز کا بر قع ہین اولٹ

مرتا ہون شوق قتل مین تلوار کینچ او ستمگر
دامن کمر مین باندہ ذرا آستین اولٹ

آئینے مین دیکھہ صنم چشم سحر ساز
ڈرتا ہون مین نہ جائے جادو کہین اولٹ

گلگشت باغ مین نہ یکایک اولٹ نقاب
اے گل تو دم نسیم کا جائی کہین اولٹ

کیا مجھکو اس سے ذوق کہ او سکی نہین نقاب
حیل او صبا نہ برگ گل یاسمین اولٹ

پیش رکھی ہین جو عشاق کی ضمین
پردہ اولٹ کے تو او ہین پردہ نشین اولٹ

باندہے ہین ظراب کے مضمون یک قلم
ڈر ہے زمین شعر بنجائی کہین اولٹ

لہرا ہی نطق بلا مار زلف یار
ڈری مجھی کاٹ کی جائی کہین دل لیت

دم اگر ہے تو دلاسا ہے عبث
جھوٹھ ہے سب جبھی تو وعدہ ہی عبث

میرے پاس آئے ہے کہ ہون آزار دوست
پھول کی پہلو مین کانٹا ہی عبث

جاگ غافل کچھ تماشا دیکھ لے
اے مرے طالع تو سوتا ہے عبث

یون کہہ دو سو جین ناکام ہم
در پہ سر کا تمکو حیلا ہے عبث

دل مین جب ٹیسی تو کیا آنکھو نسی شرم
لو اوٹھا بھی دو یہ پردا ہے عبث

لے اوٹھے جاتے ہین تیری بزم سے
تو رقیبونکو بٹھاتا ہے عبث

کچھ اثر ہی جب نہین ہوتا زمان
آہ تیرے بے سود نالا ہے عبث

جملہ عشق اوس کی جولی سے ہین
پھر خروش و جوش دریا ہی عبث

خود سمجھتا ہون مگر مجبور ہون
جانتا ہون اوس سے شکوا ہی عبث

ایک تو ہو تجھ سے مطلب ہے ہمین
ہو نہو یہ ساری دنیا ہے عبث

بوسہ لب مین ہے جب اوسکو کلام
تیرا ایدل اور ارادا ہے عبث

نطق لے آیا نہ وہ بت گور پر
ہم نہ کہتے تھے کہ مرنا ہے عبث

تقدیر دیکھیو تو فلک کی برائے رنج
وقت نشاط ہو لیے ہوے یا برائے رنج

دل سے خیال عیش و بے پا ہوا چلی
جسدم بجوم کرکے یکایک سائے رنج

آدم کا تن ازل مین جو عریان تھا پڑا
تقدیر نے اوٹھا کے اوڑہ دیا برائے رنج

اوترا ہی عیش چرخ سے ای بخت بد نژاد
پاس آتے آتے میری کہین ہو بجائے رنج

واقف نہ ہوں حشر و غدا کچھ رہے تھے ۔۔۔ ہم خوش تھے متاع میں کہ ہوئی تنہا رنج
اس غم کدے میں بس ہنسی ہم کو حرم ۔۔۔ خندہ ہے نالہ جو نہیں تو ہے ای رنج
مرنے سے ہیں جستجو میں ہیں ہمیشہ ۔۔۔ آئی دیار دل میں ہمیشہ وہای رنج
ہو ہو گئے خصور کے تا ہو سی دلفریب ۔۔۔ ہیں ہیں گئی انشاط یہ ہیں ہیں آئی رنج
دیوان کا ہر ورق کف افسوس ملیا ۔۔۔ غیر از نہیں جاں یاس سے یا ماجرای رنج

گل ہو چراغ جان کہیں طوق خوف ہے
چوبای چل رہی ہی جہانمیں ہوای رنج

میرے پہلو سے خدا کی لگی تو تیر نہ کھینچ ۔۔۔ دل جدا آئیگا دیکھ ای ستمگر تیر نہ کھینچ
اثر غم سے وہ خاکہ ہی ہیگا نقاش ۔۔۔ رنگ تو بہر بنسگا مری تصویر نہ کھینچ
خونبہا بوسہ بازو نجھے دینا ہوگا ۔۔۔ یہ اگر ہو سکے مجھسے تو شمشیر نہ کھینچ
او سکا ہر تار ہماری رگ جان ہے ظالم ۔۔۔ دیکھ شانی تو وہ گیسوی گرہ گیر نہ کھینچ
ہے علاج خفقان جلوہ دلدار صبیح ۔۔۔ چارہ گر میرے لیئے تو عرق شیر نہ کھینچ
نقش شیریں تو نزاکت سی ہی دلپر ہی ہے ۔۔۔ کوہکن سنگ پر ایسے کے تو تصویر نہ کھینچ
جان لی اسکو ہی منجملہ انعامات دہان ۔۔۔ کھینچکر نالہ کہی خستہ تا شیر نہ کھینچ
ناز کے صدقے نزاکت کی نثار اے خاتل ۔۔۔ بس مرا کام ہوا رہنے دی شمشیر نہ کھینچ
مستی شوق میں ہو دست فشاں قبض کنان ۔۔۔ انتظار منی گلرنگ و مزا میرہ نہ کھینچ

نطق تاثیر کمان ہے نہ کہیں گھٹ جائی
ضعف از حد ہی تو اب ہ گلو گیر نہ کھینچ

ذلیل میں نہیں لعنت عدو کی طرح ۔۔۔ عزیز ہوں مجھی سمجھو تم آبرو کی طرح

خوش آتی ہی لب پر بان ہی تجکو تو کیطرح
پکارتا ہی سگ کوی ماہرو کی طرح

تری قسم مجھی دی کی مجھے مئے ناب
پلا رہے ہین گلا گھونٹ کر لہو کی طرح

دھرا ہی رو برو آئینہ قد کو دیکھتے ہو
اور آئے تم نے یہ سر کٹا رجو کی طرح

انھین سے آبرو ئے عشق ہی سن اے ناصح
عزیز ہین ہمین آنسو ہی آبرو کے طرح

جہان پڑی ہین وہین ہین بادل مین ذکر
چمن مین ہین تو خزان مین بر آبجو کیطرح

خموش تم کہو کی منہ سے کچھ نہ کیا چار
کچھ اوس سے ہین نہ پڑی تیری گفتگو کیطرح

وہ رند ہون کہ بغل مین ہی جسکی دل شیشہ
رکھو نہ مین دوڑتی پھرتی ہی لہو کی طرح

وہ رند ہون ہو نشے مین جب ہو چمن
لوٹی چلے مجھ مغ دوش پر سبو کے طرح

ذری سی بات مین ہوتا ہی کچھ سے کچھ کافر
ہمارا دل بھی ہی نازک کسی قمو کی طرح

مثال تیغ تو لگ جا گلے سے او قاتل
کبھی تو جوش مین آجا مرے لہو کی طرح

جوابی گوشہ غربت کو چھوڑ دیگا ناطق
پڑا پھرتا وہ آوارہ گل کی بو کیطرح

بدلتی اب نظر آتی ہے دلربا کی طرح
کیا ہی آنکھ مین شوخی نے گہر جیا طرح

مٹونگا پر نہ اوٹھونگا تمہارے کوچے سے
زمین پکڑی ہی بندے نی نقش پا کیطرح

الٰہی وسکی کمر تک کمین پہنچ جائین
رسا ہون تا نہ مری گیسوی رسا کی طرح

کہین ہے کان مین بلبل غیبت کی چھ مین
رسائی اپنی جو گل تک ہوئی صبا کیطرح

مین اوسکی گھر جو گیا تو کمال غصے سے
وہ بولی خیر ہو نازل ہو بلا کی طرح

یہ وہ زمانہ ہی مہر و وفا و شرم و حیا
ہوے جہان ہی نایاب کیمیا کی طرح

چلا ہے وہ فلک حسن جب تعلی سے
تو مہر و مہ ہوے پامال نقش پا کی طرح

ترا اسیر ازل ہی ہون ہی سبی قامت
ہوا ہی طوق گلو حلق فاختا کی طرح

جو بد نظر سے اوسے دیکھیو اوسکی آنکھون مین
اوڑا ہوا ہی کے خاک پڑی چشم نقش پا کیطرح

بہرا تھا غیر نے پہلے ہی جانے دیا کیا
برس پڑی مرے آتی ہی وہ صدا کی طرح

کسی سے دل لگایا جہان فانی مین
ہم آئی اوسکے باغ کی ہوا کی طرح

ہوا ہی خون تمنا ہون کا یہ نقشہ
کہ سب کو صاف نظر آئی کربلا کیطرح

نہونگے جوشش وحشت مین سد رکاوٹ
کبھی جہاڑی اوڑہونگا میر ہوا کی طرح

تری زبانی مین ہین مبتلائی عشق اکثر
مرض پھیل پڑا ہی مسیحا کی طرح

مثال در دل اوٹھکے عدو کی پہلو سے
تو بیٹھہ پاس مری نقش مدعا کی طرح

نہوگی کچھ خبر ای نطق اوٹکی کا تو نکلو
تمہاری آہ چلی جائیگی ہوا کی طرح

وصف دہن مین چپ ہون سخن ہی بات بیطرح
کرنا پڑی ہی بیخی کی اثبات بیطرح

بوسے کا نام لیتی ہی تو بولگا لیان
بکنے لگے ہو یار خرافات بے طرح

دل توڑتے ہو بند و نصیحت ہی سیج جی
ڈہاتی ہو کعبہ قبلہ حاجات بی طرح

درد فراق ہی تری ای یار سے دور
ہر ہر گھڑی کٹی ہی کے رات بی طرح

پڑتا نہین ہے منہ جو کرون بوسی کو سوال
وہ شوخ بدزبان ہی یہ بات بی طرح

ہر دم ستم ہین اپنے کیے کو سہلتے ہین
جرم وفا کی پائی مکافات بی طرح

بی پردہ ہون مقصود اگر دنکو جلوہ گر
آنکھین دی کہائین مہر کو ذرات بی طرح

ای یار نالہ لش تری مدت مین کون سنا
ہلتی تہی رات ارض و سموات بی طرح

جسدن کہلے گا جان ذا میدان ہر تو
چوری چھپی ہو شب کے ملاقات بی طرح

صاحب مبارک آپکو عاشق سے نئے ہمسے چھٹی قدیم ملاقات بی طرح
بجلی گری تبسم جانان سے دفعتہً آئی ہی ہمکو مرگ مفاجات بی طرح

درد و فراق سی ہے برا حال عشق کا
ہے ہے کرا رہا ہی وہ دنرات بی طرح

مین رو رہا ہون گی جب سے تم خوشی کی طرح ہنسا و پھر مجھی آجاؤ پھر ہنسی کی طرح
وہ رنج دو ہوت ہون آتا ہی غم خوشی کیطرح جو درد دل مین ہی اوٹھتا تو گدگدی کیطرح
گجر جو آج شب ہجر مین نہین بجتا بلا سی کان ہی بجتی دہر مین گھڑی کیطرح
ہوا دماغ پر یزاد بیمار سے جو کہا ہوا پر آگئے اوڑنے لگے پری کیطرح
ہوای نغمہ نہی ہی غرض شوق کباب بسر فراق مین کرتا ہون متقی کی طرح
ہماری آنکلہ یہ محو جمال کسکی ہے کھلی ہوئی ہی جو دنرات آرسی کیطرح
لگاوی بت پردہ نشین سے لازم ہے چھپاون عشق کو یہی حسن خانگی کیطرح
لگائی یار نے در سے یہ لف جھوٹی پر کہ کہان اوتر گئی کالی کی کچلی کیطرح
چمن مین کہہ کی لب شوق چوم چوم لیا دہان غنچہ مین پاکر تری ہنسی کیطرح
نہ عشق کیجیے ایسا کہ روگ ہو جائے لگائی جو کہین دل تو دل لگی کی طرح
گلے مین یار کے چنپا کلی کا ہار دانہ خوشی سی پھول بنا پھول کر کلی کیطرح
مرے سوا جو کوئی اون لبون کا بوسہ لے الہی اوسکا بھی کالا ہو مینہ سی کی طرح
مثال ٹہنک نہین عرصہ قیامت سی دہان یہ غنچے کہان ہین تری کلی کیطرح
ترے فراق مین جی کھولکر کرون نالے اگر گلی مین ہون سو راخ بانسری کیطرح
صدای خندہ گل دی جو تو بی حقہ شگفتہ غنچہ ہو منہ ال کا کلی کیطرح

شب فراق ترا دل فگار سرد ہوا | اندھیرا مار گیا اوسکو چاندنی کیطرح
نگاہ ناز سے دم بھر مین ہو گئی بسمل | گلہ یرا نہی مگر بہر گئے چھری کیطرح

وہان یار کو ہر گز نہ کہیو جو ہر فرد
نہ نطق کہا ہو تو منطقی کیطرح

مری نگاہ وہان بخت سے ہو کیا گستاخ | کبھی نہ جس گل رخ پر نپلی صبا گستاخ
ادب ادب کے صدف مجھکو عرض حسن نے دی | جو ہو چلا مین دم عرض مدعا گستاخ
معاملہ ہی مرے دل کے ساتھ یون عم کا | کہ آشنا ہی ہو جس طرح آشنا گستاخ
ہزارون لیان پڑے لگین سکندر پر | جو دیکھے رخ کی طرف ہو کی آئنا گستاخ
نہ رعب حسن ہی جسکو نہ سطوت تمکین | یہان نہو گا کوئی میرے شوق سا گستاخ
جفا و جور یہ مجھپر کہ نام سے سہمون | یہ لطف عدو پر کہ ہو گیا گستاخ
نہ بزم یار مین ثانی مرا ادب مین ہی | نہ تخلیے مین کوئی مجھ سا دوسرا گستاخ
چل او ادب ہون رگ رگ کے بند کاٹ لیے | وہ بیحیا کہین کہ لین مین اب ہوا گستاخ
وہ مست حسن جوانی مین مست شوق شباب | وہ بیحجاب قیامت ہی مین بلا گستاخ
ذرا نزدیکے مستی شوق مین دل کو | یہ دیکھئے کہ یہ ہوتا ہے تا کجا گستاخ
کہلا رہا تھا یہ لگا مجھے بتانی مین | شراب پیکے ہوا اوس شوخ سے لگا گستاخ
شب وصال مین ایدل سحر کا کیا ہین پھر | مری تو لوٹ لین ہین لگی ہیجا گستاخ
ادب ہے فایدہ ایدل کہین کی تب ہی ہی | وہ اب یہی کہتی ہین بے شرم بیحیا گستاخ

مین ان حسین مین ہون خاکسار مثل نکت منطق
کلی کلی ہی دریدہ دہن صبا گستاخ

ایدل وہ بت کہ جسکو ہی جور و جفا پسند
صدقے تری پسند کی جسکو کیا پسند

دل غیر کا پسند او نہین میرا ہی نا پسند
زنگار ہے پسند نہین آئنا پسند

آباد گھر کو چھوڑ کے صحرا کیا پسند
دیوانے دل کی ہای ذرا دیکھنا پسند

بیعانہ جسکا ملک حلب کا خراج ہے
وہ دل کا آئنہ مگر اونکو ہی نا پسند

اسکا تو لطف تب ہی کہ تو بھی بغل مین ہو
یون خاک آے چاندنی ای مہ لقا پسند

عشق پری ہی زار ہون ای حور خیر ہے
کرتی ہے اوس چڑیل کو میرے بلا پسند

گاہک جسے قبول کرے مال ہے وہی
دل ہی وہی کہ جسکو کرے دلربا پسند

جب سے سنا کریم خریدارے وہان
جنس گنہ ثواب سے آئی سوا پسند

تیری کو کیون کلام ہی خاکی کی حسن مین
اللہ کو ہوا ہے یہ نام خدا پسند

فرقت کی شب سے دور ہوای چاند دو ہو
تیرے تو مُنہ سے ہے مجھے اولٰی تو اپسند

بھاتی ہی کون دیا کے ہان دیو کرشن
چیل اور چمن نہین ہی شہد مگس پسند

ہر شعر ترے رہا ہی یعلی کی نطق کیون
کیا اوس غزال کو گاے کوا نے کیا پسند

سنا جو عیش مین اونکو دم فغان فریاد
تو نغمہ ہو گئی اگر سر زبان فریاد

جگر فشان ہی آنکھین ہین دل فشان فریاد
اسی لیے کریہ و فریاد سے فغان فریاد

فسون ناز نے منہ پیشتر ہی کیل دیا
ہزار ظلم کرے وہ مگر کہان فریاد

اذان کہے مین نا قوس بنگدی مین بجا
سنی کسی نے نہ میری یہان ہان فریاد

سنی نہین جو اونہون نے تو کیون ہی ہو بیدم
ذرا یگان مرے نالے ذرا یگان فریاد

دکھا چکے اثر اوس تک سنج چکی ہون
مری ہوئی ہے یہ نالے یہ ناتوان فریاد

بہ رنگ دانۂ اسپند بول جائی گے
گر یکی گر مئی فریاد سے زبان فریاد

خیال ہی تری زلف دوتا کھونگا ہمین
وگرنہ کیا نہین منہ پانہین فغان فریاد

اگر نے نازک دماغ حضرت کا
تو ضعف سے ہی ہماری بھی ہی توان فریاد

یہ بے سبب نہین سن مشکی نسباط او کو
مگر نکلتے ہے نغمے سے تو امان فریاد

پڑے ہین پھول سی بکھرے جگر کے ٹکڑے
نکل کے منہ سے بنی شاخ گل فشان فریاد

ترے ستم تو نہین کچھ بڑا ستمگر ہا
نکل گئی مری منہ سی جو ناگہان فریاد

سکت جو سانس ہی لینی کی ہو تو کیونکر نکلے
عصائی غم کے سہارے سے ہی توان فریاد

فسردہ دل ہین یہ مردہ سی دم غنیمت ہین
وہ زور شور کے نالے کہان ن فریاد

ترے ستم وہ غضب جس سے خونچکان فریاد
ترے الم وہ بلا جس سے ہر نفس نالہ

وہان ہو نالہ بھی تاثیر عیش سے نغمہ
اثر سے غم کے جن نغمہ ہی سہان فریاد

نکل ہی ہے دہن سے جو سانس بن کر
یہ پردہ دار محبت کی ہی زبان فریاد

یہان تو چاہ سی ہے طوق جو ہین لعنت
وہ لاکہ کان لگائین مگر کہان فریاد

ٹوٹے ہین تری جوش جوانی سی اگر بند
جوش پیرہن دل نے بھی توڑی ہین ہر بند

الفت کی سبب لوگ ہین طرفین بدظن
وہ قید مین پڑے کے پڑی ہم ہین نظر بند

ای برق تجلی ترے جلوی سے عجب کیا
ہو روزن دیوار کے بھی آنکھ مگر بند

طفلی کے سبب ہین وہ ابھی قید حیا مین
آنکھو نمین ابھی ہے نگہ شوخ نظر بند

بینائی دل وہ ہے کہ ملتا ہو مدین سب
لیکن قفس اور رجائی نہ یہ طائر پر بند

سونا شب غم اپنے مقدر مین کہان
ہان عشق کی کیوفت یہ آنکھین ن مگر بند

مین سینۂ صد چاک کہان اگر اپنا
سینے کو ابھی شرم سی کرلے گل تر بند

تابع کشش دل کے حسینان جہان ہین
پربان مری افسون محبت کی ہین پر بند

ایذا ہو سوا کم ہو جو ازار محبت
سوزش بڑہے ہو جاے جو ناسور جگر بند

ہان گرنے نپاے کوئی ٹکڑا کہین دل کا
اے دامن مژگان یہ ہماری ہین جگر بند

ارباب تصور کے لیے دیکہین نہ آنکہین
رہتا ہے یہین خانہ آباد کا در بند

ہو کاش نقاب اونکی مری آنکہہ کا پردہ
اور اوسکی ہوون ای رشتہ مژگان نظر بند

دل آہ کو اور آنکہہ گریۂ اشک کو کیا بند
کوزے مین ہے دریا ہو نہ مٹھی مین ہوا بند

بلبل کی طرح ہم بہی بگلے ہی اوڑاتے
ہو جاتی دل دیکے اگر ایک کے پا بند

تب جانوگی سوزش مرے ناسور جگر کے
مرہم تو ہو مہندی تری تتی ہو حنا بند

حد ہوگئی اب ای دل بیتاب تپش کی
رحم کہ دم ہونے لگا بند

گلزار مین آمد ہے بت پردہ نشین کی
نکہت سی کہو جاکے کری راہ صبا بند

جی مین ہی ذرا پیرہن میدان سخن کے
مدت سی ہمارا فرس طبع ہی جا بند

خیاط نقاب اونکی ہی رنگین گل تر سے
تار رگ گل کا کوئی نازک سا لگا بند

قاتل سے بہت ہجر مین سر مارا پہرا یا
ہو جاے خلاق اسکو ہو شیشے کا گلا بند

رنگ اور رونکی باتہو مین تو لاتی نہین کیا
شوخی مین کچہ ای شوخ ہی مہندے تری پا بند

بے تابئے دل سی یہ ہمین ٹرپنو لگا شب بہر
ہر بند سی ہو جاے گا تا صبح جدا بند

اوس زلف سیہ فام کا دل مین ہی تصور
شیشے مین مرے مد کی پریکے ہے بلا بند

نکہت کو اوڑا کھول کی تو زلف چمن مین
اور آہو نے کردون مین رم ہا صبا بند

تخصیص نکر اسمین کوئی خار کہ گل ہو
لگ جائے مین اے خط ترہ مثل صبا بند

گھر مین ترے آنے کو نہین مثل صبا بند — دیوار کو پہاند و نگہ جو دریچہ ہ ملا بند
مجنون خود آ رہا کوئی یہ زیور ہو مبارک — دیوانی تمہاری نہین زنجیر سے پا بند
بالفرض اگر آگ بھی جسم پکڑ کر — گاہی ترے ہمراہ تو ہو جائے ہوا بند
ہان جاگ سونیکا جو تمہا وصل مین ہنا لطف — اب ہجر کی شب دیدہ ہ ہی ہنا کملا بند
مہتاب نکلتا ہے ترا روپ بنا کر — آنکھ اپنی شب ماہ مین اے یار ہو کیا بند
کیا کیا مری جانب سے اونہین فن سوے آئے — سوتے مین قبا کا جو کہین کھلا بند
اوس شرم کی پتلی کا مجھے سینہ دکھایا — گر ہی کا ہون منون کہ گلے کا ہ بند
وہ زلف عجب خانہ زنجیر ہے جس مین — ایکا ایک گرہ مین ہی وہان ایک ایک صد بند
کس بات کی بندش ہی شب غم ہی یہان یون — ایکی سا ہی دروازہ کیا یار کیا بند
مین بندہ بجان سکا ہون نہا جا ہی جو کو — خوشرو کا مقید نہ ہوا کار کا پا بند

بے مغز ہر تمین ہر اوٹھانے کی ہوا ہے
ہوتی ہے حباب مین فقط نقش ہوا بند

ابرو پر او سکو تر کو تکو تلوار پر گہمنڈ — جو جو جری ہین ہی او نہین ہتیار پر گہمنڈ
نازو ادا کی پشت قوی یون ہی حسن سے — جس طرح ہو سپاہ کو سردار پر گہمنڈ
غمزو نسے وہ ملاہی ایدا کے واسطے — اب تک تہا اپنے زعم سر جہان پر گہمنڈ
رکھتی ہین ناز او حسین ناز و حسن پر — کرتے ہین ناز و حسن ہنر پر ہنر گہمنڈ
کرتے اثر ہو یار کے دل مین تو بان تہی — ناحق ہے مجھکو خوبی اشعار پر گہمنڈ

میرے تو اضطراب کی پوری ترہین نہین
نمکو ہی کیا بلندیٔ دیوار پر گھمنڈ

گیسوے روی یار کو سنبل سے حسن کا
زیبا ہے گل کو سنبل گلزار پر گھمنڈ

معشوق کی ہی ذات ہے ناز و نیاز کی
ابدال نہ کیجیو کرم یار پر گھمنڈ

ای ظفر اوسی بت کی کیا بات ہی مگر
شاعر ہین ہم ہمین ہی ہی گفتار پر گھمنڈ

کیونکر مری زبان سے نکلا سخن لذیذ
جو ہے ہمین مون لب شیرین ہن لذیذ

سنگ سے تیغ چٹا کر کیا ہے قتل
نغمہ دہان گور کو ہے میرا تن لذیذ

شاعر ہون تم نہ نجمہ سے تعلی سے کیجیو
ہوگا تمہاری بات سے میرا سخن لذیذ

بوسے لب و ذقن کے مجھے تم عطا کرو
کہاتے ہین میوے باغ کی مرغ چمن لذیذ

لذت یہ بانٹ نفس کشی کے جو اختیار
کہاؤن جو تلخ شے تو مرا ہو دہن لذیذ

ہو صلح پھر شراب پیین پھر مزے اڑاین
پھر ہے کباب ساقی پیمان شکن لذیذ

میوے کی طرح کھاتی ہین دیوانگان عشق
تمہین تیری نہ کے اے سنگ دن لذیذ

وہوئی ہوئی زبان ہے کوثر کے آب کے
والہ ظفر کا ہی نہایت سخن لذیذ

الفت جو ہو دلسے اترا وسکا نہو کیونکر
ہم ہو رہین جسکے وہ ہمارا نہو کیونکر

مر کر بھی ہوی نہ فن اوسی بت کی گلی مین
اب اپنی وفا کا ہمین دعوی نہو کیونکر

جب رنگ جوانی مین گل تر کا نکالے
پھر خاک کا پتلا بھی تماشا نہو کیونکر

دیوانہ کرے کیون نہ تر احسن جوانی
جب فصل بہار آئی تو سودا نہو کیونکر

وصفِ دہنِ یار مین منظور ہے دقت
ہر ایک مرا شعر معما نہو کیونکر

اوس رخ کو اگر سن مین سہری سے وصف
تو زلف شبِ خواب لیخا نہو کیونکر

کیا تیرِ محبت کے ستم کرکے شکایت
ای یار جب البیلا ہو تو ایسا نہو کیونکر

ہین عاشق و معشوق تو یکجان دو قالب
بدنام مجھے کرکے وہ رسوا نہو کیونکر

منہ دیکھے کے کیونکر نہ پر مے آب کا کلمہ
طوطی کی طرح آئینہ گویا نہو کیونکر

انسان ہون فرشتہ نہین کیونکر نہ مانگون
جی کہتا ہون خواہش مجھے اصلا نہو کیونکر

تیلی ہر ہر کوئی مشتاق تماشا ہے کیونکر
تیرے لیے آغوش تمنا نہو کیونکر

جب باغ کو تو جاے تو جوغنچہ ہو کھل کر
بچے نظر آتے نہین وعدا نہو کیونکر

قاتل مین مرے آگے ہو چلتے ہو فقرہ
ابتو لبِ شیرین کا مزہ چکھ لی ہے جاٹ

ابوسے کی ہوس اور زیادا نہو کیونکر

مرجاون مین بسپرده پے دفن آئے
ای نطق لب گور سے شکوا نہو کیونکر

دلمین ہی جو ارمان ہو تو درد ہو کر
اب تے دم و فنکلے دم ہای سرد ہو کر

دیوانہ آسمان ہی مجھکو جو پیٹتا ہے
دونا لو نمین اوڑے گا بس گرد بر ہو کر

مین کیا مرے فرشتے واقف نہ عشق ہی ہی
خود دلمین آسما یا بیدرد درد ہو کر

آئی خزان چمن مین مٹی مین مل گی گل
رنگ بہار اوڑ تا پہرتا ہے گرد ہو کر

مین مرگیا تو وحشت رو رو کہ کہتی ہے
کیسا تہکا پڑا ہے فخر انور د ہو کر

اگر تری گلی مین کیا خاک قدر پائی
بنکر غبار او نہی مین بیٹھے ہے گرد ہو کر

تسکین دلکو دیکے مانند رہ نعل مین
پہلو سے او نہ ظالم تو دلکا درد ہو کر

دنیا وہ بیسوا ہی زاہد کو پھانس لے گی
ممکن نہین ہی بچنا عورت سی مرد ہوکر

چل دی ہو نیڈہ سانہ میرے اوٹ عمر تم کو
اے چرخ کیا ملیگا بیہودہ گرد ہوکر

کیا جان پڑ گئی ہے قاتل کبھو لوٹ آیا
بسمل تپش مین ہر ہین سرگرم مر ہوکر

اوس انجمن مین میرا اعیار کے برابر
دل کا سا بیٹھنا تہا اوٹھنا تہا درد ہوکر

سیکھی ہے شرارت تنے بنے قیامت
اوس چشم سرمہ گین کے دنبالہ گرد ہوکر

ای نطق ہر طرح پر دنیا کو جیلوہ والا
کیا نرم و سخت ہوکر کیا گرم و سرد ہوکر

ای جان جان نکلی فرقت مین درد ہوکر
آیا جو دم لبو پر تو آہ سرد ہوکر

اوڑ جای ہوپ تیرے جلوے سے گرد ہوکر
خورشید ڈوب جائی چہرے سے زرد ہوکر

رنگ وفا و الفت محبوبون پر جمایا
آنکھون نے سرخ ہوکر چہرے نے زرد ہوکر

مردان حق کو جو کچھ ہوتی ہوائی نیا
اکسیر اوڑتی پہرتی گلیون مین گرد ہوکر

جاڑون مین ہوپ کہانی نازنین جیسے
تو دسوے چاندنی سی ہو جای مہ ہوکر

دلکو جلا رہا ہی کیا نور صبح وصلت
کرتا ہی مجھکو گرمی کافور سرد ہوکر

ای شیخ چھوڑ خلوت رندونکی بزم مین آ
کیون عور تونکی عادت سیکھی ہے مرد ہوکر

زہرہ وشون نے رتبہ سیارونکا ہی پایا
ای ماہ حسن تیرے دنبالہ گرد ہوکر

دیکھی کوئی تماشا کیا کیا مجھے رولایا
تحریک لہ کی ہے اوس رخ نے درد ہوکر

کیا کچھ کیا دکھایا چاہت نے کیا دکھایا
آنکھون تمین اشک ہوکر سینہ تمین درد ہوکر

تو عاشق خدا ہی مین عاشق صنم ہون
ای شیخ یہ ملامت یون بیل دو ہوکر

ایدل نہین ہے بازی لڑکونکی عشق بازی
خود اس جگہ مین مارا جانیگا نرد ہوکر

تیرا سخن نہ سمجھے جو لوگ داد دیتے
کیا تا غیر ہین یا یا ای طق فرد ہوتا

غیر و نکو د ہو کہا دیکھو ذرا وقت ٹال کر
آیا کرین تو آپ ہمان بکھہ بہال کر

دامن نہ کھینچے نا کوئی دامن سنبھال کر
چھینٹین ذرا لہو کی بچا کر حلال کر

جو بلبوسے تل گئے وہ بات ٹال کر
مجھ سے کہو تو کہ دون نکلیجہ نکال کر

ابدال شوخ چشمونکی تو دیکھہ بھال کر
لے جائین کے نگاہین بکلیجہ نکال کر

ساری بہار یا دہ کشی تھی بھارتک
ساقی سبو و جام و ٹھاکہ کنگال کر

مایوسی سے آنے سی ہم ہو کی سو ہے
اپنے گلے مین دست تمنا ڈوال کر

نازک بہت ہی سوچ کلائی مین نجائی
گندنے کا پھول روکش نادان و جہال کر

ایسا نہو کہ آپ ہون اپنے فریفتہ
آئینہ دیکھیے گا ذرا دیکھہ بھال کر

پیاسا جو تنکا ہے تو بسم اللہ دیر کیا
وہ تیغ یہ گلا ہے ستمگر حلال کر

وید ارہی نصیب ہوا پا بوس ہی
پانون تلے ملین مرے آنکھین نکال کر

اللہ نے کیا ہے تجھے پادشاہ حسن
تو آج ہی چھری جسے چاہے حلال کر

خوش چشم ہو تو اپنے لیے ہو سکیو کیا
بندی کو کہو رہے گا ذرا دیکھہ بھال کر

دل پھیر دینے بتونسے خدا کی طرف مرا
ای عشق مجھ فقیر کو صاحب کمال کر

اوس صاف صاف ساق کی خوبی بیان کیا
لاکہہ اے شمع آپکو سانچی مین ڈھال کر

جان دی ہی تب فراق مین ایکا ہ کھینچ کر
شہ ڈالا ہوا بخار مین دل کا نکال کر

خورشید کا نہ جائی ذرا آجلال مین
مریخ سر جھکای ذرا آنکھہ لال کر

تہک تہک گئی ہین انی جلیبی تیرہی تاثیر
تلوار مین نہ پنے ہین زبان مین نکال کر

ای نطق آئینے سے تماشا ہے مدعا
مجھکو جو دل دیا ہی تو محو جمال کر

پتھر پڑین اے آہ ہری اولے اثر پر
بجلی کی طرح کوندتی ہی میری سپر پر

دن بھر تو پھری خاک اوڑاتی ہوئی سر پر
جبرات ہوئی بیٹھے کے گاتی ہری در پر

جب پوچھی گڑیا یوسے کہتے ہین کمبخت
لیلای شب غم کے ہی اب لف کمر پر

یہ جای کا شکل کف دریا جو دہروگے
رہ رہ کے ٹھہر جگا مرے دیدہ تر پر

کہتا ہون تڑپنا تو سنبھل کر شب غم مین
ایدل کہین کچھ صدمہ نہ آجای جگر پر

کرتب ہین حسینونکے زمانے سے نرالے
دل مین اوترتے ہین یہ چڑھتے ہی نظر کے

بیتاب تجھے دیکھکے اونکو بھی قلق ہے
دل ہے یہان ہاتہ وہان ہاتہ جگر پر

گھونگھٹ مین ہے شب وصل موذن کی گلی کو
پہیرین گی چھری شام ہی مرغان سحر پر

گل کردو نقاب آج سر شام اولٹ کر
ہان شمع کا یہ قصہ نہ جای سحر پر

دو ہاتہ تمے سو ٹوٹ گے سینہ زنی سے
کیا وقت قلق رکہین گے دل اور جگر پر

کس بات مین کم تجھکو بنایا ہی یہ سے
گیسو تجھی بخشے ہین دیے اوسکو اگر پر

گیسو کے درازی سے ہمین نطق یہ دہری
پڑجای کوئی پیچ نہ تازکے کمر پر

کیا یہ ترے جی مین آئی تہی تلوار دیکھکر
حاضر ہون رگ بجا ادہری یار دیکھکر

سنتے ہین گل چمن مین دل افگار دیکھکر
نکہت اوڑا رہی ہی مجھے زار دیکھکر

حسن نکلے لطف اسے گیسوے یار کے
آنا در دے مجھکو گرفتار دیکھکر

بوسونسے شاد کام ہون اغیار یا نصیب
جائین ہم اپنے ہونٹہ لب یار دیکھکر

مجھ میں نہیں طاقت سخن کی تو بھی
یہ کم نگاہیاں تری ای یار دیکھکر

وقت طاقت و توان و خرد و دین و دل
ایک ایک کر کے لے گئے ہر بار دیکھکر

ساقی پیالہ مجھ سے بلا کش کو ہوش ہے
تبسم کر تو ظرف قدح خوار دیکھکر

ای بت علاج اب بھی مرے درد کا کر
ورنہ کہے گا ورا رادہ ہے دیوانہ دیکھکر

کیا نام ہوگا قتل سے مجھ ناتوان کے
مار و کسی رقیب کو تیار دیکھکر

بیدم پڑے ہوئے ہیں شہادت کے شوق میں
جی اوٹھیں اونکے ماتھ میں تلوار دیکھکر

ای ذوق درد مژدہ کہ تجھ کیا ہی مایہ
بیباک بدزبان و ستمگار دیکھکر

اب رہ جان نثار و نکالیں آپ ارمان
میری طرف نہ دیکھئے تلوار دیکھکر

پچھتاؤگے کہیں جو فقط حسن پر گئے
دل دیکھو تو نطق و وفادار دیکھکر

چمکے نہ برق آہ شرر بار دیکھکر
جل جائی گی میری گرمی بازار دیکھکر

لوٹا دل اپنا لذت آزار دیکھکر
پھیلا ہے پانوں وادی پرخار دیکھکر

وہ درد و دوست ہیں کہ نہیں نے ستم گر
ہم چھیڑتے ہیں اونکو کم آزار دیکھکر

بندہ تمہاری نذر کو لایا ہے جان و دل
دونوں کو لیلو لطف سے دوبار دیکھکر

صیاد کا یہ حکم ہے دلکو کروں نہ شاد
چاک قفس سے جانب گلزار دیکھکر

یا اونکے گھر میں رہتی تھی یا اب گلی میں ہم
روتی ہیں در سے در و دیوار دیکھکر

تیرے نہیں کے سایہ نہیں ہم بھی ہوگئے
لازم تھا تجھکو وصل کا انکار دیکھکر

عرض جمال و حسن بہ حور و پری کہاں
دل دینگے ہم کسی کو طرحدار دیکھکر

مان میر کے پاس کیا ہے مرا پانس کیا اوہے
اب اور سے ملینگے وہ زردار دیکھکر

وہ اولے پانون آکے لب بام ہو گئے
ہمکو پڑا ہوا ہے پس دیوار دیکھکر

مطرب سنائی جا یو نہین جب تلک مجھے
ساقی پلائی جا یو نہین ہشیار دیکھکر

یوسف سی بڑہ کے اپنا بتا دین محبوب
لیتے ہین دون کی وہ خریدار دیکھکر

باتین بنی ہے جو موزون ہوئین ہین منطق
محبوب وہ ہوئے مرے اشعار دیکھکر

سر شرمائین تری آگے لجا لو ہو کر
گل سپید آئین نظر شرم سے شبو ہو کر

موت آئی مری معشوق پر یرو ہو کر
تیغ یارب ہو روان حلق پر اڑو ہو کر

گل کو در پردہ غم عشق دکھانے کے لیئے
شبنم آئی ہمہ تن باغ مین آنسو ہو کر

پڑ گئین یہ شکنین شدت بیتابی سے
رہ گئی رات قبا جسم پر الو ہو کر

آمد و رفت ہی یون ع جہان مین اپنے
آئی زلفت کی روش اور گئے ہم لو ہو کر

مین جو رونا ہون سر بزم تو وہ کہتے ہین
شرم بھی بہ گئی کیا آنکھ سے آنسو ہو کر

حسن جاتا جو رہا ظلم وہ باقی نہ رہا
خال رخ رہ گئے بے رنگ بچھو ہو کر

طوطی آسا ہو جو گویا تو صفاے عارض
منہ پر آئینہ کرے عرض دو زانو ہو کر

دیکھہ پائے تری رفتار جو اے فتنۂ حشر
شور محشر کا پڑے پانو مین گھنگرو ہو کر

یاس اس منہ تہ دیدار کے جانے ہوئی
اب نکلتی ہے نظر آنکھ سے آنسو ہو کر

اے فلک ہمکو کسی نے نہ اوٹھایا صدمہ
چشم عالم سے گرے تھے مگر آنسو ہو کر

مانع دید ہماری ہی سیہ بختی ہے
سا منا رخ کا ہی رہ گیا ہو گیسو ہو کر

اپنی روداد کا جب مرثیہ ہم پڑھتے ہین
در و دل سا نہ دیا کرتا ہی باز ہو کر

چند قطرے مری قسمت کی جو ساقی تھی آج
گر پڑی دیدۂ ساغر سے وہ آنسو ہو کر

مل گئے وہ سر بازار تو یون مال دیا
حال دل کہیو کہین راہ ہی یکسو ہوکر

درد بن بن کر رہے دل مین خیال دلدار
اور آنکھو مین جو آجای تو آنسو ہوکر

غیرت عطر پسینا ہی ترا صیل عکے
پیرہن جامۂ گل ہو گیا خوشبو ہوکر

میرا صحرا وہ جنون خیز ہے اب مین جہان
نقش پا بہا گئے ہین لوٹ کے آہو ہوکر

بے یہی تیری ترقی اگر ای جوش خلق
مار ڈالیگا مجھی میری دعا تو ہوکر

حسن جانان کا مہ و مہر سے پلہ ہے گران
تول لین دیدۂ انصاف ترازو ہوکر

غنچہ دیکھیگا جو تیرے دہن رنگین کو
خون دل پیئے گا کوہ جای گا چلو ہوکر

ای جنون مژدہ تجھی اور مبارک مجھکو
ہو گیا دشت سے بد تر مرا گھر ہو ہوکر

کس قدر تیرہ شب ہجر ہے ای بخت سیاہ
اوڑ گیا نور ستارون کا بھی جگنو ہوکر

نطق ان خاک کے پتلو ذرا دیکھو تو
کیا بلای دل و جان ہو گئی خوشرو ہوکر

چاہت کا مرے وہم نہ کر اور کسی پر
مرجاؤنگا مین مرتا ہون اگر اور کسی پر

اللہ رے ای بت ترے دیدے کی صفائی
آنکھین مری جانب ہین نظر اور کسی پر

حاصل مجھی کیا تذکرۂ قتل عدو سے
باندھی ہو جو باندھی ہو کمر اور کسی پر

درپے نہ ترے لوگ ہون عمر یکو لگا دے
تہمت تو مری قتل کی دھر اور کسی پر

ربط اونکا بڑا غیر سے ہان کیا ہی ہو
آجای مرا دل جو ادھر اور کسی پر

جب مد نظر آنکھہ لڑانا نہین مجھکو
واہین تو رہین روزن در اور کسی پر

کہتے ہین کہا کون ہو کبھی حال پریشان
عاشق تو مقرر ہے مگر اور کسی پر

تاڑیگا ہمین کیا کوئی محفل مین کسی کے
آنکھہ اور کسی پر ہی نظر اور کسی پر

تو مجھکو ڈبو یا مری ناموس کو لیکن
چھینٹ آئے نہ اے دیدۂ تر اور کسی پر

کہتے ہین وہ مجھ سے مجھے بدنام نہ کر تو
ایسا ہی جو مرنا ہے تو مر اور کسی پر

تیری ہی نظارے کو یہ آنکھین مری ہین
اُٹھی ہو اگر اپنے نظر اور کسے پر

معشوق ہین پر رشک سے خالی نہین کوئی
مرجائین مون جاکے اگر اور کسی پر

جاتی ہو مرے دلکو کسے غم کے حوالے
کیون چھوڑ چلے اپنا یہ گھر اور کسی پر

کیا جی کو وہ بھایا ہے کہ جب ہی تو نہ ہولے
بالفرض دل آجائے اگر اور کسی پر

ہون خود ہی سیہ بخت پریشان ہون کہ آئے
اے کف ضنم جاکے بکھر اور کسی پر

مجھ بیخبر دے پر کہین رونا نہ پڑے خون
جا پھول شفق وقت سحر اور کسی پر

شہا رشک کا تا زیست مرے جان بچا یا
ہم مرچکے اب مار کہ مر اور کسی پر

تم مطمئن کا مہ غم مین زانو سے اوٹھاؤ
دیکھو کہین ہی پہنچے نہ سر اور کسے پر

لکھ رہا ہون ثنای عارض یار
میرا خامہ ہے موج باد بہار

مرکے بھی ہی ہوای جلوۂ یار
ذرہ ذرہ ہی میرا آئینہ دار

خون سر سے ہین تبلیان گلنار
اضطراب بنا ہی قفس کو بہار

کیا ہوئی تیری غیرت ای رشک یار
جان بلب ہو رہا ہو یمین بیمار

دست قاتل کو نازنے روکا
دیکھکر مجھکو جان سے بیزار

حیرت جلوہ کو شک آرا ہے
آئنہ بند ہین در و دیوار

دیکھکے اے شوق دل ہست ضعیف
گرم جوشی ہی چیرہ نہ آئی بخار

غم کے ناتھون یہ دل مکدر ہے
ہر نفس ہے اب ایک موج غبار

بوسہ کسکا نہین نہین مین ہو مجھو — واہ رے تیری خوبی تکرار
کھوندی شرم جو رسے ظالم — یہ جو ہے ایک لذت آزار
غیر بھی میرے حال کو پہونچا — صد فی ای شان نیازی یار
اسکمہ نقش قدم نہ کھول سکا — برق تھی تیری شوخی رفتار
ہای فرقت مین بخت جاگی ہے — ہمکو مرنا بھی ہوگیا دشوار
جلوہ گر ہو کہ جل کے رہ جای — باندھتی ہی جو یہ نگہ طومار
ایسے گانو نکو مین کہون کیسا — جنکی حسن صفا ہی آئنہ دار
اوسکا گلچین داغ حسرت ہون — وہ جو ہی رنگ و بوسے باغ و بہار

لکہ چلا ایک قطعہ بند غزل
اپنا خامہ کہ ہے بدیع نگار

ہان مجھے دیکھو یا اولی الابصار — چشم بد دور ہون تصور زار
شور سودای زلف تہ بہ سر — دیدہ تا دل تجلی رخ یار
وہی لذت ہے ہجر مین گویا — نہین گذری شب وصال نگار
وہی بیٹہا ہی میرے پہلو مین — صورت نقش مدعا دلدار
وہی کہتا ہون اوسی جلوہ پہ — ہی تجلی طور کو تکرار
وہی پہرتا ہے میرے گہر مین — جیسے صحن چمن مین باد بہار
جلوہ باقی ہی ہنوز اودہر ہے — اس طرف ہے بارش انظار
وہ اوہی طرح محو آرایش — چشم حیران ہنوز آئنہ دار
ہے وہی سانہ دخسم گیسو — کشمکش مین ہنوز دل زار

کوندتی ہے نظر مین بجلی سے
وہی شوخی موج رنگ عذار

ہے لگاوٹ وہی گریز کے ساتھ
کچھ تو انکار اور کچھ اقرار

ناتوانی سے کم نگاہی کا
ہے وہی عذر نرگس بیمار

ہے ستم مین ادا کا حیلہ وہی
بی نیازی مین ناز کا اظہار

کر رہا ہے وہی بہانہ خواب
میرے مطلب کو جانکے عیار

کہہ رہا ہے وہی نزاکت سے
میرے آغوش کو عذاب شمار

وہی پڑتا ہی گرم جوشی مین
دو قنار بنا عذار النار

وہی اصرار وصل اور ہیر پھیر ہے
ہے اُدھر بھی وہی ہنوز انکار

وہی فن وفریب ہے وہ شوخ
چڑھ گیا میرے دم پر آخر کار

بوسہ ودل کی پھر ہے داد طلب
گرم ہے ذوق شوق کا بازار

وہی بوسے دوبارہ لینے کو
عمداً کر رہا ہون سہو شمار

لب ہے لب سے بدن بدن سے ملا
وہی اوٹھتا ہی لطف بوس و کنار

کیا تخیل ہین آنکھ کھول کے دیکھہ
نطق اب تو کہان کہان لیدار

استینین جو چڑھین تو نکی گرد بیانون پر
تو گریبان تہی دیوانہ وار

وہ تڑاقہ ترنی آواز مین تنہا تانو پر
بجلیان ٹوٹ پڑین شہ نشین پر

ذرا سوچ کی دعوای عنایت کرنا
تنگ آجاوگے ارمان ناتوان پر

سنکی وہ ذکر پری طلعت سے فرمانے ہین
حسن ظاہر ہے اسی کو ہے جو عاشق بیتاب

دیکھہ کیا کیا تنی جلوی سے ہین عاشق بیتاب
ذرہ سان ٹوٹ پڑے ہین شبستان نون پر

گہ ہر گوشہ تراکت سی مگر بہار ہی ہین
ہاتہ رکہتے ہین وہ ہر بات مین ان کانون پر

قتل اغیار سے ڈرکہ گئے او مری بار و
مار اسکے ہو ایسے گران جانون پر

بزم عشرت مرے نزدیک صف ماتم ہے
شمع رو تی ہی کہڑی سوختہ پروانون پر

دیجیے مسلخ قصاب سے کیونکر نسبت
اوس گلی مین تو چہری چلتی ہی انسانون پر

سر سے پا تک ہین ڈہ خاک مین ان کی ہیہات
ای پری خوب کبہی چہا گئی دیوانون پر

واہ کیا حسن صفا کا ہی کہ ہاتہو نکے طرب
پای نظارہ پہلستا ہی ترے دامانون پر

آج اوس آنکہ کے گردش سی ہی مجہ مست
قنعنی قلقل مینا کے ہین پیمانون پر

بہار کہا ئی کو جیتے ہین جب آتا ہون
بس ہی تو جہور دون کی ترے دربانون پر

آنکہین رکہتے ہین پراگندہ ہونکی خرچ ہی
رحم آتا ہی مجہے آپکے حیرانون پر

گوش دہو گا جہان شور سے نالون کا
تا نہ رکہین گے سرافیل دہن کانون پر

سیب جنت کی ہوئی ہا دمبارک تمکو
دانت اپنا ہی حسینون کے زنخدانون پر

کوچہ یار مین خاکر اپنی ملا خاک مین چل
خاک بہی ہو اال اب ای مطق بیابانون پر

یہ جوش گل ہی یا کہ ہی سرخی عذار پر
جوبن ہی یار پر کہ چمن ہے بہار پر

ہی ہر حسین لوٹ دل بیقرار پر
ہ ترک کا ہے دانت تمہاری شکار پر

آیا مجہی شراب پلانے کے واسطے
رحمت خدائے پاک کے ابر بہار پر

شبنم پہ بچ گئی ہے رخ آفتاب تک
قطرے نہیں عرق کے یہ رخسار یار پر

لے جائے اوس گلی مین ہکانی لگا دیا
احسان ہی صبا کا ہمارے غبار پر

جلدی خبر لے جلوہ دیدار الغیاث
نرغہ ہے یاس کا دل امیدوار پر

وہ میرے بعد ہونگے مکدر جو غیر سے
تہمت دھرینگی میری ہی مشت غبار پر

میری طرح نہ کہے گا کوئی اوسے غریز
روئیگی بیکسی مری لوح مزار پر

میخانے کی طرف ہو کچھ آنے میں دیر کے
کوڑے لگائے برق نے ابر بہار پر

گردش جو اوسکی آنکھ سے یاد آئی بیکسی
سر نے کی طرح گردش لیل و نہار پر

ای نطق محبت نا آئین اوس سے ہم نہیں
آوازی لاکہ بار کہیں گے ہزار پر

منجن سے آفتاب ہے دندان یار پر
پانی پھر گیا آب درخشاں ہوار پر

صدقے کروں نمین سر کو قدم نگار پر
وارون گلونکو چہرہ رنگین یار پر

بولا وہ ترک یکہ سے مجھ نالوان کو
تلوار کیا لگائی مردہ شکار پر

آنکھین کنول ہین مجھ پہ ہنسی ہین ف
عالم ہے تجربہ کار خسار یار پر

باقی ہے اتنا غم کہ اثر بعد مرگ بھی
سبزہ اوگا تو زرد ہماری مزار پر

کچھ تو مزہ ملا تہا ذبیحونکو وقت ذبح
گر ڈالی کچھ گلے کو جو خنجر کی دھار پر

منصف ہین یون نہین یہ رس ہین نین نگ
ہنستا ہون چہرن شوق کی داد و داد پر

کیا لطف ہے خلش مین کہ پانو نکو آبلے
رقصان مثال قطرہ شبنم ہین خار پر

اصحن چمن مین نطق بجی دفن بیجیو
شاید ہوا ہی گل اوسے پانی مزار پر

جوش وحشت کا ہے تیار ہین وہ جا پر
نہین یاد ہین پر یکسری دیوانی پر

زلف سر کے جو خ ساقی حور اوش سے
صبح جنت کی سفیدی ہے ہماری یہان

وقت پر موت تو کیا آئی شب فرقت مین
لاکہ جانین ہے مرصدقے ترے اس آنی پر

دوسرا انجمسا گر قفار بلا کون ہی نطق
نام میرا ہے لکھا دام کے ہر دانے پر

وہ رات ہی ہو ہم کہیں ہاں اور وہ پوچھیں
ای نطق ابھی باقی کوئی ارمان ہی کیا اور

دی بوسہ لب کا دیکھئے کب تک ہے ارسی بگاڑ
تو ہی مسیح وقت نہ بیمار سے بگاڑ

ای شنک مانون تنک حسن عمل میں
ہوا نکلے سے اور رخ یار سے بگاڑ

قاتل میں ایدا ای جی طرح کرلے یار کو
نادان یکہ ابھی سے نہ اغیار سے بگاڑ

دیوانگی ہے دست و گریباں میں ہی ملا
شوریدگی سے سر دستار سے بگاڑ

دونوں میں بسکہ وزنازنین کے رہ
کافر سے تو بگاڑ نہ دیندار سے بگاڑ

ایدل تپ فراق کے صدمے جو اٹھ سکیں
میرے گنہا بگاڑ ابھی یار سے بگاڑ

قمری و سرو میں گل و بلبل میں ایکمن
ہونا ہی آپکے قد و رخسار سے بگاڑ

اوملو خود اپنے ناز و ادا سے گمان فراغ
مجھ سے بنا کو ہے نہ کچھ اغیار سے بگاڑ

غیر و نکو نطق خندہ بجا کا دے جواب
دو چار منہ پہ ہوتے ہوئے تلوار سے بگاڑ

شہر لوٹی نہ کیوں وہ بانکی ناز
عمزہ کرتا ہی عنانی ناز

میرے برق خیال کی تسوجی
اونکی جلوی کی ہی شتابی ناز

میری طاقت گھٹا کی ظلم ہے
ہے اینڈ لیتہ نہائی ناز

حیلۂ شرم سے جھکائی وہ سر
دیکھئے مجھ سے سر گرانی ناز

ای خدا دی مجھے وہ حسن نیاز
ارنی ہو یہ لن ترانی ناز

تیغ اوٹھتی نہیں ہے قاتل سے
قتل کرتی ہے نا توانی ناز

ہی تمہارا نیاز مند جہان
ہو مبارک یہ کامرانی ناز

جان لے تو عنایت بیداد — خوش کرے دل تو مہربانی ناز

سب کرشمے تھی حسن تک کی نطق
ناز کیا ہون گیا وہ بانی ناز

کس ادا مین ہے دستگاہی ناز — ناز ثانی کمر ہوتا نے ناز
چشم و ابرو کا جوڑ توڑ ہی خوب — غمزہ انگیز یہ وہ بانے ناز
جان نے تیری باڑہ دیہے — عاشقون پر ہے تیغرانی ناز
ستم و جور کے پیام و سلام — آنے جانے لگے زبانی ناز
کہہ رہا ہے کہ دم چورایا ہے — یہ مرے پر ہے بدگمانی ناز
کج ادائی کے یہ ستم الواے — واد یغا وہ مہربانے ناز
آو بیطاقتی سے زور کرین — نہ سنین طعنہ گرانی ناز
ہوگئی اب شب شباب سحر — چھوڑ دین آپ قصہ خوانی ناز

نطق مجھکو نیاز مند رکھا
ای مین قربان قید دانی ناز

کیون نہو زور حکمرانی ناز — ہے جوانی مین سب جوانی ناز
گلشن دیدہ و بہار نگاہ — جلوہ حسن و گل فشانی ناز
مار رکھی کے اپنے تدبیرین — حسن جکا ہون مین سب زبانی ناز
دیدہ تا دل ہے ایک جولانگاہ — واہ واری سبک عنانی ناز
کیسے کیسے جوان دے ٹکے — نازکی پر یہ پہلوانے ناز
حسن رفتہ کی ہین بہارین باز — چین ہا ہون گل خزانی ناز

نالوا تو نکو یار نے یہ جہا — ای خوش از زندہ بہ گرانی ناز
الصد الصد کلام کبر خشم — ہوش اوڑی سن کی لن ترانی ناز

وہ پیرہ جو اڑ چلا اے نطق
ہے یہ انداز بزرگانی ناز

مری سی حسن پرست آنکھ ہے کسی کی پاس — گئی ہے شکل مین تیشے کی آرسی کی پاس
حیای یار کی شوخی حسن دیتی ہے — کہون تو سچ ہے کہ شیطان ہے ولی کی پاس
قضا لحد سے اجازت جو دی نکلنے کی — تو لعنتین ہی لینے جاؤن بیلسے کی پاس
نہین ہے عارض پر نور کے قریب زلف — سیاہ دیو کا یہ سایہ ہے پری کی پاس
بہشت نقد و امید بہشت رند و نکو — رہا عذاب جہنم سو شیخ جی کے پاس
اوس انجمن مین جہان بیٹھے تو شامت ہے — یہ جی مین آئی کہ چل بیٹھئے اوسکی پاس
نہین قریب ہین سرخ سرخ رخسارے — نہال قد مین دو پھول ہین کلی کی پاس
مین پہلے بیٹھ چکا اب جو آئی بیٹھے الگ — یہ کیا جو آئی سو بیٹھے وہ آپ ہی کی پاس
زوال حسن مین کیا اونکو تم دکھاتی ہو — پڑے ہوئے ہین جو دو چار دل کہی کے پاس

وہ نطق خستہ نہو دیکھا و نا قابل کیش
مرا بڑا ہے کوئی شعبدے اس کلے کی پاس

جو وہ آکے ہون چارہ فرمای عشق — نہ ہو سن کی پایے کہ پہر آیے عشق
جو وہ زلف کرتی مداوای عشق — تو ہوتا دماغ نکو سودای عشق
عدو کا کرو تم مداوای عشق — مجھے رشک سے کیون نہ آجای عشق
یہان اوسکے جلوے نے اوس مین مفین — کرے کون کسکا تماشای عشق

شب غم کوئی تسکل آرام ہوے — نہین نیند آتی تو آجاے غش
صبا جب تک دوس گل کی بولاے لاے — ہزارون ہی غش پر ہمین آئی غش
سمجھ بوجھ کر گھر مین اولٹو نقاب — نہ دیوار و در کو کہین آئے غش
مرقع ہے دنیا کا یا انجمن — پڑے ہین ترے حیرتی کہائی غش
تڑپتے تڑپتے تو شل ہو گیا — ذرا دم مین لے لون جو آجاے غش
مرا سر ہو اور اونکا زانو ہو سہر — مین اس غش کے قربان پہر ائی غش
تری لف بنتے اگر لخلخہ — تو ہشیار کرتے تمامے غش
نہ چہرگ عاشق کو غش مین گنے — بھلا اوسکو کیا میری پروا غش
بہر شکل محروم رکہین نصیب — اوٹے پردہ تو پردہ بن جاے غش

شب غم مین شامت سے تقدیر کے
جو ای نطق نیند آئی ہو جائے غش

گہڑی گہڑی کا جو مکو نہین تقاضا خوش — تو بوسہ کل کا جو باقی ہے دو نہو ناخوش
بتوکی عارض رنگین کا ہی نظارا خوش — چمن کی سیر بیشک ہے پر تماشا خوش
خزاں نشک سے ہم اور غیر دونون ہین — جو یار ایک سے خوش ہو تو دوسرا ناخوش
بزنگ شیشہ و ساغر مثال برق و سحاب — کسیکو آتا ہے رونا کسیکو ہنسنا خوش
مین درد مند نہ ساغر نہ شیشہ صہبا — نہ زخم سان مرا رونا ہی خوش نہ ہنسنا خوش
کسی طرح نہین بہاتی ہی غیر کی شرکت — بہا رو صل صنم کی ہی سیر تنہا خوش
گہٹاے برق تو گلشن ہے گل کلی ہین — کسی حسین کو آتا نہین ہے پردا خوش
یہ کس سوار سمند ادا کے آمد ہے — جو میری خاک سے رقصان اوٹہا گرد لا خوش

نہ کہکشاں ہی شب وصل ہے لب خنداں — سنسی ہے دانت نکالی ہے ہر ستارا خوش
خدا کی دین میں ہمان کو بخشا ہوں — نیوتہو آمد عم سی ہوا ہوں گشنا خوش
بڑا نہیں کوئی نیرنگ اوسکی قدرت کا — ہر ایک رنگ تماشا ہی ہر تماشا خوش

فراق میں کہیں ای نطق جی نہیں لگتا
نہ باغ خوش نہ بیابان خوش نہ دریا خوش

ای دل تجھی بیداد مبارک تو ہو خاص — یعنی ہی کرم عام وہاں رجفا خاص
بس ایک میں ہی ترنگ کا مارا نہ گیا خاص — ہوائی وہاں عید کے دن عام سی تا خاص
ای بت تجھی خالق نے حسینو میں کیا خاص — تیرے لیئے ایجاد کئی ناز و ادا خاص
جو چاہیں بلائیں مجھے نافہم اطبا — لیکن ہے مری شربت دیدار دوا خاص
بلبل کو اوڑاتی ہی تو بجا نہیں کرتی — اترا ہی گیوں گل کے کہ تو ہمدم ہے صبا خاص
نادان عدو ہی کرم عام سی خوش ہو — میں خاص ہوں اوسکے بسبب مجھپہ ہے جفا خاص
بازل ہوئیں اوسکی لیئے اوپر بلائیں — میرے لیئے اوتری غم گیسو ہی بلا خاص
ای کینے نرمی کی وہ جوہر نہیں تجھ میں — ہے سایہ لطافت کا اوہی نہیں صفا خاص
آئی یہی نتھی وہ کہ نکالا مجھے گھر سے — غیر نسے شکایت نہیں مجھسی گلا خاص
گالی نخچہ دیکر وہ دیا کرتے ہیں بوسہ — یہ میرے لیئے بدمزگی کا ہے مزا خاص
غمزے میں یہ شوخی یہ شوخی میں کرشمہ — کرتی ہی لگاوٹ تری آنکھوں کی ادا خاص
صد حسن میں ہی اور حسینوں نے بھی پائی — پیدا ہوئی تیری ہی لیئے ناز و ادا خاص
ہاں جلوہ اوہر بھی کوئی اوبرق تجلی — ہوئی ہی نہیں ہیں تری مشتاق لقا خاص
جو ظلم سون پر ہو ستم وہ ہو مجھپہ — میں خاص ہوں سون میرے لیئے لازم ہے جفا خاص

انداز سخن نطق نے پایا ہے نرالا
ہی اوسکی یہی شاید معنی کی اداخاص

فی

حسن جاسے بجا ہاے چراغ عارض — اب یہ اندھیرے مین کل ہوگیا داغ عارض
حسن فتنہ ہی مین نقش کف پا بہر چراغ — چند تل ہیں جو نظر آتی ہین داغ عارض
وصل کی رات ہی دشمن نے فرصت کھو — اب گئے دور وہ ایام فراغ عارض
مین تو کہتا نہین غیر و نکو دیتی ہین تو — کہ ہی ہین تری منہ پر تری داغ عارض
ہی مہ چاردہم چودہ برس کی سن مین — ہی بجا اب جو فلک پر ہو داغ عارض
وصف رخ مین جو غواں ہو تو وہ کیتی مین — کیا چمکتا ہی مرا بلبل باغ عارض
شرم سے رات دوپٹے مین چھپایا ایسا — نظر آتا مثل ہین ہمکو سراغ عارض
اللہ اللہ ہے کیا سبزۂ خط کا عالم — واہ واخوب ہی سرسبز ہے باغ عارض
وہی تبک ہی تمنا رہے تیرا رخ — صبح پیری بھی ہوا گل نہ چراغ عارض
اس سیہ وکی چمکتی ہوئی قسمت دیکھو — ہند وخال بنا حشم وچراغ عارض

عاشقانہ ترا بیوجہ نہین نطق کلام
تو کسکی ہی مگر بلبل باغ عارض

یارب وہ دن بھی ہو کوئی لائی اودہر سے خط — زر ہای کمر سے مجھے دے کمر سے خط
رونا اب سکا کیا جو لاٹ گئی حروف — تر شوق مین لگایا تھا کیون چشم تر سے خط
صیدی بہت ہین کوئی کبوتر پکڑ نہ لی — ڈرتا ہون چین بجای کہین جا نور سے خط
تھا کاٹ ذوالفقار کا اعجاز حسن تک — ابتو بڑی حباب کی تیغ نظر سے خط
بھیجا ہی اوسنے باندہ کی نامہ تنگ سی — اور تا مجھے صحیفہ نصف عشر سے خط

تصویر اوسکی اور یہ آلات خیر ہے
بہزاد موقلم کا ملا تو کمر سے خط

رنگینیان دکھا ہین مضامین شوخی
لاشثم تر لکھین اونہین خون جگر سے خط

دن دن بھر اپنے دل سے ہین کیا کیا مشورے
شوقیہ دنکو لکھتے ہین کس دن دھر سے خط

ٹکڑا سا چاند کا ہے یہ کیا تیرے ہاتھ مین
قاصد تو لا یا کیا مرے رشک قمر سے خط

آمد ہے اوسکی آمد مضمون فرخی
لاتا ہے نامہ بر بت فرخ گہر سے خط

وہ خط رخ ہے کاتب قدرت کی تاتہ کا
نکلے نہ ایسا ملک و نبان بشر سے خط

عنوان سے نام کا مضمون غیر کا
بر سو نہین خطوط آج یہ آیا اودھر سے خط

ان ابروؤنمین ہمارا رہی کیا خاک لحاظ
بیحیا شرم ہے سرکار کی بیباک لحاظ

کردیا مست اوسے تاثیر ہوائی نے مے
باغ مین لوٹ گیا ہے تہ تاک لحاظ

اتنی کاوش ہے بنا شانہ تو رکتا کیون ہے
گیسوے یار کا اب کیا دل صد چاک لحاظ

مرمٹے جب سی حرت مین علی باد صبا
دامن یار کا پھر خاک کریگی خاک لحاظ

یونہین دنیا ہی تو روبٹ کی ذرا لطف سے
دوست دشمن کا رہی وعدہ نہ ناک لحاظ

تجھکو بیداد مین فلاک بنا ئین اوستاد
تیرا میخ کرے ای بت سفاک لحاظ

اچھی تعلیم تجھی ناز و ادا نے دی ہے
آنکھہ مین شرم نہ دلمین بت بیباک لحاظ

پردہ کعبہ کا اوٹھا زایرونکو عید ہوئے
کیون رخ پاک سے کرتی نگہ پاک لحاظ

یار سرمست شباب اور مین مست مے ہون
جبکہ سرشار ہون دونون تو ہو خاک لحاظ

ضبط کر ضبط کا موقع ہے تڑپنا کیسا
دامن زین کا کر ای بسمل فتراک لحاظ

شوق کیا دہیا نمین گرمی مے نے رلائے
دیکھیو سے کوئی کرتا ہے یہ بیباک لحاظ



تصویر اوسکی اور یہ آلات خیر ہے
بہزاد موقلم کا ملا تو کمر سے خط

رنگینیان دکھائین مضامین شوخی
لاشئم تر لکھین اونمین خون جگر سے خط

دن رن بہر اپنے دل ہی مین کیا کیا منسوخ
شوقیہ اونکو لکھتے ہین کس دن دھر سے خط

نکڑا سا چاند کا ہے یہ کیا تیرے ہاتھ مین
قاصد تو لایا کیا مرے رشک قمر سے خط

آمد ہے اوسکی آمد مضمون فرخی
لاتا ہے نامہ بر بت فرخ گہر سے خط

وہ خط رخ ہے کاتب قدرت کی ہاتھ کا
نکلے نہ ایسا ملک و بنان بشر سے خط

عنوان سے تیرے نام کا مضمون غیر کا
پر سونمین خط آج یہ آیا اودھر سے خط

ان ادا اونمین ہمارا رہی کیا خاک لحاظ
بیحیا شرم ہے سرکار کی بیباک لحاظ

کر دیا مست اوسے تاثیر ہوائی نے مے
باغ مین لوٹ گیا ہمسے تہ تاک لحاظ

اتنی کاوش سے بنا شانہ تو کرتا کیون ہے
گیسوے یار کا اب کیا دل صد چاک لحاظ

مرمٹے جب اسی حسرت مین ہم اے باد صبا
دامن یار کا پھر خاک کریگی خاک لحاظ

پوہین ونا ہی تو روبٹ کی ذرا نخل سے
دوست دشمن کا رہی وہ نہ نمناک لحاظ

تجھکو بیداد مین فلاک بنائین اوستاد
تیرا مسخ کرے ای بت سفاک لحاظ

اچھی تعلیم تجھی ناز و ادا نے دی ہے
آنکھ مین شرم نہ دلمین بت بیباک لحاظ

پردہ کعبہ کا اوٹھا زایرونکو عیب رہوے
کیون رخ پاک سے کرتی نگہ پاک لحاظ

یار سرمست شباب اور مین مست ہوس
جبکہ سرشار ہون دونون تو ہو خاک لحاظ

ضبط کر ضبط کا موقع ہے تڑپنا کیسا
دامن زین کا کرای بستہ قفا لحاظ

شوق کیا دہیا نمین بگڑی ہی سنتے رلائے
دیکھیو سے کوئی کرتا ہے یہ بیباک لحاظ

آپ انصاف کریں نطق کا کیا اسمیں گناہ
پانس خلوت میں ٹھہاؤ تو کری خلق لحاظ

رخ ترا شمع اور گردن شمع
بازو و ساق دونوں روشن شمع
تیرا گویا ہے ایک اندھیری رات
تیرا چہرہ ہے ایک روشن شمع
تیرے شانے ہیں دونوں صاف کنول
تیری بازو ہیں دونوں روشن شمع
تیرا ہر ایک ناخن ایک چراغ
تیری ہر اوںگلی ایک روشن شمع
تیرا جلوہ ہے دل کا چشم و چراغ
تیرا رخ آنکھ کو بھی روشن شمع
تیرا ہر نقش پا ہے ایک چراغ
تیری ہر فندق ایک روشن شمع

نور کی لگ رہا ایک دور عرق
فکر تیری ہے نطق روشن شمع

تو سراپا پری ہے روشن شمع
ایک شب میری بزم کی بن شمع
خط سے جانثار ہا فروغ جمال
بجھ گئی آکے زیر دامن شمع
لاگ پروانو نسی لگاؤ کی ہے
دوستی سے بنی ہے دشمن شمع
دل کی صورت جلی تو بجھ نہ سکے
بلکہ ہونکی صبا کا دامن شمع
تم ساجب دلفریب بزم میں آئے
کیوں پتنگو نسے ہو نہ بدظن شمع
روشنی ہے یہ کسکے آنے کی
گل بنے ہیں میان گلشن شمع
آگے کانے کی جل رہا ہے چراغ
زلف کی پاس رخ ہے روشن شمع

صبح کو داغ تھی پتنگ سے نطق
رات سارا لٹائی جوبن شمع

وہ بام پر آے ہیں لگا دی تو مرغ
لی اوڑ مجھے ای شوق سکھا دی تو مرغ

ہی ہجر کی شب خوف مجھے سود او مرغ
وہ رات گئی بس ہیں تہا خوف و خطر مرغ

ہی شمہ زن تار فغان شوق نہاں ہیں
ہنگام سحر زمزمہ پردہ در مرغ

کمبخت نی کیوں شور مچایا ابھی سے
کیا شام شب وصل ہی میری سحر مرغ

یوں خال رخ یار کو دل تاک رہا ہے
ہو بوک ہیں جیسے سوئی انداز نظر مرغ

چلائی شب وصل پہر رات رہے سے
تا چاشت ہو فرقت ہیں تہا بال سر مرغ

بیتابی دل ہی مری یوں اضطر ہیں
ہو دام ہیں جیسے تپش بے اثر مرغ

ای موج صبا صبح ہی پہلے تو چہری پہیر
گردن سی جدا کر شب وصلت ہیں سحر مرغ

می نوش شب وصل کو بعد لطف زیادہ
ساقی جو لگا لائی کباب جگر مرغ

کیا مر گیا ہوں شب فرقت ہی جیل کر
اب تک نہ صدا آئی کوئی لی خبر مرغ

اتنی نالہ دل وصل کی شب رات ہی تھوڑی
یوں تیر لگا تاک کے اوڑ جانے سر مرغ

وہ گرم مری وادی وحشت کی ہواہی
جل جائیں پر و بال اگر ہو گذر مرغ

اب وصل کی تھہری ہی یہاں رات دن ای نطق
کچھ خوف موذن ہے نہ ہمکو خطر مرغ

مارے غم ہی بیہانسی ہی تنکنجا ہی وہ زلف
غرض اپنی لئی سرمایہ سودا ہی وہ زلف

شیخ جی کیا ہیں کہوں کیا ہی رخ کیسا ہی وہ زلف
قبلہ کعبے وہ رخ کعبے کا پروا ہی وہ زلف

پہلے غارض کو چراغ پد بیضا کہہ لیں
تب کہوں وہ چراغ پد بیضا ہی وہ زلف

چشم انجم ہی ہمہ تن آور شکستہ یکسر
مجہ سیہ بخت کا گویا کہ سرا پا ہی وہ زلف

بال ہلتی ہیں تو وہ اور ہی اوڑ چلتا ہی
تو سن ناز و ادا کے لیے گھوڑا ہی وہ زلف

شاخ سنبل کی لٹک آئی ہی گویا گلبن پر
پاس اوس عارض گلرنگ کے زیبا ہی وہ زلف

اپنی ہر بال سی ہی سلسلہ جنبان جنون
اپنی ہر پیچ سی سرمایۂ سودا ہی وہ زلف

بار بار آکی بلائین جو لیا کرتی ہے
ہو نہو عارض محبوب کی شیدا ہی وہ زلف

حشر مین خوش ہون سیہ نامۂ عصیان لیکر
جانتا ہون کہ مری ناتہ مین گویا ہی وہ زلف

پیش ازین قیس فقط شیفتۂ لیلی تہا
جسکی مجنون ہین ہزارون ہے وہ لیلی وہ زلف

دل مرا کوچۂ گیسو سے کہان بہاگ سکی
حلقی تو طوق گلو ہین رسن پا ہی وہ زلف

لاکہہ نقشہ نہین مری یا رکا نقشہ رہ دار
لاکہہ نقوش نہین مہر یا رکی طرا ہی وہ زلف

جسکا افسون نہین کوئی وہ بچہونی ہی نہین
جسکا منتر نہین دنیا مین وہ کالا ہی وہ زلف

عقدہ در عقدہ ہی ہر عقدہ ہے بالا بالا
نسخہ حسن مین پیچیدہ معما ہی وہ زلف

لشکر ناز و ادا کا ہے علم قامت یار
اوس علم کی لئی ای نطق پہریرا ہی وہ زلف

لاکہون پڑی ہین کشتۂ تیغ جفائی عشق
ظالم تری گلی ہی کہ یہ ہی کربلای عشق

تیغ نگاہ و خنجر مژگان سے دیجیے
کس گہاٹ اوتارتا ہی ہمین ناخدای عشق

ملتی نہین ہین عاشق مفلس سے سیم تن
ہتی جو کچہ پڑی ہی تو ہے کیمیای عشق

نالی سی شور عالم بالا مین پڑ گیا
افراشتہ ہوا علم چرخ سای عشق

کتنے مریض مرگئے کتنے ہین جان بلب
چل او مسیح دیکہہ تو دار الشفای عشق

کیون لے چلا ہی جانب گرداب نا خدا
کشتی دل ڈبوئی گا کیا ناخدای عشق

نہمت ہی بات بات مین اب وہ زمانہ ہی
عاشق مثال فضل ہے اپنا جہای عشق

ہمت سے جیلتی ہین بہت مشکل تخیلا
تن پر ہمارے پہول ہین سنگ فغای عشق

یہ ملبوس کرینگے وفا تو یہ سمجھے — میری بقا تک آپ سمجھے بقای عشق
غلطاں ہے خاک پر دل بے گلو تڑپکر شوق ذبح کرتا ہی — چہکارتا ہی بلبل خونین نوای عشق
جز وصیف گاہ اور ٹھای ہوی نرکوہ — پیدا وحسن جمیل ہی ہی وفای عشق

کیا جانین عشق غم کوئی کہاتا ہی کسطرح
ہم تو ہین تازہ وارد مہمانسرای عشق

خنجر غمسے ہے برابر چاک — دل جو اندر تو سینہ تا بہ جگر چاک
تب گریبان ہم بھی پہاڑ نیچے — ہوگا جیب دامن گل تر چاک
یاس نا موس سے ہے تا بت جیب — مثل غنچہ ہے دل سراپا چاک
دلسین ہر آبلے کی یاس نہ داغ — اور ہر داغ کے برابر چاک
بے اثر ہے جو نالۂ بلبل — گیسون ہی پہ دامن گل چاک
ہے خدا اوسکو طول عمر عطا — اور دل کا دراز ہو ہر چاک
ایک دن تیرا پردہ در ہوگا — پردہ در کا حریف کر چاک
غمزہ اوس فضل کو پڑا تا ہے — بنے پڑے خط عاشقان کر چاک
جان کو جادہ فنا ٹھہرا — خنجر غم کا تھا جو دل چاک
میرا سینہ سنا ترے حلمین — لیکہ ہین چاک کے برابر چاک
ای جنون کیا قبا کو پہاڑا ہی — ہر گل مین ہین سناٹہ تر چاک
مجھکو دیوانہ یہ بھی جان گئے — بتلس ہی ہین قبا کو مجھپر چاک
دیکھکر ربط شانہ و گیسو — ہو گئے دل ہوا سراپا چاک
نامہ بر تجھ سے سنکے صاف جواب — مثل خط دل ہوا سراپا چاک

U1816

تیری اشعار خوش نے آئی ہمین
لنطق دیوان یک قلم کر چاک

آگئے تھے جو وہ قسمت سے نما ہونیتک
آرزا آنکھ مین دم آنکھ کے وا ہونیتک

رونق شمع ہو اسمین کہ فروغ مہتاب
اب ہے اے یار تری جلوہ نما ہونیتک

نازو انداز ہی کرتے رہینگے مرا کام تمام
مین ستمگر نہین رہنے کا بھلا ہونیتک

خون جب تک کہ ہو دل کشمکشین ہونیتک
دیکھین کیا رنگ ہو اس عقدہ کا وا ہونیتک

نکہت یار صبا لائی تو ہی گلشن مین
بوی گل آپ ہی جا ہی ہوا ہونے تک

وعدہ وصل کا مان جھوٹھ نہین ہے ہمدم
پر وفا عمر کرے اوسکی وفا ہونیتک

تم تو کوئی دقیقہ نہ ستم مین چھوڑو
سبکو ہم جھیلتے ہین فضل خدا ہونیتک

غم فرقت جو ہی تقدیر مین بجز و حساب
دیکھون کی بار جنون کی فنا ہونیتک

مجھکو لی جائین گی کیون نار جہنم مین گناہ
کیا ندامت نہ سمجھ لیگی سزا ہونے تک

گور پر آکہ خبار ے پر اوسی لائی تو لائے
ہم نہونگے اثر آہ رسا ہونے تک

چھوڑ دی قید تعلق کہ شگفتہ دل ہو
غنچہ گل ہے تو نقط چاک قبا ہونیتک

رات گلشن تہا رخ یار فروغی سے
جلوے ہر رنگ کے تھے ہوش ربا ہونیتک

ستم و جور و جفا نطق سبھی جاؤ تم
آزما واہ نہین سرگرم وفا ہونیتک

دیکھکر ایک شگفتگل کا رنگ
ہنسے بیرنگ اپنا دیکھا رنگ

پھر نہ بہلا یہ دل جولایا رنگ
باغ جا کر دکھائے صد تا رنگ

دیکھیہ عارف ذرا گلون کا رنگ
جلوے بیرنگ کے ہین رنگا رنگ

طرہ زلفین تری ہین قد شمشاد و — بوی گل تن مین ہے نرگس مین گل کا رنگ
غازہ رخ پر تو یہان ہو تو ہو نیر — سب جہان مین ہین ایسا انیسا رنگ
کیا عجب ہونہا ہین جو اور جا کر — ای صبا ہی گلو نکا کچا رنگ
کل سنبولنے تیری آن الگ — سب سے نقشہ جدا نرالا رنگ
کیا کملا کالی کالی زلفو نمین — چاند سے مُنہ کا گورا گورا رنگ
اونسے جلسے کی کچہ تو ہو تقریب — ہمنے جو سر سے کا جایا رنگ
غیر ممکن نظارہ شوخی سے — تیرے رخسار کا ہی پردا رنگ
تجکے دیوانے موسم گل مین — اونسے لائی ہین ہم ہی کیا کیا رنگ
واہ ری تازگی و شادابی — ٹپکا پڑتا ہے رنسے گویا رنگ

قطعہ

سب ہے جلوی ہین اوسکی قدرت کے — واہ کیا گل کملی ہین رنگا رنگ
ایک سے ایک کی نرالے بو — ایک سے ایک کا تماشا رنگ
گل کو بھی قلمیہ بہال لیتا ہون — کچہ کچہ اونسے ہے ملتا جلتا رنگ

لکہ کے لایا یہ اچھی رنگین شعر
نطق نے پھولونکا بچھوڑا رنگ

یہ رونا نہین مسکرانے کے قابل — مرا حال ہے رحم لانے کے قابل
نہین بیکسی سے ستانی کے قابل — ترحم کہ ہون ترس کہانی کی قابل
کبھی تھے دمان آنے جانے کی قابل — نہین بتو ہم بادآنے کے قابل
یہ دل ہے اونکی جوانی کا ایسا — بہار آئی ہے رنگ لانے کے قابل

نظر غیر کی بزم مین اور پر ہے
یہ ہمدم ہے اونکے سمجھانیکے قابل

گرم ہی ستم تو اسنے مین ٹھہرا
کہ اب ل نہین نازاد ٹھہانیکے قابل

خبر میرے مرنے کی سنکر وہ بولے
یہ کمبخت تا رہی جانے کے قابل

نہی ناتوانی سے زانو مین حالت
نہ ہے ضعف سے سر اوٹھانیکے قابل

اجازت ہو بوسے کی اسکی صلے مین
غزل کہ کی لایا ہون گانی کے قابل

ہنسے غنچہ کیا تیرے محو دہن پہ
کہ مٹنہ ہی تو ہو مٹنہ چڑہانے کے قابل

لب زخم ہون آپ سمجھے ہین شاید
کہ یہ ہی ہے ہنسنے ہنسانیکے قابل

خدا ہاتھہ دے اور دے دستر ہی
کہ وہ انمین ہین گدگدانیکے قابل

تجاہل ہے تو کیا اتنا فاضل ہی تو کیا
مین ہر حال مین ہون ستانیکی قابل

بہت زار ہون آہ دم لے ٹھہر جا
نہین منتظر سے لب ہلانیکی قابل

مین دریا ہی ہر دون کہ آگ لگی
نہین اسکو پانی سے بجہانیکے قابل

فروغ رخ یار سے شمع جل کر
پتنگو نمین شہرے جلانیکے قابل

لو آنا کر کے کچہ دن عنایت
کہ ہو جاؤ نمین پہر ستانیکے قابل

وہان اسی تلق مجہکو لیجا یا اتنا
کہ پہر بہی ہون آنے جانیکے قابل

نہ لے ہی لیا منطق نے بوسہ دیکہا
یہ تہا ہی نہین مٹنہ لگانیکی قابل

الفت مین ہی تیری خطر جان خطر دل
چاہی لگا کوئی کیون فکر جان فکر دل

یون بیٹہے کی پروا مین نہ پروا ہ رد دل
پروا مین کوئی جاک کہ کہ ہی گرد دل

کیا اونکی نزاکت کی مین شرمندہ ہون جسنے
اونکو نہین تا تابش بے اثر دل

پہلی تہی مُسکین مگر اب ضعف نے مارے
اوس لب کی جو ہو گئی ہی در بہ در دل

وہ درد جو تنہا خون ہو کے بہی ہر بار
اب تک ہی سینے مین ہی وہ تنہا اثر دل

ای غیرت صد بوسہ جو دیکھی تری صورت
دل کیا ہی حیران تو وہ آئنہ گر دل

انجان ترے مذہب سے پہچان گئے لوگ
انداز تغافل بہی ہوئی پردہ در دل

سینے نی تہ وہ تیغ نگہ داغ نے روکی
کوئی نہوا وقت پڑی پر سپر دل

ہی تار رگ جو ہی جو تیر نگہ ہے
جو رخنہ گر دل ہی وہی نخچیر گر دل

صید حیف کیا سنگ الم نے اوسی اعی
تہا نخل جوانی مین جو تازہ ثمر دل

ہی تشنہ آب راہی تیغ نگہ کا
لب خشک کہاتا ہے مرا زخم تر دل

ہول شب فرقت سی ہی جو رنگ شکستہ
بس اسکے سوا نہین ہی مرے گھر دل

پہر کیا ہوا ای داغ اگر کہا گیا تو
دامان و سر دوش مین تو نہین گر دل

درد اسکو عزیز اور اسی داغ سی پیارا
وہ دل ہو جو گلشن کا ہو یا صحرا دل

موت آئی ہی اوس طفل کے بچپن مین سہاگ
ایوای مرا طائر بے بال و پر دل

اوسکا یہ طلبگار ہی اسکا وہ تلبگار
دل کو سر گیسو ہی تو گیسو کو سر دل

بیتابی دریا کا طلسمات ہی ای چرخ
ہان ہوش مین آ تو ترے ہی گہر دل

لطف ستم امیز بہی ہی بیمہر نرالے
اونکے خم گیسو کو نہین اب وہ سر دل

ہین نالہ مورون متاخرین اشعار کی مقطع
شاید نہین اوسطق مین ہو یہ نوحہ گر دل

کیا اپنی آنکہ جہپکی کی موی نہین ہم
بجلی سے کچہ کم نہین ہین ہم

گر سن نہ سکی گہر کرینگے نالی کی آنکہ مین
ہین خاک مگر غبار جوہر مانہین ہم

کوچے مین کیون پڑے ہین کیون جا ملین ہم — دیوار کا حضور کے سایا نہین ہین ہم
روئی پرانی کسلیئے مٹھے ہرائے گلو — کچہ ابر نو بہار کا چھینٹا نہین ہین ہم
پہرے ہین گرد سر ترے قربان ہونے کی — کیا اور ہین جو صاف کا پتلا نہین ہین ہم
کیون دیکہکر حسینونکو نیت بدل جاے — اے شیخ جی بشر ہین فرشتا نہین ہین ہم
احیاے غسل دین گی پس مرگ کیا ہمین — آلودۂ نجاست دنیا نہین ہین ہم
کہائین گے کسیلئے دل بریان کی ہم کباب — ساغر کش شراب تمنا نہین ہین ہم
لی ہی چلی جنون ہمین صحرا کو شہر سے — لڑکونکا کوئی کھیل تماشا نہین ہین ہم
اہل نفاہین واصل ذات خداے پاک — کچہ بہی نہین ہین جبکہ تو کیا کہین ہین ہم
کہتے جو اوسنسے پردہ اولٹہی تو کہتی ہین — کیا وجہ منہ دکہاہین تماشا نہین ہین ہم
رہ دور اپنے آہ سے مسلا بجاے تو — ای گل نسیم صبح کا جھونکا نہین ہین ہم
چاہین تو چھوڑ دین یہ ابہی اختیار ہے — عمری سی چڑہ ہوا اتنی ہی شیدا نہین ہین ہم
صد حیف کہو کے آپکو پایا نہ یار کو — حیران ہین پر آئینہ اونکا نہین ہین ہم
بیمار بد مزاج لب جان فزا کے ہین — منت کش علاج مسیحا نہین ہین ہم
کیا وجہ دمبدم جو تغیر ہے شکل کو — ای غم بشر ہین کوئی ہوا نہین ہین ہم
چھوٹین کہین خفاے ہوا آپ جانیے — مدت کی رسم و راہ ہی شیدا نہین ہین ہم
عاشق ہین پر نباتی نہین عاشقونکی شکل — ای فتین تیری طرح خود آرا نہین ہین ہم
ہم تیرہ بخت داغ جگر ہونگی فتیس کے — کچہ خال و لکش رخ لیلے نہین ہین ہم
ہمکو ہوتی بس ہین اس یکسی سے کرہہ — کیا تیری بندی یار خدایا نہین ہین ہم
اوسنت کی یاد مین [illegible] — یہی خبر نہین ہمین پیدا نہین ہین ہم

کیون دل مین گھر کیا ہی تو اپنی یہ آہ لو
تنجانہ ہم نہین ہین کلیسا نہین ہین ہم

جب سے ہوئی ہین تجھہ سے دستگر کے شیفتہ
تب سے یہ سمجھتے ہین کہ گویا نہین ہین ہم

ای ذوق کیون ہر ایک کے دلکو ہون ناگوار
زخم جفا و داغ تمنا نہین ہین ہم

دی حکم شاہ حسن کہ ہون یار یاب ہم
سیکھہ آئی ضبط سی تری محفل کا داب ہم

مفلس تھے کرتے دلکو کہانتک کباب ہم
انیون کہا کہ مرگئے بہر شراب ہم

ارض و سما کہین سے کہین ہوتی رات کو
دل کو نرو کتی جو دم اضطراب ہم

جن لوگونمین گزر ہوا بس اونمین مل گئے
ہر رنگ مین شریک رہی مثل آب ہم

اس دلنین کل مطالب کونین ہین بہر
اپنی بغل مین کتے ہین طرفہ کتاب ہم

مکتب مین ایک طفل سے دلبستگی ہوئی
پڑھتے تھی پانچوان ہی گلستانکا باب ہم

عاشق کی قدر چاہئی عاشق مزاج کو
بلبل جو پالتی تو پلاتی گلاب ہم

پہلو ہر ایک فقر مین سو سو طرح کی ہین
کیا لکھین اوسکی خط کا جو لکھین جواب ہم

نشے کی یہ ترنگ مین سو جی ہی بار ما
گردون سے چھین لین قدح آفتاب ہم

کوئی ہمارا ہی کسیکی ہم آشنا
بحر جہا نمین آئی ہین مثل حباب ہم

تقدیر جب سے سوگئی کیا ذکر وصل کا
راتو نکو دیکھتے نہین اب تو سبکا خواب ہم

غشے مین سو جبھی آتش می پیر ہے گزک
لیکر بٹا شراب لگا ہین کباب ہم

دنیا کی جستجو نے کیا غلق کیا ذلیل
اس مسیوائی پیچھے ہوے ہین خراب ہم

دیکھتے ہی شکل عشق کہاتی ہین ہم
وہ ادہر آتے اودہر جاتے ہین ہم

انتخاب غزلیات

سُنا رہ بت ہین حرم جاتے ہین ہم
پتھر و نکی ٹھوکرین کھاتے ہین ہم

وصل مین تو بحر مین پیر اخیال
دلکو ہر صورت سے بہلاتے ہین ہم

گرم جوشی اوسکی جب آتی ہی یاد
سانس ٹھنڈی بھر کے رہ جاتی ہین ہم

دل وہ مشہد ہے کہ جسمین ہر گھڑی
آرزوی مردہ دفناتے ہین ہم

دیکھکر اوسکے لبون پر رنگ پان
خون بس پی پی کے رہ جاتی ہین ہم

سو جتاہے کہ نجھے اے چشم تر
تری رونی سے ہنسے جاتے ہین ہم

ملتفت پایا تہا آبیٹھے تہے پاس
یہ نہین تو لو اوٹھے جاتے ہین ہم

گو نہ آنا پر دیے تسکین دل
یہ تو کہتے جاؤ ابہی آتے ہین ہم

تیغ مین ہین قاصد اونسے جاکر کہو
آئی جلدی کر اب جاتے ہین ہم

وہ تو خنجر دیکھنی مین محو ہے
زخم دلکے کسکو دکہلاتے ہین ہم

ہین یگانہ بیخودی شوق مین
سب بیگانے نظر آتے ہین ہم

کاروان ریگ دشت شوق ہین
کیا خبر ہمکو کہان جاتے ہین ہم

رعب سے بوسہ طلب کرتے نہین
دیکھکر منہ اوسکا رہ جاتے ہین ہم

ہے شب غم ای دل غمگین ہوشاد
بے قضا کے لے مرے جاتی ہین ہم

کیا غذا ہی غم نہین کہلتا ہمین
وہ ہی کہاتا یا اوسے کہاتی ہین ہم

نطق بیشک مع تیر مین ہے مزا
بات اونکی سنکی پہر جاتی ہین ہم

صیاد کی ہم سراپا ہین داغ ہم
کنج قفس مین ہن گی طاؤس باغ ہم

اوس گل کی ہجر مین ہین بلا بلبل داغ ہم
جو بولتی ہے سمجھتے ہین زاغ ہم

کرتے ہین اپنے دلکو جو یون داغ داغ ہم
غم کے لیئے بناتے ہین یہ خانہ باغ ہم

بلبل کے نالی کس سے سنے جائین ہم نہین
رکھتی نہین ہین خندہ گل کا دماغ ہم

کیا بیٹھے بزم یار مین جلتے ہین شمع سے
ہین روشنی وصل عدو کی چراغ ہم

داماں آرزو مین گل مدعا بھرے
ای گل تری وصال مین ہین باغ باغ ہم

کیونکر نہی لگی بات ہی نازک مزاج کی
نازک مزاج یار ہی نازک دماغ ہم

تھے سخت بی نصیب خرابات دہر مین
مثل حباب لیگئے خالی ایاغ ہم

ای درد کیا سنائین تجھے ماجرای غم
ای ہمزبان کیا کہائین تجھسے دل کے داغ ہم

سب غم غلط کرینگے جو آنان باغ کا
اوس گلکو لیچلے ہین بے سیر باغ ہم

زخم جگر کو دینگے گل تر کے التیام
لالے کی دلکا آج مٹائین گے داغ ہم

یہ داغ دل ہین نقش قدم جلتے رفتہ کے
لیتے ہین نطق نہین ہی ای سکا سراغ ہم

ناز و کرشمہ و ادا حسن و جمال کیا نہین
آپ مین خوبیان ہین سب عیب ہے یہ و فا نہین

ناز کی ادائین کین ظلم کیے جفائین کین
صاف مکر جائیے آپنے کیا کیا نہین

عشق مین بیخودی بسکی اس قدر ای خدا اکبر
بت کہین نہ کہا وہین اسکی مگر خدا نہین

ابرو عجب ہی یہ گمان شاد ہو بانی جفا
نبض کو دیکھتا ہی کیا مجھ مین تو کچھ رہا نہین

سائل یوسف ہین طالب دید مین فقط
رخ سوی عرض ہی کام کیا اونکی دہن سے ہاتھ نہین

آنی کو آپ میری کیون سمجھے ہین سفید سر مرا
مین کوئی مدخبر نہین قہر نہین بلا نہین

سوز درون کی نکر دل ہی نہین ہے کچھ کباب
خوبی ہے یہ جل نجابی اسمین ادا نہین

کرینگے اگر سپند ہے بوسہ کہی نہ دیجیے
تدبیر یون ہی آیگے دیکھو نہین بجا نہین

دور کیا نقاب ہی چھوڑ دیا حجاب ہی
وصل کی شب ہیں درمیان پردہ کوئی نہیں

کیوں وہ نہ آئینہ دلا ہو گئی ایا ہیں کیوں مجھے
جذب ہی لی اثر نہیں آہ ہی نارسا نہیں

رہتی ہوا دس سے چیڑ چھاڑ گاہ بناؤ گہ بگاڑ
اسکے بغیر عشق ہیں لطف ذرا مزا نہیں

شکوہ ہی بس نصیب ہے یار کا کچھ گلا نہیں
زلف کی کوئی ہی کیا ہاتھ ہی خم دیا نہیں

میر اگر ادر یہ قدم شان خدا ہی بس صنم
نقش مرا نہیں مجھے آپکی نقش پا نہیں

بادہ بھی ہی گھٹا بھی ہی باغ بھی ہی ہوا بھی ہے
پر مجھی یار کے بغیر لطف نہیں مزا نہیں

دیکھکی آپکا خرام ساتہ ہماری لوٹیا
لیک بصر سے بہرہ ور دیدۂ نقش پا نہیں

حسرت دلکو کیا وداع روکے کروں کہ بیٹھنا
کوئی ہی میہمان کو گھر سے نکالتا نہیں

آنکھوں کی نی مہربان کردی ہی چکو بڑا سیان
ایسی بڑی ہی ہیں ان جن ذرا حیا نہیں

رات تمام صل کی ختم نہیں ہیں میکے
ہوتی ہی صبح کہدی ہے دیکھیہ بہت تہا نہیں

ہوئے بعت خفا ضنم کہتے ہیں خدا سی ہم
شکوۂ طالع درم آپکا کچھ گلا نہیں

نطق یہ سب لگا دیں اوسکی ہیں سنا دیں
مائی یا نہ مانے وہ مگر آپ کا نہیں

دل مضطر بہی باقی تہا سو کر دیکھتی ہیں
مرکے شاید تجھے تسکین ہو مر دیکھتی ہیں

تجھکو بیتاب سا ای شوخ قمر دیکھتے ہیں
اپنی بیتابی دلکا کچھ اثر دیکھتے ہیں

ہم بغل ہیں بخدا ای شوخ قمر دیکھتی ہیں
ایسے قسمت سی کہاں خواب مگر دیکھتی ہیں

ہے ترے ایک نہونی سی بہر گہ خاکی
عالم ہو نظر آتا ہی جدہر دیکھتی ہیں

ہائی ی شوق ملا تہا وہ کبھی ہمکو جہاں
روز جا جا کی وہی راہ گزر دیکھتے ہیں

تیغ وہ کینچ چلے حال کہلا جاتا ہے
گور مین ہی کوئی اپنا نہ پرایا یارب
پاس ہی اوٹھ سے وہ بیٹھین گے اے ضبط بہ کر
سرسری کی تھی نظر آپ نے مین یہ سمجھا
تیر وہ پھینکتے ہین یا کہ نظر ڈالتے ہین
کل کسی حور کا زانو تھا بجائے بالش
آہ یہ روز سیہ ایسی اندھیری راتین
اگر الفت نہین اونکو تو عداوت ہی سہی
اف ری گرمی تپ ہجر کہ احباب و طبیب
گر کیان دے تو ہین آنکھین مجھے دکھلاتے ہین
بار گوہر کی ہے پردی مین وہان کان مین درد
ہم تو بنوا کے حمایل لیئے آتے ہین مگر

کون ہین سینہ سپر کون سپر دیکھتے ہین
بیکسی ہی نظر آتی ہے جدہر دیکھتے ہین
اثر اتنا تو ہوا ہی کہ ادہر دیکھتے ہین
کچھ تو ہی تب تو عنایت سے ادہر دیکھتے ہین
لوٹ جاتی ہین ہزارون سے جدہر دیکھتے ہین
آج تیور ہی نہین ہم تہ سپر دیکھتے ہین
تو دکھاتا ہی ہمین رشک قمر دیکھتے ہین
کچھ کچھ اپنی محبت کا اثر دیکھتے ہین
اونگلیان پہونچتے ہین نبض اگر دیکھتے ہین
ہاتی لون دیکھتے ہین جب وہ ادہر دیکھتے ہین
رات سو آہ کا کچھ کچھ تو اثر دیکھتے ہین
کیسے یہ بوجھ اوٹھاتی ہے مگر دیکھتے ہین

التفات اونکو نہین ہے جو بقول اعدا
نطق پھر کیون وہ کن انکھیون سے ادہر دیکھتے ہین

ناز و خودبینی و نخوت کا مین ہی آئینہ حیرانی ہون
جسم ہے جسکے نہین مین وہ بشر جانی ہون
موج غم توڑ چکے لنگر خودداری کو
زلف لیلی ہون نہ کچھ ہوش و حواس مجنون
بلبل مست چہکتی ہے چمن مین گویا

روبرو حسن کے آئینہ حیرانی ہون
لاغ و زار ہون اس درجہ کہ روحانی ہون
ڈوبونگا جاکے کہان کشتی طوفانی ہون
ای جنون کس لیئے پھر وقف پریشانی ہون
کوچہ یار مین مین مخبر غوغا نے ہون

بے تمیز و ننگا زمانہ ہے عجب کیا اسکا
حبشی زادہ کہیں یوسف کنعانی ہون

کان کیا رکھو کوئی کون توجہ فرمائے
دردسر کا ہون سبب قصۂ طولانی ہون

سلسلے تنگ و بد و دیر سے ہون چین بجبین
جبکہ دانای رموز خط پیشانی ہون

دن بہر آئینہ دکھاتا ہون عروس عملکو
رات بہر شانہ کش زلف پریشانی ہون

پیر کنعان ہون ان مین صاحب جوسہ کنعان مین
حسن مین آپ تو مین عشق مین لاثانی ہون

ہی تماشا گہ خوبی جو سراپا وہ شوخ
ہمہ تن مین ہی زیا رنگہ حیرانی ہون

پست طالع ہین وہی صدر نشینی مین مرے
زیر پا مثل گل مسند سلطانی ہون

مجھکو اول سے فنا مد نظر رہی ہی لطف
ہر گھڑی مین ہمہ تن دیدۂ قربانی ہون

دم بہر بھی آپ ہی سے منہ اگر کرین
دنیا ہماری نالی ادہر کے ادہر کرین

واحسرتا رقیب ترے گھر مین گھر کرین
ہم بام و در کے سمت بحسرت نظر کرین

کہدے کوئی بتونسے نہ ظلم اس قدر کرین
تجہ پر نہ رحم کہائین خدا کا تو ڈر کرین

تجانہ کیا مکان ہے ہم ہٹ اگر کرین
کعبہ یہی ہو تو پھر کے نہ ہرگز مونہہ ادہر کرین

جانی مین تیری کوچی سو دی مہلت اسقدر
حسرت سے ہم نگاہ سوے بام و در کرین

یہ پاس کب ادہر نہین عدو کے اڑہائین آنکھ
ہمکو کہان یہ تاب کے قطع نظر کرین

باتین بنائین دل کی تسلی کو جھوٹ سچ
بھولے ہی ہے وہ کاش ادہر کو نظر کرین

اے جذبۂ رضائے ہین مردہ سمیر کو
وہ فکر کر کہ آج ادہر سے گذر کرین

کاٹین گلا کو لیکی چھری اپنے ہاتھ سے
طول شب فراق کو یون مختصر کرین

نالے اگر رسا ہون کرین پایہ تیر کا
گولی سے کم نہین ہین جو آنسو اثر کرین

خسرو کو دین تو یہ کہ فرہاد مر گیا
دنیا سے عشق اوٹھایہ ہوس کو خبر کریں

یہ حسن عارضی ہی جو چاہیں ثبوت اب
سوا و ٹھہ کے لیکر آئنہ منہ پر نظر کریں

مطلع ہی آفتاب کا عکس آب و تاب کا
شاعر جو ہوں وہ سیر بیاض سحر کریں

دستار و شملہ تاج و کلاہ ای جنون عشق
ہم سر پر نہ خوب ہیں کیوں در بدر کریں

دیکھیں جو سنگساری اشجار پر شہ
اولاد کی کبھی نہ تمنا ثمر کریں

عاشق ہیں ہم بھی شک کے صدقے اوٹھا ہیں
بلبل کے سامنے نہ گلوں پر نظر کریں

اے مطلق کام یاس میں اپنا تمام ہے
جی چاہیں ہم وہ جھوٹھ بھی وعدہ اگر کریں

تری پہنچے ہی آرایش اے زیور میں
صفائی گوش سے دونی ہی آب گوہر میں

وہ زور گردش دائی ہی اپنی اختر میں
کہ جسکے ساتھ فلک سی پڑا ہی چکر میں

یہ کہہ رہا ہی در گوش زلف جانان سے
خدا نے بالا ہے مجھکو دہان آزر میں

جو آج ہمسے قدیار کرتا ہے
لگی ہے شاخ نے کیا کوئی صنوبر میں

وہ سو رہے ہیں و بٹہ سفید اوڑھے ہوئے
چھپا ہی چاند مگر چاندنی کی چادر میں

نگاہ مست کی آنکھوں میں ہی یہ کیفیت
اوٹھی شراب کے جس طرح موج ساغر میں

دہان جم جو چوسیں کے تشنہ کاموں کے
تو ایک بوند نہ پانی رہیگا خنجر میں

ترے ستم سے زمانے کو اب نجات نہیں
اوٹھا ہی نوح کا طوفان آب خنجر میں

ہوئیں نہ خلق میں کیوں موجۂ تبسم یار
اسی سے لہر و نکو ہے پیچ و تاب گوہر میں

جواب نامہ جو لایا ہی ہمسے اوڑتا ہے
پری کے لگ گئے پر بازوئے کبوتر میں

تری بانکو دہن میں نہیں کیکر سمجھا
کہ سرخ رنگ کی مچھلی ہے حوض کوثر میں

مین فاقہ مست قناعت سے رہتا ہون — نے مُنہ پہ رکھی ہی یہ میرے ساغر مین
ہماری دیدۂ تر سے اوٹھا ہی وہ طوفان — فلک بھی جسمین ہی کشتی کی طرح چکر مین
وہان زخم سے تیرے شہید کتنے ہین — مزہ ہی قند کی شربت کا آب خنجر مین
ادا و ناز و کرشمہ کی کیا نمود ین ہین — جوان جو ہی وہ بانکا ہی تیری لشکر مین

کسی خدا نہین دنیا ہی ظلم کی پاداش
لہو سے مورچہ لگتا ہے نطق خنجر مین

بقول تیری ترا عشق ای حسین تو نہین — خلق ہی پہر مجھے کیون اور ہی کہین تو نہین
گلہ نہین ہے خوشی دل مین مجھ نہین تو نہین — وہ میہمان تھی اس گھر کی کچھ کہین تو نہین
مین اتنی بات پر اب بوسہ چھوڑ دی ہی ما — چلو لحاظ ذرا ہی مجھی نہین تو نہین
کسی سے ہمکو محبت ہی یہ جو کہتے ہو — ہمین بھی کاش بتا دو تو وہ ہمین تو نہین
جنون شوق مین کھینچا جو اونکی دامن کو — تو بولی آپ کی یہ جیب آستین تو نہین
کچھ اپنا حال سناتا ہون تو وہ کہتی ہین — یہ جا ہی سچ بھی ہو لیکن مجھی یقین تو نہین
مرا شریک نہین وہ جو رشک ہو مجھکو — کہ غیر سے ہے محبت اونھین یہ کین تو نہین
نہین نہین جو وہ کہتی ہین مجھسے مین مسکر — ادا شناس کو ایسے نہین نہین تو نہین
کیا تہا جل کے کل انگارا اب بلو تو ملون — نہین ہے ہیر ہے تمہاری یہ کچھ نہین تو نہین
جو جو کے بھی بڑی آنکھ ہو تکلف کیا — وہ فتنہ زا تو نہین سحر آفرین تو نہین
کہین جو ہو گئی تو بدنام ہو گی جان جیسے — رقیب ہے مری باتین کچھ کہین تو نہین
تمہین جہانی تھی ہندی ذبان محبت کی — چلو نہ بحث کرو ہی تو ہی ہمین تو نہین
بلند رتبہ کیا میرے فکر عالی نے — فلک سے بڑہ گئی اب یہ زمین زمین تو نہین

پھر آج نطق کا ملتا نہیں سراغ کہیں
کہاں گیا ہی ذرا دیکھنا وہیں تو نہیں

مین جیب جو ہون وہ مجھ مین اور ہی نہیں
ہی یہ کہ رعب حسن سی او سان ہی نہیں

ہی عذر درد سر کا عبث نے کہی سنے
دل مین ہمارے ضعف سے ارمان ہی نہیں

کافی تہا ایک بوسہ ہی مرنے سے پیشتر
اب لب سے لب ملا ہی تو کیا جان ہی نہیں

وہ بی طلب خود آئی ہین اسوقت کیا کرون
ماری خجستی کی کچہ مری او سان ہی نہین

ہان ایک بوسے کے لیئے مین جھوٹہ بولتا
پھر کہیئے کیا کہا تجھے ایمان ہی نہین

ممنون بوسہ مین تو ہون لیکن جو آپ نے
لذت اوٹہائے او سکا کچہ احسان ہی نہین

مرنے کی بات اور تہی مطلب کچہ ہوا
پھر جی اوٹہین کہ یار پشیمان ہی نہین

دم دیکی گہر رقیب مجھے لے گیا یہ کیا
اب سی تو او سکی بات کوئی مان ہی نہین

اے صبح کیا وہ حور جو فرمان پزیر ہو
معشوق کی خجاب کو پہچان ہی نہین

برق نظارہ سوز وہ رخ ہی عتاب مین
دیکہون جو آنکہہ بہر کہ یہ امکان ہی نہین

کہنے کی ہی یہ بات کہ مانع عزیز ہین
ہی بات یہ کہ تجھکو مراد ہیان ہی نہین

اوس گل کی کان نازونزاکت کی بہر دیے
کیا عرض کیجیے کہ ادہر کان ہی نہین

ضد ہو تو سو فریب سے آؤن راہ پر
اسکو مین کیا کرون کہ ادہر ہیان ہی نہین

ترک صنم نہ نطق کریگا کبوز کچہ
خود رای بھی ہی صرف وہ ناداں ہے نہین

دیکہنے کے تماشا نہ میان چمن آنکہین
ڈہونڈہتی ہین تجھے پہولون مین گلبدن آنکہین

آنکہین نہ نکلوائے ارباب نظر کی
درکار ہین جلوے کے لیئے ہمان مین نہین

دل حاجی زائر تھا وہی لوٹ لیا ہے — ہین کعبہ ابرو کے تلے راہزن آنکھین

ابرو و مژہ سے تری ثابت ہوئی یہ بات — ای ترک ہین تیر افگن و شمشیر زن آنکھین

یون محو مشق وصل ہو شرمائی رہے ہین — دولہا سو کری جا نہ جیسے دولہن آنکھین

ابرو وہ تری شاخ ہین جو شاخین نکالین — آنکھین تری ایسی کہ جو ہون ثمر آنکھین

کیون دیکھے دیتے نہین کیون ہوتی ہو مانع — کچھ تو ترے لیجائین گے سیب ذقن آنکھین

جب مست اشارون کی تری بول اٹھین گے — چل نکلین گے ای ہار کرین گی سخن آنکھین

کیا خنجر ستمگر ارت ہی جب آنکھین ملین لڑون — لین نوک کے پلکین تو کرین پار پلکین آنکھین

جب تک ہی جلوی وہ روشن ہوئین نہین — سمجھی ہی تہین قدر بصر جان من آنکھین

گلشن مین تجھی دیکھکے پھولے نہ سماتے — رکھتی جو گل لالہ و سرو و سمن آنکھین

پر دیر تماشائی شیرین ہو تو دیکھے — پتھر انگین ہوتین تری ای کوہکن آنکھین

می ناتنی پیون ہی ری نہ پتلی ہی سیاہی — ہون نشہ صبا سے عقیق یمن آنکھین

چلتی ہین چھلاوی کی طرح فتنہ قرین کو — لیلی کی کہان پاگین یا رب ہرن آنکھین

ان نمو نسے اوس شوخ ہی بخشم نمونگی — بنتی ہون تو بنوائین کسی سے ہرن آنکھین

دو چار کو بسمل نکرین تیغ نظر سے — تا ن بول دین یکمہ شبہ سبکبار بن آنکھین

کیا ہے غمازی کی اوٹھانی کو وہ آیا — کیون میری کہلی جاتی ہین پر کفن آنکھین

دو آنکھونسے ہم محو لقا سیر نہونگے — ہون کاش نظر بال مسا مات تن آنکھین

چل سیر گلستان کو ذرا مہ لگا کر — نرگس کی جھکا شرم سے رشک چمن آنکھین

ای لکھنو کرین صبا دیکھنے کو تجھ سے — انصاف کی آنکھونسے یہ اہل سخن آنکھین

دلخون و سینہ چاک میں آفت رسیدہ ہوں
اس گلشن جہاں میں انار رسیدہ ہوں

ہوں بے طلب جہاں سے دست کشیدہ ہوں
جاتا نہیں کہیں قدم آرمیدہ ہوں

برباد میری سانہ عیش ہو نہ ای شمیم
مجھسی الگ الگ کہ ہوای وزیدہ ہوں

اب میری باز گشت چمن میں محال ہے
ای باغبان گلو نکا میں رنگ دیدہ ہوں

چمکے نہ کیونکے برق تجلی مصر ہے کون
جلوی ہزار دیکھی ہیں میں کلیدہ ہوں

رونی کا رنگ دیکھکے کہتا ہے دل یہی
بس اکیدہ قطرہ خون چکیدہ ہوں

آئی جو رحم ہی تو کوئی کیا بنا سکے
ایوای میں صدای گلوی بریدہ ہوں

ثابت ہی میری رنگ سے تیرا کمال حسن
گویا زمان مصر کا دست بریدہ ہوں

شوخی کہاں وہ آئنہ میں بعد از زوال حسن
وہ چل بسی یہ کہکی غزال رمیدہ ہوں

ممنون برد و باد نہ منت کش بہار
کیا باغ باغ ہوں کہ نہاں بیدہ ہوں

گلزار و کوہ و دشت کہیں بھی نہیں قرار
جوش جنوں کی موج نسیم وزیدہ ہوں

حسرت تری ہی ہی جو مری میری دلمیں ہے
کہتی ہی تیری جان کو تیغ کشندہ ہوں

صیاد تا تہ مل لب اب تا نہ آ چکا
طائر نہیں حنا کا میں نا شنیدہ ہوں

ہوں لطف بندہ بندۂ بی دام آپ کا
بی مل و زر غلام عنایت خریدہ ہوں

کیا اگلی باتیں یاد کروں تم کبھی تھا تفق
اب تو خموش ایک زبان بریدہ ہوں

چھوڑے اوسی تو چارۂ سودای دل کروں
پیر مغیر اگر کرے تو مداوای دل کروں

اب یاس کو حریف تمنای دل کروں
تم در دبی دوا سی مے اوای دل کروں

وہ مفت پھیر دیں تو نہ پروای دل کروں
سودا نہیں ہے پھر جو میں سودای دل کروں

سینے سی مین لگاون اگر پاؤن درد کو
آئی جو داغ ادہر تو سویدای دل کرون

وہ کونسی ادا تہی کہ جو دل ربا نہ تہے
حیران ہون مین کس سے تقاضای دل کرون

اسی غم بنادی شانہ اوسی کرکے چاک چاک
اوس زلف مین یو مین سین گر جای دل کرون

گلشن نہین ہی سوختہ دردو داغ ہے
کہنے ہو کیا کہ لامین تماشای دل کرون

ہو ہو گئی ہین ہاتہ دہای دہای شل
ہی ہی مین کیا علاج پیش ہای دل کرون

بی پردہ ہو وہ برق تجلی جو جلوہ گر
ہر داغ عکسو دیدہ موسای دل کرون

دل پر ہزار ظلم ہین اوسپر یہ ظلم ہین
وہ کاٹ لین زبان اگر ہای دل کرون

ہر ہر قدم پہ شوخی رفتار کہتی ہے
سو سو جو دل بسین تو نہ پروای دل کرون

اوسکی نگاہ کی یہ ودیعت بغل مین تہی
مین دل کا کون ہون کہ جو دعوای دل کرون

کب تک غم ایک قطرۂ خون چکیدہ کا
کب تک مین آہ ہای دل دای دل کرون

جولانیون پر آئی وہ گلگون ناز اگر
میدان گشت وسعت بیدای دل کرون

اوس گوشۂ خیال پر ای مہ جبین تو
صدقی ہزار وسعت صحرای دل کرون

پای یہ لطف پاس مین جی جانہای شوق
ناکامی ابد کو تمنای دل کرون

ہمکو کاٹا نہین کہتے نے جو بولا جائین
کوچۂ یار کو کیون چہور کے صحرا جائین

اپنی دیوانیکی وہ تشنۂ خون ہین اتنی
قتل اگر کرنہ سکین فصد ہی کہلوا جائین

برق چمکی جو یکایک تری خسارون مین
غش تو کیا جانسی مشتاق تماشا جائین

شوق لاتا تہا ہمین آئی ہے نہین طاقت
کہ پیر اب لوٹ کی مایوس نہ جا جائین

آرزو کا جب نہ ہو شب وصل ہجوم
جای انصاف ہی کیونکر نہ وہ گہرا جائین

آج کل سی ہی زیادہ مجھی بیتابی ہے
کچھ عجب جان نہ ہمدم وہ اگر آجائین

واہ محرومیٔ دیدار مقدر دیکھو
آتی آتی وہ مری سامنی شرما جائین

میری ٹھہرئی ٹھہرتا دل بیتاب نہین
دو گھڑی کے لیے اگر وہی ٹھہر جائین

میری گھبراتی سنی یا جو نہ آنیکا جواب
بس وہین لوٹ پڑی جی مین کہا کیا جائین

چاہیئی تھا اوسی سمجھا کی یہان لے آتے
نہ کہ آآکے سب اوسکا بھی سمجھا جائین

سچ ہی نان جھوٹھہ تو ہی صل کل وعدہ لیکن
کسطرح مانلون جب وہ قسم کھا جائین

مختصر آہ کی فقرے مین ادا کرای لطف
طول سی قصۂ غم کو وہ نہ گھبرا جائین

ستمگر ہین پر ہمکو بھائے ہوئے ہین
وہ در بند لے دلمین سمائے ہوئے ہین

مرے قتل پر رنگ لائے ہوئے ہین
وہ منہدی ملی پان کھائے ہوئے ہین

بچینی سے کیا بچ کے چلیین گے
یہ گیسو ہمارے بنائے ہوئے ہین

یہ رنگت خدا داد ہاتھون نی پائی
کہ گویا وہ منہدی لگائے ہوئے ہین

فلک کے رقیبونکے دل کے بتون کے
کہین کیا کہ کس کے ستائے ہوئے ہین

ترے گھر کی ہے منزلت اپنے دم سے
ہمین دل سکو کعبہ بنائے ہوئے ہین

بلا دلفریب اونکے ناز و ادا ہین
کہ اس ظلم پر بھی وہ بھائی ہوئی ہین

نہین آنے دیتی ہین دل خال رخ پر
ابھی تک تو گولی بچائی ہوئے ہین

ترے منتظر مثل نقش قدم کے
بہت لوگ آنکھین بچھائی ہوئے ہین

ترے عشق مین نک لائی ہین زاہد
یہ خرقی بنجے پر رنگائی ہوئے ہین

شب ہجر کا ڈر یہ غالب ہوا ہے
کہ دم صبح محشر چرائے ہوئے ہین

ذرا بغیر اروئے کم کر تغافل | کلیجے بہت مُنہ کو آئے ہوئے ہین

شرارت سی وہ نطق بھولے ہی ہین
بلا فہر ہین کیسلے کہائے ہوئے ہین

شب وصل کی لطف اوٹھائے ہوئے ہین | وہی رنگ انکو نہین جہائی ہوئی ہین
ببوسہ پہان لی آئی ہوئے ہین | تری خوے پر خوف کہائی ہوئی ہین
وہ نکہت سی ہین بید باغ اور در سے | نسیم وصبا دم چورائی ہوئے ہین
بلا ضیق مین ہون مین تنگی دل سے | مجھے جیسے سہپلو دبائی ہوئے ہین
مزہ حسرت قتل مین ہی کچھ ایسا | کہ ہم قتل ہی کی چورہائی ہوئے ہین
مہ مہرن جائین گی چاند غوج | وہ جہومر کو اب سر چڑہائی ہوئے ہین
مری قتل کا گیون ٹہائین گے | کہ پان آپکے مُنہ لگائی ہوئے ہین
یہ طائر جو پہلے ہی چلا رہے ہین | خدا جانی کس کے ستائی ہوئے ہین
سبہی پہر گئی ایک صحبت کی پہر نے | محبت مین اپنے پرائی ہوئے ہین
یہ دل جو کہ ہین نقش حرف اثر ہین | تری عاشقونکی جلائی ہوئے ہین

ندامت نہ قاتل کو ہوتی سے ای نطق
ہین منہ کفن سے چہپائی ہوئے ہین

اوڑہا ہی بسا نہ دل کوئی ان مین | ابرو کے تیر غمزہ وچوڑا کمان مین
کرتے ہین صاف دست ستم امتحان مین | پورے ہین ورنہ خوب ہم اونکی گمان مین
ہم بہی تو لاغری سی فقط رہ گئے | وہ مہم جا ملا جو لطافت سی جان مین
ہی اور ہی کچہہ اپنی ان بد گمان کو وہم | پہاندا نہا رات چور جو اونکے مکان مین

تہہ پہیریون کا جوش جوانی ہی تو ہے — خود گدگدی سی اوڑھتی ہی اب تو نکی آہین
ہین ہی بُرا سہی مگر آپہی بنا ہے — کیا لطف ہی جو آئی گلہ درمیان مین
دنیا ہلی ڈھہ بجانے کی طعنی اوہی سے — اتنی سکت کہان ہی ترے ناتوان مین
سنتا ہی چھپ چھپے وہ گل مرے غمان — رس پڑ گیا جو نالہ بلبل سے کان مین
یہ عشق آنکھمچولی کا رگ رگ پی مین سما گیا — بادام کا ہی مغز ہر ایک استخوان مین
صبح شب وصال دل ایسا اوداس تھا — نالی کی وہ کشش تہی جو مدتہی ان مین
آئی ادہر جو ذکی طبیعت یو مین ہی — لوٹین گے ہم ستم کے مزے امتحان مین
نوبی نقاب ہو تو نظاری کی واسطے — مہرائی ذرہ بنکے ترے تابدان مین

نور خدا ہی نام انہین کے جمال کا
کعبے کی بت ہین رونق ہندوستان مین

جنبش مژہ کی سینہ سپر کر کے دیکھ لین — دو چار تا نہ آئے جبو کے دیکھ لین
شاید کہ ہو تسلی دل مرکے دیکھ لین — تہر ہی لاؤ چھاتی پر ان ہر کے دیکھ لین
جو بو جہتی ہین کیا دل پر خون کا رنگ ہے — شیشے مین وہ شراب کبھی بھر کے دیکھ لین
اے طفل اپنی جنبش ابرو دکھا ہمین — چھوٹے سی بیچی کی بھی ہم کر کے دیکھ لین
جاتی ہین آپ دیکھیے اب کب خدا ملای — مُنہ پھیریے نہ ہائے نظر بھر کے دیکھ لین
وعدہ وہ کر گئے ہین جنازی پر آئین گے — جی مین ہی یہ بھی جھوٹہ ذرا مر کر دیکھ لین
بولی کہا کی چرخ کہ وہ نقش پا زمین — خرشید و ماہ اپنی برابر کے دیکھ لین
نظارہ کے آپ کے روئے ملیح کا — جی مین ہی غرہ خم دل مین نمک بھر کی دیکھ لین
اونکو جو بیقراری شب کا یقین نہو — وہ تار تار الگ مرے بستر کے دیکھ لین

الٰہی شرم دشمن کو نہ نکلین نہ صحن مین
یہ خوف ہی نہ مرغ ہوا پر کے دیکھ لین

ہے مثل مہر نور فشان بام کا مکان
تار شعاع تار مین جا دے کے دیکھ لین

وہ بدظنی سے برہم اوسین مجھ سے صبح کو
زلفون کی بال منہ سی اگر سر کے دیکھ لین

چلیے تو نے نقاب ذرا سر کے لیے
کیا رنگ ہین چمن مین گل تر کے دیکھ لین

بیتابیون نے کچھ نکیا یار کو اثر
جو ہو سکے تو صبر بھی اب کر کے دیکھ لین

مرتے ہین ہو جاتے ہین جی ہجر جہان سے
آنکھون نہین دم ہی آؤ نظر بھر کے دیکھ لین

کٹ جائین گی حریف سخن معرکہ مین لطف
جوہر مری زبان مین ہین جنچ کے دیکھ لین

تو جانتا ہی یہ کہ مجھے آرزو نہین
مین اس سے ہون خموش کہ اتنی سبک تو نہین

گو مہربان ہین وہ بت ماہرو نہین
پر ای فریب دل مین جو ہم ہین سو تو نہین

اشرم کی جیلہ جو اگر نہین دل لگی حضور
اٹھ جائیگا ملال کچھ اچھی یہ خو نہین

یہ فخر کیا ہی کم کہ سگ کوی یار ہون
ہو کر ذلیل و خوار بھی بی آبرو نہین

بیمار بد دماغ ہین چڑھتی ہین ناز سے
وہ چارہ گر نہین ہین تو ہم چارہ جو نہین

قاتل کی یا نہ چومئی اپنے فراغ پر
کاری ہین ایسے زخم کہ فکر رفو نہین

دریای شوق اوس مین کرتا ہون مستیان
میرے شراب کے لیے جام و سبو نہین

عیار کا گر یہ لگاوٹ سے دیکھنا
کہتا ہے دیکھ مجھکو خبردار چھو نہین

ایسے جمال شوق فزا پر بھی اوٹکا جو
اصلاہی چھوڑتا ہے کہ کچھ آرزو نہین

اس سے ہی یہ کنایہ جو چھیڑا اوس نے چھوڑ دی
شایان ظلم و جور بھی اپنی لطف تو نہین

اس غنچی اوس دہن کی برابر کا تو نہین — تجہ مین وہ رنگ بو نہین وہ گفتگو نہین
مثل کباب گریۂ خونین کی خو نہین — مین اس طرح جلا ہون کہ خامی کی بو نہین
عاشق ہوی ہین اوس کی وفا جنکی خو نہین — اوس پیر ہین عبث کہ جنکی گل رخ نہین
وہ پھول یہ حسین ہین باغ مراد مین — جنمین وفا کا رنگ محبت کی بو نہین
خلوت مین اختلاط نہ جلوت مین چھیڑ چھاڑ — تم کیسے آدمی ہو کہ کچہ آرزو نہین
اس پیر ہی آپ آنکہین دکہائین تو قہر ہے — یعنے بجز نظارہ کوئی آرزو نہین
اس شک باہمی مین نہین خیر ای نصیب — یعنی جو تو ہی ہم نہین ہم مین تو نہین
یہ جام می نہین کو تنک ظرف نوش جان — ہمسے بلا کشون کو تو ساغر سبو نہین
تجہیز جو حبیب حاسد نہین گل کو ہی نہو — قبر صبا کو ہی جو تری جستجو نہین

۹۷

کوئی حسین نطق تجہ سا نہ لگا سکا
سو بات کی یہ بات ہی سب کہہ گئے ہین

بڑی عجلت ہین سب سے الگ جا بیٹہتے ہین — رقیبون سے حلف کرتی ہین و قسمین کہاتے ہین
وہ اس انداز سی کرتی ہین ظلم ایسا نبہاتے ہین — کہ شکوی شکر ہو ہو کر ہمارے لب پہ آتے ہین
فقط مہندی لگا کر پان ہی بیگی کی آتی ہین — سبھی اوس شوخ کی خاطر مین نمک اپنا ملاتے ہین
قیامت کر رہی ہین یا دا اوس عگلی دلاتی ہین — تری ہی لو تو ای بلبل ہمارا دل کہاتی ہین
الہی ہین محبت ہی مگر نقش عداوت ہم — جہان اوس انجمن مین بیٹہتے ہین وہ اوہا ہین
تری در کی فقیرون نے یہ کی ہے عزت پیدا — کہ اونکی جبہ پر ی مصر ستان پر جہا جاتی ہین
جو یوسف کی کمیدن وجہ نقاب اوس ماہ طلعت سے — تو بولا جنسے کامل ہین کمال اس سا جہپاتے ہین
لگا بیٹہے ہین بوسہ ای فروغ انجمن تجسے — تماشا ہی پتنگے شمع کو اولٹا جلاتے ہین

فدای آمد شد ازانی جان دل کر کیسے
کیا ہمپر کرم یا بھولی بھلکے آپ آتی ہین

غضب کے گوکہ آغوش تصور مین ہی گیرائی
مگر وہ شوخ ایسی ہین کہ پہر ہی نکلی جاتی ہین

گئی یہ دل لگی ہی شاعری ہی محمد سے جیتے رہو
کہ وہ میری غزل گاتے ہین سن سن حال لاتی ہین

نجانی تاکہ یہ کوئی انہین فی سکو ارائی
مری تابوت کی ہمراہ وہ بھی روتی جاتی ہین

غور حسن سے سمجھے ہین کیا شے عکس کو یہ
نہین معلوم آئینے مین کسکا منہ چڑاتی ہین

معطر جس سے گرد ہین ہری لوگ سوکھے
یونہین کہکر تری کیڑے نہین ہو نوکو بساتی ہین

پر شوق کب تک بس ہم اغونی سنا سنا سے
عبارت مختصر کرتی ہین اب مطلب آتی ہین

وہ عیب بخوت سے بیٹھی ہین مگر دہم محبت سے
ہزارون سو سوا ای طفق میرے دل مین آتی ہین

۹۸

صحبت ماہ مہینہ کا اثر کچھ بھی نہین
کیا دلا خواب بنا جو وقت سحر کچھ بھی نہین

جس سے کچھ فیض نہین ہو وہ بشر کچھ بھی نہین
جس مین پھل پھول نہ آوے وہ شجر کچھ بھی نہین

کس طرح ہون وہ مری زور نہ زر کچھ بھی نہین
ایک اری ہی سو یہ بھی کچھ اثر کچھ بھی نہین

مرگئی دیکھکے دنیا کے تماشے لیکن
آنکھ کی بند بس اب مد نظر کچھ بھی نہین

پشت سی ہی نظر آتی ہی شکم کی سیلی
وہ تن آئینہ نہین ہے کہ ادھر کچھ بھی نہین

صورت طائر تصویر نہین اڑ سکتا
حیرتی رخ صیاد کی پر کچھ بھی نہین

اڑ گیا رنگ کیون منہ سی تو کہ سنکر
تمسے غیر و نسی چھپی چوری اگر کچھ بھی نہین

غیر کی قصے مین رخ لیتی اودہر تو تب کچھ
میری قصے مین دہن لیتی ادہر کچھ بھی نہین

شور سنتی تو قیامت کا شرر آفت کے
تجھ مین ای آہ ہی سب کچھ پر اثر کچھ بھی نہین

کچھ بھی دل کا نرما دہیان ہجوم غم مین
کب ہوا خون ہمین اسکی خبر کچھ بھی نہین

بوسے لینی سی جو وہ چونک پڑی مینے کہا — ہوئی بد خواب تم ای رشک قمر کچھ بھی نہیں

دیکھیئے اسکی حقیقت کو تو سب کچھ یہ ہے — گو کہ یون خاک کا تلا ہی بشر کچھ بھی نہیں

گالیان کہا کے جو پھر بوسہ لیا وہ بولے — بیحیا ؤنکو ملامت کا اثر کچھ بھی نہیں

ہم گلا کاٹ مری اؤنکے در دولت پر — حشر برپا ہوا پر اؤنکو خبر کچھ بھی نہیں

حسن باصد سپہ ناز اود ہر آمادہ جنگ — عشق بیچارہ کری کیا کہ ذہر کچھ بھی نہیں

بزم آراستہ پی یار کے بے رونق ہے — نغمہ و بادہ سبھی کچھ ہی مگر کچھ بھی نہیں

ہمنے پیمان وفا اہل دغا سے باندہا — دوڑ تی ہست اود ہر ای کہ جدہر کچھ بھی نہیں

ترک بیداد سی ہوتا ہی تغافل کا گماں — چین یون بھی تو نہین ہمکو اگر کچھ بھی نہیں

بی اثر آہین ہین فریاد و فغان بی تاثیر — ہان ڈعائی کو سبھی کچھ ہین مگر کچھ بھی نہین

بی تعلق ہون زمانی سی مین یہ صفت — دیکھین سب مجھکو مجھی مد نظر کچھ بھی نہین

بند شین کھل گئین ای یار تری ٹیکے کی — پیچ پر پیچ لگائی ہین مگر کچھ بھی نہین

کبھی نکلی نہ ہماری ہوس بوس و کنار — ہین تو کیا ہین وہ دہن اور کمر کچھ بھی نہین

ہی جو معدوم تو مضمون ہم آغوشی کیا — شاعرو یہ نہ کہو تم کہ کمر ہی نہین

بوسی چشم و ذقن و لب کے لیئے غیرون نے — چمن حسن کی جھولی ہی مین کچھ بھی نہین

یہ طلسمات جہان صرف نظر بندی ہے — سامنی آنکہ کے سب کچھ ہی مگر کچھ بھی نہین

نطق سی کچھ نہ تجھے اوپردہ نشین لوث تو ہی
پھر قسم کیون نہین کہتا ہی اگر کچھ بھی نہین

کرسی نشین عرش خدای کبیر ہین — ہم خاکسار لوگ دعائے فقیر ہین

تا زاد دام زلف مین صدہا اسیر ہین — اوس مانگ کی لگیکے اکھوں نقیر ہین

غمزے کرشمے آپ کے کتنے شریر ہین — آفت کی ہین حضور غضب کے مشیر ہین
کہیجو اسلامین شاہ کو ہم درد فقیر ہین — تاثیر سے بھری ہوئی نقش حصیر ہین
جھمکٹ کی ات سہ ہی جادو نگاہ ناز — ناوت ہی آن کہنہ جتنہ اشاری ہین تیر ہین
تو چاندنی اگر تو ستاری ہین خوبرو — تو ہی جو شاہ حسن تو وہ سب زیر ہین
اونکی نگاہ نازسے اللہ کی پناہ — جوبی کمان توڑ کرین وہ تیر ہین
دولت لٹا رہے ہین جو حسن شباب کی — کہ اونسی کچھ اور ہی کہ ہم ہی فقیر ہین
اس درجہ ناتوان ہین کہ اونسی ہین نگلیان — ہین ہاتھ نمود مین گو ہم حقیر ہین
قید تعلقات سی نکلے ہوئی ہین ہم — آزاد کی جبین کی گویا لکیر ہین
پانی ہی ایک گھاٹ کا ابرو تیغ مین — تیر و نگاہ ایک ہی ترکش کی تیر ہین
بس بھلوڑی سی جاگی وہان چھوڑ آئی ہین — نالی شرر فشان مری کتنے شریر ہین
ای گورے گی آئی ہین شاید پیام یار — کیا کہہ رہی ہین کون یہ منکر نکیر ہین
دیکھو فروغ جلوۂ حسن پر یہ جان — اجزای برق ہی مگر انکے حمیر ہین
کچھ اولٹی پلٹی کہہ کے نکالین گی مدعا — اولٹی تری سمجھ ہے تو ہم ہی کبیر ہین
منقار رین خشک غمچی ہین ہم ہین بزمی — میری بغیر اور اس کے ہم صفیر ہین

ایسی دعا دو لطف رسائی ہو یار تک
مین نی سنا ہی آپ ہی پہنچی فقیر ہین

خاک کی پتلی کا پردہ کھل گیا تقریر مین — بولتا ہی اور کوئی اس گلی تصویر مین
ای صنم ناصح ہی اونکی صید کی تدبیر مین — بستہ گیسو ہین خود جکڑی ہوئی زنجیر مین
تیرے لکھنی کی بری ای طفل صورت خط دہوم سے — دی کبھی اصلاح تیرے ہی خط تقدیر مین

ٹھنڈی ٹھنڈی گرمیان ناحق جلائی لکھنؤ سے جا رہیں کشمیر میں

پوچھیے ہمسے نہ عالم کچھ ہجوم یاس کا ہم نگہ ہیں زیر خنجر دیدۂ نخچیر میں

خاک ڈالو خون پر دیکھو یہ قصد جانستیز تم ہی سو ہو گی میری لاش کی تشہیر میں

پردہ ہائے گوش گلچینِ سخن کی دامن میں گئی پھول چھڑتی ہیں وہ منہ سے آپکی تقریر میں

سر کی گتھی ہی جو تار عمر میں کرسے گئے یہ ہنر قاتل ہی تیری تا خن شمشیر میں

وصل کو جب کہیے تو کہتا ہے وہ بت جا کے لکھوا لائی اللہ سے تقدیر میں

زندگانی کا بھروسا کچھ نہیں ہے بہرہی نہیں مین نگاہ واپسین ہوں دیدۂ نخچیر میں

ہے وفاداری جو ثابت بندۂ درگاہ کی کچھ رہیں اپنی گلی کی دیجیے جاگیر میں

نطق اوسن تنگی ذرا پاکیزہ صورت دیکھیے ڈالدی ہی جان کیا اللہ نے تصویر میں

۱۰۱

بغل میں اوسکو سلا چکی ہیں ہمارے قسمت جگا چکی ہیں مزے جو تھے سب چکھا چکی ہیں

گجر ساوصلت کی شب بجا ہوا یہ گرہ فلانیکو دو ہوا بجا چکی ہیں

کرینگی ان وصل کا مقدور ہا خود انکے دوری گوارا چکی ہیں

قمار الفت میں دل لگا کر لگا دیا داؤ کیسے جی پر اڑی ہیں سر پر مقدر اری تو قسمت سے کھا چکی ہیں

منگاؤ مینا و جام بادہ چلو میں لیکو خود پیا دہ پلک جھپکتی ہی پھر جو چکا تو دیکھا نا تو بجھا شا

کہان میں یہ میں اور وہ سن دن ہمین جتا چکی ہیں

جناب لگتی ہی پہرت کسی کرینگی میں الفت زوال خوبی کو ہو گیا تو لگ ہوئی شیشہ سی جو چکی ہیں

سلام شوق

قلمی کا حصہ ہے

موئی میں مجروح خوف قاتل تڑپ رہی میں خونچکاں سی
نہیں میں کہتی تھی وہ کیا گمو تا ہی چور کو
نہیں میں پکڑی گئی چوری میں اس سمجھ کی چوٹ کھا گئی
تری نظر و نکی کمان بانی لگاوٹ نگاہ
یہ سیکھی اوستا د میں معلم ہزاروں تجھ سے ٹرنا گئی ہیں
آنکھ چور و نکی جھپکتی ہے تماشا دیکھنا
وہ شمع لائی مزار پر جو چراغ ہستی بجھا گئی ہیں
مائی ری حیرت فزائی جلوۂ لدار کی
مری پریا ہی حرم دیکھو جلا شمندہ کیا ہی لگو
نہ ٹہر کی یہ ٹھہرنے والی تھی آئی ہو تجھکو مٹا گئی ہیں
ہنسی ہنسی میں ہوئی لاہی تھی دلا تماشا دکھا ہی تھی
یقین اب ہے ہی نطق بیشک جو آئی دا ئی تھی آ گئی ہیں
میں حیران کیونکر نہ ہیں بھلا قدرت عجیب عالم بہر ہو حیرت
ادہر غضا ہی تھی وصلت او دہر مہندے لگا گئی ہیں

ہلالی زنجیر دی ہی دستک کنوار کھولو آئی در تک

تو جبھی پی جگہ بجت سیہ ہر آنکھ میں
دیکھ کر لیتا ہی سرمہ کس طرح گھر آنکھ میں
تو جو جاتی ہی ادہر تو وا کریں آغوش گل
اور ادہر ہر نرگس کر ہی اجا کر م کر آنکھ میں
دیکھنا ذوق تماشا اوسی جب اولٹی نقاب
آ رہی ہی ساری بدن کی جان سمٹ کر آنکھ میں
میری محفل سی نہ اوٹھیو کر کے عذر شمکس
آپکو دلمیں جگہ ہی بندہ پرور آنکھ میں
ماورای ہفت جنت آپکو ہیں جنت ہے یہ
پھر رہی ہیں کیسی کیسے حور سکہ آنکھ میں
خون شدہ دل ریکھان سینہ میں ہی پر نگاہ
ڈھونڈ او ہی دامن میں تو بانجستجو کر آنکھ میں
آبلہ لب پر ہی چھالا آہ بے تاثیر سے
آب نزلہ ہی اثر آنسو سے بہتر آنکھ میں
اوسکی بدنامی کا ڈر کچھ اپنی سوائی کا خوف
آنسو اولٹی پھر لیٹ جاتی ہیں اکثر آنکھ میں
طعن سے کہتی تھی وہ کیا گمو تا ہی چور کو
جب نگاہ واپسین میری تھی شمشد آنکھ میں
تری نظر و نکی کمان بانی لگاوٹ نگاہ
مثل تیر آئی آنکھ کے جادو نہیں ہر آنکھ میں
آنکھ چور و نکی جھپکتی ہے تماشا دیکھنا
کیا گھلا ہی مسرا اوس کافر کی کافر آنکھ میں
مائی ری حیرت فزائی جلوۂ لدار کی
یون نگہ مشتاق کی وہ جامی شمشد آنکھ میں

چشم بد دور آب کتنی دیدۂ جانان میں ہے
بھری ہیں کوٹ کر صانع نے گویا ہر نگہ میں

ہم بھی مثل نطق مشتاق نگاہ یار ہیں
اس طرف ہی دیکھتے ہیں سر لگا کر آنکھ میں

شب ہجر شب وصال رہا اس عذاب میں
دیکھا تمہارا خواب کیا جاگیں خواب میں

دیکھی جو کوندتی ہوئی بجلی سحاب میں
یاد آگئی وہ موج تبسم نقاب میں

جلتا ہی جی رہیگا وہ کب تک حجاب میں
اے وائے آہ آگ لگا دی نقاب میں

بوسہ لیا تو لطف کہاں روے یار کا
مستی مے میں ہی نمک کباب میں

کافی ہے تیری آنکھ کا ساقی بس ایک جام
سرمستیوں کے واسطے بزم شراب میں

اللہ سے دعا ہی مری روز و شب یہی
پریاں بغل جاگتی میں ملیں حور خواب میں

پہنچی کہیں گے کچھ نہیں دریا کی سامنے
بالفرض ہو جو ہستی قطرہ حساب میں

جاتا میں بند حضرت عیسے سے پیشتر
ہوتی شراب اگر قدح آفتاب میں

کیوں میرا قتل رہ گیا لوگ آ گئے
ہی منع دیر اسی سے تو کار ثواب میں

سرخی جو بھائی گالونکی پھر بوسہ لیا
تقصیر ہو گئی ہے دوبارہ عتاب میں

آخر سوا نہیں کے تو لکھا نہیں ہے کچھ
پھر اتنی دیر کس لیے خط کے جواب میں

مشتاق سیکڑوں ہیں نہ کھولی تو بند
کہتا نہیں کہ کیا ہی تماشا نقاب میں

اسے جواب صاف کا مضمون کھل گیا
بھیجا جو سادہ خط ہمیں خط کی جواب میں

آپھی بنی نہیں ہیں جوانی میں کچھ برے
سر پر رہے ہی جن سا چڑیلا تھا شباب میں

مجھے نہ گرد راہ جیسے اردلی کی لوگ
وہ نطق ناتواں تہا تمہاری رکاب میں

طفلی سے بڑہ کی ہوتی قیامت شباب مین — اونکی شباب ہی نہیں ہے خواب مین
جان اون لبونسی پڑتی ہی نع کیجیے — تاثیر آب خضر ہی جیوشی سرشت آب مین
پردیکو جب کہا تو وہ بولی جواب مین — کچہ رخ مین عیب ہو تو چہپاون نقاب مین
قالب مین روح آئی کہ رکہا ہی پانے — پانی لطیف حلقہ چشم رکاب مین
روشن دل اپنا گرد کدورت مین ہی نہان — خورشید آگیا ہی مین کہ حجاب مین
اوس گنج حسن کی ہمین لائی ہی جستجو — آئے دگر نہ ہم نہ جہان خراب مین
رخصہ گری کریگی جو میری نگاہ شوق — جالی ہی جالی ہوگی تمہاری نقاب مین
حیرت زبان بند جو کردی تو خوب ہے — کہتا ہون کچہ نکلتا ہی کچہ اضطراب مین
دیوانہ کون ہو کہ پری اوڑ گئی حضور — وہ شی ہی اب نہیں ہی جو تہی شباب مین
فرقت کی شب ہے موت کو کیا تو آگئی — آئی کہ مر رہا ہون تمنای خواب مین
تجہ سے کبہی یقین ہی تر السی چلی جو جرخ — ملتی نہی ہی نوعاشق و معشوق ڈاب مین
بلبل مری تو جامۂ گل لون نی کفن — گاڑون حسین مین عسل اوسنی ن گلاب مین
دیدار سی یہ قصد ہی جو اس قسم کا ہو شعر — کرتی ہین وہ اوسی نظری انتخاب مین
دیکہا بغور روی کتابی حضور کا — پایا کہین نہ لفظ وفا اس کتاب مین
ہنسنا نہین ہی شرب دم میکشی حضور — پڑجاتا ہی نمک کہین جام شراب مین
بہتے ہوا کے چاند جو ہوتی ہو مہربان — ملتی ہوا آفتاب سے جاکر عتاب مین
یاد آگئین زبانہ دوزخ کو دیکہکر — وہ گرم گرم اونکی نگاہین عتاب مین

کیون عقل کل پر اپکو ہی اعتراض نطق
دیوانہ کس کی نی کہا ہی خطاب مین

نہ اوٹھی جب سے تری کوچی میں ہم بیٹھی ہیں
یا تو توڑی صفت نقش قدم بیٹھی ہیں

صورت پیکر دیبا ترے بیمار مسیح
نہ کبھی اوٹھے کہ سرستہ غم بیٹھے ہیں

صبح سی شام ہوئی شام سی پھر صبح ہوئی
پر مرا شوق کہ شاہی وہ کم بیٹھے ہیں

نہیں معلوم کہ اس بزم میں کیا ہوا ہی
ایسی خو درفتہ ہیں گو یا نہیں ہم بیٹھی ہیں

کس طرح اونکو اوٹھاؤں کہ تری محفل میں
نقش قالین کیطرح غیر تو جم بیٹھے ہیں

ہاتھوں ہی بس گئی ہی یہ وجہ ہے ای شیخ حزیں
حسن جگہ تیری گران بار الم بیٹھے ہیں

اوٹھ ڈادوگی اس در سی او مٹھیں گے تو بھی
لیجیے آپکے قدموں کی قسم بیٹھے ہیں

شوخی چشم ضنم تیرا زمانہ دیکھا
چوکڑی بھول کی آہو ی حرم بیٹھی ہیں

دیکھو دیکھو نہ رقیبوں سی لڑاوا نکھیں
کشتہ رشک اد ہر ہم ہی صنم بیٹھے ہیں

حشر کا دن ہی کہاں ظل حمایت ڈھونڈو
بس تہ سایۂ دیوار صنم بیٹھے ہیں

جانی والے ہیں عدم کو یہ سب زوال
نفس چند یہان لینے کو دم بیٹھے ہیں

جوش وحشت میں گرد نوں کی کیا کرتہو کر
آج ہی آپ سے تنگ کر ہمیں ہم بیٹھی ہیں

زیر بردی صنم تل نہیں سرمی کی یہ نطق
چند سند وتہ محراب حرم بیٹھے ہیں

یوں دیکھنی میں لالی کی پھولا ہی سمائیں
داغ ہیں جگر کسکی تب غم سے جلے ہیں

ہو سیر گلی میں جو کہیں ضعف سی رہ جائیں
نالی تو ڑا ی رو ئیں سنبلی سی چلی ہیں

چوٹی کی ذرا پیچ جو کسد و ابھی جائیں
دیوانو نکی پہانسی میں تو رفت گلی ہیں

بگڑی تو بنی اور بھی یہ حسن کی خوبی
مہتاب ہوتی ہیں جو وہ جوبن کی ڈلی ہیں

گنجینۂ گوہر یہ مقدر سے ملا ہے
سینے کے پسپھولی ہمیں کیا خوب سلی ہیں

ای گور کرم کر کہ فشارون کی نہین تاب
داما نو نکی سائی ہین کنارون مین پلی ہین

عشاق کو لی اوڑ تو پڑی شوق نگاہ کے
وہ ہین سر بام اور یہ کوٹھی کے تلے ہین

نالون سی یہ کہتی ہوئی جان آئی لبون تک
مجھکو بھی لئی چلئی کدھر آپ چلے ہین

ای یار تری کوچہ نشینون سی ضد ہے
دیوار دنکی اندر کی طرف سائی ڈھلی ہین

رو عارضی و نکاہ ملمع کاری سب کام
وہ گال کہانی ہی کہ سونی کی ڈلی ہین

دیدہ بخیہ بند بکو تڑپنے کی اجازت
پہرا فرض و سماد یکھئی اوپر کی تلے ہین

بیچو کوئی عضو حسینون کا نہین ہے
گویا بد قدرت سی یہ سانچے کی ڈھلی ہین

مشکل تہاتری پاس سے غیر دنکو اوٹھانا
تیہر یہ بڑی زور کیے ہین تو تلے ہین

کیونکر نہ بنا ہو نکا کہ ہون اہل وفا مین
اچھی ہین بھی جا وہ بری جا کہ بھلے ہین

اوٹھہ سانہ ہو تو قصہ سنانی کی بہانے
ای نطق وہ اب تیری سونیکو چلی ہین

گو جفا و ستم و جور حسین کرتے ہین
وضعداری ہی کہ ہم ترک نہین کرتی ہین

لے تو ہو چاہتے ہین یار نہین کرتی ہین
نذر ہم آپکے جان و دل و دین کرتی ہین

بھولا تی ہین بھی ملیکے اوسکی صورت
آشنا میری مراد کر نہین کرتے ہین

شاہ یکیم حسن جو ہین وہ بی فوج و حشم
روز قبضے مین نی ایک نہین کرتی ہین

لیے لینے کی نخے خو ہی ہین لیتا ہون
اونکو عادت ہی نہین کی وہ نہین کرتی ہین

ی تقدیر کو روتی ہین تمہارے آگے
کیون خفا ہوتی ہو تم شکوہ نہین کرتی ہین

گالیان کہون ہی دیتی ہین پہر اوپر یہ بیت
بید ہین نتی ہین کچہ بات نہین کرتی ہین

شیخ حق تری کیا جبکہ ہی آواز مراد
وہ ہی ہو نحق جو فرا بات نشین کرتی ہین

بڑھ کی اللہ سی یہی ہند کی بت ہین مغرور
جو کلیسا آئین تو یہان نہین کرتی ہین

شرم کی آڑ ہی خوبی منہ نہین دکھلاتی ہین
ظلم در پردہ بت پردہ نشین کرتی ہین

بوسہ لب تو دلی خال کا بھی بوسہ دو
منہ کو سب کہا کی مٹھائی تمکین کرتی ہین

کوئی جانان نہین مرگ چرا تین مجھ سے
لوگ کیون مجھکو یہان دفن نہین کرتی ہین

جوش وحشت نے بنایا ہین مجھ بید یک
شام کرتے ہین کہین صبح کہین کرتی ہین

لن ترانی کی ہے بڑی یہ صدا آئی کہیے
منہ دکھانا تو کجا بات نہین کرتی ہین

نطق کی سادگی اوس شوخ کی پہکاری ہی
وہ جو دم دیتا ہے اوسکا یہ یقین کرتی ہین

دست سرما تم زدہ ہین جین جبین ہین
بزم غم واندوہ کی ہم صدر نشین ہین

کچھ ہوش ہین ہم محفل خوبان نہین ہین
بیٹھے ہین پریستان مین یا اور کہین ہین

مغرور رہین کہتے ہین جو زانیکو گرہ مین
غنچے چمن دہر کے سب چین بجبین ہین

اور ترک تری تیغ جفا سی نہ بجین گے
سجے ہوئی بیٹھے ہین خسی ورمہین ہین

عشاق کی فریاد و فغان آت کو سنکر
جھنجھلا کی وہ کہتی ہین یہ بھی نہین ہین

عشاق کو تم دفن کرو کان نمک مین
تا جائین یہ سب کشتہ حسرت بنمک مین

تب جیلی ہین جب کھیل گئی جان پر اپنی
کیا تھوڑی جفا ہین بت بے مہر کی کہیئے

یہ جوہر نایاب تم مین نہ عدو مین
پیلا جسے کہتے ہین وفا کادہ ہمین ہین

مہتر ہے جنازہ جو اوسی پردہ شب مین
ہم کشتہ شرم صنم پردہ نشین ہین

ہمسے ہی عبث چرخ ستمگر کو عداوت
ہم تو صفت نقش قدم خاک نشین ہین

سنتے ہین جہان آپ کے جلوونکی جو افغان
موجود ہنگی کی طرح ہم بھی ہین ہین

۱۰۷

آتی ہین تصور مین وہ گہ بیٹھے ہین جا بجے
پھرتی ہین مری آنکھون مین کیا پردہ نشین ہین
دونون ہین برابر کے مزیدار ہین دونون
لب جنسی کہ شیرین ہین تل اوتھی نمکین ہین

ہر بحر پر ای نطق مرا حکم ہے جاری
غزلون کی زمین مرے سب زیر نگین ہین

جلال عشق سکھاتا ہے بتونکا ناز نہین
جو بی نیاز نہین وہ بھی نیاز نہین
ملین نہ آپ تو کیا غم مجھے بہت ہین حسین
فقط حضور کی خدمت مین کچھ نیاز نہین
فروغ بزم سخن مین ہوگا رون ہے
بہ رنگ شمع طبیعت اگر گداز نہین
رقیب کو بھی بھگتتی ہین میرا ہم رتبہ
حسین ہین وہ مگر حسن امتیاز نہین
بہ رنگ آئنہ کہتا ہون نیک بد نہ پر
مین صاف دل ہون طبیعت زمانہ ساز نہین
علو مین اوسکی جگانی مین کس طرح نکروں
کہ خواب بخت مرا اونکا خواب ناز نہین
کرینگی زلف کو پورا تبھی ہی وہ کمر کوتاہ
حرام زادیکی رسی یہان دراز نہین
نہ جائے نہ برای بخت تنگ سو رہنا
شب وصال تو اتنی بہت دراز نہین
مین ایک صور ہون نالونسی خوب سن کہی
نہ چھیڑی گا کبھی پھر کبھی کہ ساز نہین

مگس نہ اجو نکوای نطق یہ گوارا ہو
مری مذاق مین شیرین تو تشنہ آزار نہین

معتبر کب ہین حور کی باتین
واعظو مت یہ زور کی باتین
ڈر ہی اونکو نہ بدگمان کردین
اس دل ناصبور کی باتین
حسن پر تم خدا کو بھول گئے
ای تبو یہ غرور کی باتین
کھولی ہی شیخ نی دکان نیرنگ
وعظ کیسا ہین زور کی باتین

لن ترانی کی ہمکو تاب نہین — جانین موسی ہم طور کی باتین
گلفشان ہے جمین بن پھول نہین — کان کہکر حضور کی باتین
تذکرہ صلح غیر کا کیسا + — پھر نکالین فتور کی باتین

نطق اوس ماہرو کا کیا کہنا
نور کا مینہ ہے نور کے باتین

کچھ دورنگ التفات کے اب پائی جاتی ہین — آنی کی خواب راتونکو دکھلائی جاتی ہین
نامحرمی عکس سے شرمائی جاتی ہین — آئینے کو ہٹا دوہ گھبرائی جاتی ہین
آلودہ نجاست عصیان ہین پاک ہون — ہم اسلیے پسینے مین نہلائی جاتی ہین
گرمٹ گئی کی ماری شرم کی گو ہوگئی ہلال — لیکن وہ اب ہی ماہ کو چمکائی جاتی ہین
کیون مضطرب ہے دیکھکر شمس کہینچ لاتی ہے — امید راہ اٹھہرو ابھی آئی جاتی ہین
وہ بعد غسل چھوڑتے ہین منہ پر اپنی زلف — بال اونکی تاب حسن سے سکھلائے جاتی ہین
لیلی کی کسی لڑتی ہین مجنونکی نعش پر — دو ہڈیونکی واسطے بولائی جاتی ہین
مین ہون ازل سے جیب دریدہ رفو عبث — چاک قبای گل کہین سلوائی جاتی ہین
کیون دل لگایا ہی قتل لب پر اونکی ذات — یہ ہیوی وہ نہین ہین کہ جو کہائی جاتی ہین
حیرت سی جیشم و دل مین ہین آئینہ ندان — کہری یہ کس کے واسطے بچھوائی جاتی ہین
غیرونکو کس نیاز سے لیتے ہین بوسہ کو وہ — قتنے مری اوٹھا نیکو سٹھلائی جاتی ہین
وعدیسی اونکی آنیکے خوش ساوگی سی ہون — جھوٹھی جو میری سر کی قسم کہائی جاتی ہین
کل غیرونکے لیے تو نکالی گئی تھی ہم — آج اوردونکی لیے وہ نکلوائی جاتی ہین
یار دنسی ہم چراتی ہین نگہین جو دیکھکر — کہوئے ہوئی کہان کی کہان پائی جاتی ہین

پہلے کھڑی بھی ہونے پائی تھی تم کہ
اتنا تو اب ہوا ہے کہ شرما جاتی ہین

بس کہا چکی حضور ہوا سیر ہو چکے
چلیے کہ پھول شرم سی کملا جاتی ہین

اوس کلی کی گفتگو ابھی شاید سنی نہین
اپنی جو نغمہ سنج چمن گائی جاتے ہین

پریان بھی کھوئین اہدون نے اپنی ترسے
حوریں دہر رہی ہین تو کیا پائی جاتی ہین

کیا باسی ہار پائی ہوی نطق باغ باغ
پھولی نہین سماتی ہین اترائی جاتی ہین

یہ بھی تو کم نہین کہ ادہر دیکھتی تو ہین
غصے ہی سے سہی وہ مگر دیکھتے تو ہین

مجھکو ذرا گلاب منگا لینے دیجیے
جراٗت آپ زخم جگر دیکھتے تو ہین

کہتا ہون عقل سے نہین پہر تک وہ ہم سے
کہتا ہون اونکو روز ذرا دیکھتے تو ہین

حال آنکہ ہین وہ غیر کے آنے کے منتظر
در پر ہین کہ رہا ہون ادہر دیکھتے تو ہین

دلکو تری لگاوٹ ہی بالا لگ کیا خبر
لیکن کچھ التفات ادہر دیکھتے تو ہین

رہتی ہین وہ بھی پردہ شوخی مین بیقرار
کچھ اضطراب دل کا اثر دیکھتے تو ہین

آنکھین ہی قصہ رفتہ لڑائین گی دیکھنا
اب گاہ گاہ بہر کی نظر دیکھتے تو ہین

میری سی شکل ہو گئی ہی شکل اگر بری
آئینہ آپ دو دو پہر دیکھتے تو ہین

طالع جو ہین ساتھ تو ہیچے ہین اونکی بار سا
ہمسائے مین کرائے کا گھر دیکھتے تو ہین

پہلے سی کچھ زیادہ تغافل ہی یار کو
اے آہ مرحبا یہ اثر دیکھتے تو ہین

دیوانہ نطق ہے کہ نہین کیا خبر مگر
گلبونہ اور سکوت بہ ہنگام سر دیکھتے تو ہین

مطلب نارسا نما ہو مین
ہر کنائے سے آشنا ہون مین

لب جان بخش یار کہتا ہے
درد ہون درد کی دوا ہون مین

گل سی کس آن سی وہ کہتی ہین
تو تو لالہ ہی میرزا ہون مین

پس رہا ہون فلک کے گردش سے
سنگ یرین آسیا ہون مین

شہر آشوب میری وحشت ہی
گرد دشت عشم سرمہ سا ہون مین

نہ ہنود یکمکر تجھے انجان
آشنا ہو نمین آشنا ہون مین

میرا سودا سر شہان کوہے
سایۂ شہپر ہما ہون مین

کمر رہی ہین وہ مجھ سی عدہ وصل
دلمین کتنی ہین ٹالتا ہون مین

دیکھہ لو جان کا نکلنا ہے
اور ٹھہرو کہ ہو چکا ہون مین

تیری شہرت ہی میری سوائی
گو برا ہون مگر بھلا ہون مین

رشک سے ہو نمین نطق بزم آشوب
چشمک چشم آشنا ہون مین

جادو بہرا ہی سحر می نی چشم سیاہ مین
غمزے نی تیغ سونپی ہی ست نگاہ مین

عشق شبان نی آگی یہان بھی کیا ہلاک
کعبے مین آ چھپا تہا خدا کی پناہ مین

وہ بت گیا جو صومعہ تو تار سبحہ سان
گن گن کی سو سو دل لئی ہر ہر نگاہ مین

ہم سوختہ دلون کی جلانے سے فائدہ
مثل سپند ہونگے تمام ایک آہ مین

بدنام مین ہوا ہون تو رسوا ہوا ہی یار
وہ بھی شریک ہے مری حال تباہ مین

مین کر چکا ہون تمیت دل لو سر تم کہو
کتنے کا مال ہے یہ تمہاری نگاہ مین

زندان کو ای جنون لئی جاتی ہین کہو ہم
حیرت ہی بیکڑی جاتی ہی ہم کس گناہ مین

کیا ایسا سنگ دل نام ہی کیا ایسا یاس وضع
گہر مین بلا تی ہو نہ تو ملتے ہو راہ مین

اشعار کا صلہ تو ہا در کنار نطق
اب لوگ بخل کرنے لگے واہ واہ مین

غمگین وہ ہون آنکھون مین آنسو ہی بھرے ہین — ہر وقت لبون پر مری نالی ہی ہری ہین
بی بس وہ تصور مین جو ملتی تو مزہ تھا — ارمان ہی ارمان مری دل مین بھری ہین
کیون نگاہ و حسرت یاس و الم فریب ہوئے — برسون ہی کی کشت تمنا مین پڑے ہین
پر کھی ہوئی ہین داغ وفا خوب بہار سے — گو انکا جلین کم ہو مگر کھلے کھری ہین
کیا داغ دیدار ہوئی شادی دیدار — ایوای ہم اس وقت تو بیوقت مرے ہین
بوسہ جو مین لی لون تو وہ کیا میرے ننگ — رہ جائین گی یہ غصے ہی کہ کیا ری ہین
اہی مجھودی شوق اونہین یاد کرے کوئی — ہم اپنی ہی عالم مین عجب بی خبری ہین
نقاش ازل جو مٹی بس ہے تو ہی تیرے — تصویر مین اوس شوخ کی کیا رنگ بھری ہین
کیا کیا ہین جوانان حسین ناز و ادا مین — تیری سی حسن مین پریون کی پری ہین
مین انکی لپٹ جانی کو سمجھا ہون عبادت — اور اصل مین وہ دیکھکی کچھ خواہش ہی ہین
سیفی ہی اجاز مسیحا بھی یہی ہے — اوس لب سی اگر مردی جی زندگی ہی ہین

بیست لب شیرین کے ہین کیا موی خطای نطق
پر مور ے جھڑتے ہین شکر منہ مین بھرے ہین

سب بیک جلوہ جسے ہوش رہے ہین — ایسی ہی حسن کو ہم قہر خدا کہتے ہین
ستم و جور کو ہم ناز و ادا کہتے ہین — اپنی خوبی ہی برو کو بھی بھلا کہتی ہین
ہم سمجھتے ہین دل انداز و فن صحبت — آپ جن فتنو کو تمکین و حیا کہتے ہین
عیب کو اپنے ہنر جس سے ٹھہرا لے ہین — بیحجابی کو وہ مستی ادا کہتے ہین

اپنے نزدیک غاصبون کی مختاری ہی
اور محبوبی الفت کو وفا کہتے ہین

کچھ عداوت نہین مجھسے مگر اس محفل مین
اجی اتنے کو بھی لوگ برا کہتے ہین

اپنی ہر بات کے انداز مین اوہی شوخی
حوصلہ تنگ ہے بیجا ادا کہتے ہین

دل کے ہاتھ سے غمزہ ادا کا ہو کیا مداوا
ضعف مین ناتوانی کو شفا کہتے ہین

شب وصلت کی مکافات تامل ہوتی
ہجر کی رات کو ہم سخت برا کہتے ہین

بجا ہی ہے غمزہ کا سہی کہل جانا
غنچہ جیتا کہ ہے اور تیر خطا کہتے ہین

کان تک یار کی پہنچے یہ خدا کی قدرت
ناز سے آہ کو ہم زلف رسا کہتے ہین

لاگ سے ہی تو سہی ہنسی اوہین ہی یا گالی
چیڑی جانے کو بھی ہم اونکی ادا کہتے ہین

آبرو پانی ہے میرے بدولت اسکی
جو مجھی خوار سمجھتے ہین برا کہتے ہین

گالیان کھائی ہین جن لوگون سے اونکو
بید بن جھوٹھ موٹھ تو کو شعرا کہتے ہین

آنکھ لگتی نہین جنکی شب غم انکے لیے
خوار خوش ہی جسے سب لوگ فصاحت سے ہین

بیوفائی سے حسینون کی ہوا دل بیتاب
جان کہتی ہین جو لوگون انکو بجا کہتے ہین

بی جلیو دفن سے پہلے مرے دیکھو ارمان
دیکھ لو کیا تپ ہجر زما کہتے ہین

اونکی مشوقی کا ہون کشتہ کہ دیت خواہی
خون میرا ہی مگر رنگ حنا کہتے ہین

قطع رو ہین بس اب اپنی ہی لگا دکھڑا
مرثیہ کہتے ہین وہ شعر تو کیا کہتے ہین

تب وصل کا مزا ہے جو یہ رنگ سنگ ہو
معشوق شوخ و سنگ ہو عاشق درنگ ہو

یعنی وہ مست ناز و ادا ہو مست شوق
دونون کو اپنی اپنی طرح کی ترنگ ہو

بوسی بجای نقل ہون بی حرفہ ادھر ادھر
آپس مین دور جام مئی لالہ رنگ ہو

بیباکیان ادھر ہون اودھر حجابیان
شرمندہ جس سے شمع ہو پروانہ دنگ ہو

اگر مژہ مین دونون لپٹ جائین اکبار
اوسکو ہو ایک جوش اسی ایک دنگ ہو

جب بے تکلفی کی یہ نوبت پہنچ چکے
پھر کیا حصول کام ولی مین درنگ ہو

ای نطق اور ہو جو نہ ایسا تو صبح تک
وہ شرم سے خجل ہو ادا سے یہ تنگ ہو

ہوگئی صبح منگا تیغ تو سر کاٹنے کو
جاؤنگا دن غم فرقت کا کدھر کاٹنے کو

مول لی تیغ نہ عشاق کی سر کاٹنے کو
لیے ہے اونکے یہ شمشیر نظر کاٹنے کو

دیکھنا اسے کہ نظر سینے کو افگار کرے
بار کچھ ڈھب ہی ہے دشوار کہ سر کاٹنے کو

چشم بد دور جوانی مین عجب نکلا رنگ
جائی باغ کو ہر رنگ گل تر کاٹنے کو

جوش وحشت مین جو صحرا کو وطن آیا
دور سے دیکھ کے دوڑا مجھے گھر کاٹنے کو

مے گنتی کو شب ہجر مین تاری نکلے
مشعلہ یا تہ لگا تا بہ سحر کاٹنے کو

بولنے کو جو وہ شب وصل ہون تو موجود
ہو چھری گردن مژگان سحر کاٹنے کو

وای تقدیر کہ آئی تھی گلی مین اوسکے
دو گھڑی چین سے ہم خستہ جگر کاٹنے کو

کیا بری آنکھ تھی دربان ادھر گھورتا ہے
سگ لدار جیٹھا ہی اودھر کاٹنے کو

ہون کما نہیں خلقت کا سبب کہتا نطق
مجھکو بھیجا ہی یہان عمر بسر کاٹنے کو

معشوق کے تپاک سے عاشق ہلاک ہو
گرمی کرے جو شمع تو پروانہ خاک ہو

قصہ تمام عمر کا دم بھر مین پاک ہو
تیغ نگاہ پھیر دو عاشق ہلاک ہو

سر ہے وبال دوش مرا قتل کیا گناہ
تلوار لا بھی دے اگر تجھکو باک ہو

انیدا اگر مین پڑی ہوئی تا حشر چین سے
مستو نکالو ہیر بعد فنا زیر تا ک ہو

اوس شعلہ خو کی کسکو بھلا تاب التفات
گرم اس قدر رنگہ ہے کہ بس جلکی خاک ہو

کیا طاقت ستم کہ نہین ہے دماغ ناز
کون ایسی ناز نین ہے اندیشہ ناک ہو

بولے رولا کے تجھکو رولاتا ہون اس لیے
دھو دھا کے تا نگاہ تری خوب پاک ہو

اولی لشق دل دنیا مین نفیس شہر ہی
کم شہر سے نہ بادلی کے کی دناک ہو

آپ بیساختہ ہنستے ہین بگڑ کر گیسو
تا نہ مشاطہ کی ملوائی ہین اکثر گیسو

گٹ گئے کوتہی بخت سے بڑھ کر گیسو
دور شن بار کمر کو ہوئے دوبھر گیسو

ہین بلا تو نہین رکھتے عمل اپنے روکا
اور ہین سانپ تو رکھتے نہین منتر گیسو

کھل گیا کیلے ہی مواف کی شیرازہ ہما
نظر آنے لگے مجموعۂ ابتر گیسو

دوش نازک کو ہین کیون کہ یون ہی چومین
خال رخسار کا بن جائین نہ مسطر گیسو

شمع عارض سے اوٹھا تا ہم نہ جو دیوانہ
رہ گیا معجزۂ حسن سے منکر گیسو

رو نق اسلام ہی سقا و دولت ہو تم
ایک رخسار کی نسبت ہین ہین بہتر گیسو

بال بیکا نہ ہو شاہی کا جو اد کھے سو بار
تا نہ میرے ہون قلم آپکے جیسر گیسو

بال ساقی نہ بنا تھے دم بادہ کشی
کشتی ہی کے لیے ہوگئے لنگر گیسو

تیرے منہ لگ کے کیا خط سیہ نے اندھیر
تیرے سر چڑھ کے زمانے کی بگڑ گیسو

مال مارا ہی تو کیا سانپ بنے بیٹھے ہین
گنج عارض کی مرے تم نہین دم بھر گیسو

دلکی چوری کی عبث درد خیال تربت
نکلے بیٹھا ہے اوسی صورت اندر گیسو

دل نہ کیون شک سے ذرات پریشان رہے
گیرے رہتے ہین رخ پر کو اکثر گیسو

راہ چلتوں کو گلا گھونٹ کی حیران کیا
پہلوانیاں تمنے ہیں یا تیری تمنگر کیسو

رنگ و بوی چمن حسن تمہاری صدقے
رخ کا کیا رنگ ہے کیسے ہیں معطر کیسو

واہ کیا جوہری ہیں رخ ساقی کے گوہر
ہیں سیہ مست مئی حسن سے کالے دو کیسو

آڑ یہ شرم کو کیا کم ہے تکلف نکرو
ہیں بہت پردہ کو یہ ہوی منہ پر کیسو

چل بسا حسن مگر اہل محبت نہ ٹلے
اونگھے یا نوکو بھی ہیں وہی لنگر کیسو

سچ ہے ہر سر نہیں ساماں جنونی لائق
اور سر یہ سودا ہی نہیں ہر کیسو

صورت اہل عدن ہونگے فرشتے قیدی
اوڑھے پھینکیں گے کمند ہیں جو فراک کیسو

چاند کی ایسے ہی ہو دو چندان رونق
رخ کو سر یہ ٹھوڑی ہیں منور کیسو

خوف اہم کہانی ہیں بھیو سے مگر جان کے خال
سانپ ہے ڈر کی ہیں ہم لیک سمجھ کر کیسو

ہمدم او جہن یہ مری دلکو تو بیوجہ ہیں
آج بلجھائی ہیں لنگر مقرر کیسو

نطق مشاطگی طبع رسا کو دیکھو
شانہ نظم کی بلجھائی ہیں کنگر کیسو

کیا دم فکر دکھائی ترے کیسو نے تجھکو
کھل گئے جوہر آئینہ ز انو نے تجھکو

محقق ہو تو ہی ہو گی بچھو نے تجھکو
سانپ ہیں ہیں کی ڈرانی لگے گھونسو نے تجھکو

کم ہے جھنکار دہائی ہو تو نے تجھکو
ہوں نہ بجرم کر دہائیں ہے پہلو نے تجھکو

بیقراری کا اثر یہ ہو اس میں لایا
نکرہ ہی دلبر ہے تو اس نے تجھکو

ای تمکر تری آنکھوں نے دراہوں ایسا
کر چھپا دانتا آ ہرن نے تجھکو

بوی گل سے بھی زیادہ مرا نازک مزاج
ای صبا دیکھ عبث چھیڑ نی ہو تو نے تجھکو

بادشاہی گدائی در میخانہ کی
جام جم کر ہے برابر مرا جو تو نے تجھکو

رو دیا رانکو بے یار و م باد ہ ہشی
چند قطرے جو ہیں مے ہو گے آنسو نہیں تجھکو

کیا بلا تیرے غم ای اشک پری آئی ہے
ہے پریشانی دل حور کا گیسو نہیں تجھکو

ایسی دینے سی تو دیا ہی نہیں اسلام نے دل
کیا دیا ہی جو دیا ہے بت بد خو نہیں تجھکو

جان لی صبر کا خمیازہ بڑا ہوتا ہے
باز آ ظلم سے تھوڑا نہ سمجھ تو مجھکو

کیوں ہیں لیتا مجھے پہلے ہی جو ہوتی خیبر
پیٹے ہی کو لے گا سر و زانو نہ مجھکو

ای جنون جوشش وحشت ہی بھی کاہی
نہ بنا دے کہیں موج رم آہو مجھکو

ای فلک ہوتی کسی شب چمک اٹھنی کی امید
عوض اختر کے جو ملتا کوئی جگنو مجھکو

ہے تواضع مری خلقت میں ازل ای حنظل
قد خم گشتہ ملا صورت ابرو مجھکو

ای صدف تجھکو مبارک ہیں گہر تیرے
ہیں بہت حق کی دیں تھوڑی سی آنسو مجھکو

لی اڑی وحشت دل او رحمن میں جا کر
نکہت گل سے جو یاد آئی تری بو مجھکو

کیوں نہ ای ناطق کروں روز زمین دو عید ہیں
چاند عید ہیں کے ہیں یار کے ابرو مجھکو

چاہیئی آہ نکہ کو اب پھوٹ کر روئی مجھکو
ہمہ تن داغ گنا ہو نکا ہوں ہوئی مجھکو

مٹھڑی آہین نہ ہر کوئی نہ روئے مجھکو
آئینہ جاؤ لگا نہ مری میں بھگوئی مجھکو

میرے رونی سے ہی اوس پردہ نشین کو آہا
کہیں سایہ نہ اپنی نہ کمبخت ڈبوئے مجھکو

دم مرا تیری خموشی سے گھٹا جاتا ہے
نیسکے بولا نہ اگر جلد تو روئے مجھکو

چند اشکو نکے یہ ہستی کہ بہا دیں نا موس
آب اندک کا یہ طوفان کہ ڈبوئی مجھکو

خال رخسار بنایا ہی سیہ بختی نے
ہوں دانہ نہ کوئی کہائی نہ بوئی مجھکو

سر سے پا تک ہوں میں آلودہ عصیان یا رب
ابر رحمت کو اشارہ ہو کہ دھوئی مجھکو

کیون نہ رحم آئی محبت کا اثر جاہی کہان
آپ ہی قتل کری آپ ہی روئی مجھکو

آبرو حسن کی ہون عشق مجسم ہوئین
ہی متاع سب کوئی محبوب کہوی مجھکو

سیر مژگان یہی ہر لحظہ جگر کی ہی مراد
پھول ہو جاون وہ بالی ہین پرو نبھکو

سبزۂ باغ ہون خود ہوی مرے نشو و نما
نہین بوتا میرا آلو نہ بوئی مجھکو

پھول کی طرح ہنسی شکل چراغ تربت
مرہی جاون تو کوئی نطق نہ روئی مجھکو

دیکھو نزاکت صنم شوخ و شنگ کو
شیشے سن ہی لطیف بنایا ہے سنگ کو

رووں جو یاد کرکے بت شوخ و شنگ کو
آنسو سلام آنکھ کا پہنچائین گنگ کو

شاعر مثال جعد بت سبزہ رنگ کو
جمنا سے غوطہ مارکے لائے نہنگ کو

لونڈی بناؤ دختر رز شوخ و شنگ کو
رہنے دو اوسکو چلو تو جہاز فرنگ کو

پرواز رحواس کی کاٹی جو چرخ نے
وہ سب عطا کیے مری جہر یک رنگ کو

تجھسے کرین مقابلہ کیونکر بتان چین
اندھے نہین ہین دیکھتی ہین چشم تنگ کو

اے جذب دل خدا کی نزاکت کا عذر کیا
لاؤ اوسکو چلنے دی نکسی غنچہ تنگ کو

صد آفرین کہی تری چلکی کی زور پر
گویا کرے خدا جو زبان خدنگ کو

پردہ نہین شب کی صبح بھی ہی اسکی گھات مین
سنتا ہی کیا چراغ جلا کر تنیگ کو

ہمنے جو لی اثر کے نالے تو کیا ہوا
کہتے ہین لوگ یون ہی تو خالی تفنگ کو

نازک مزاجیونسے مری رہ گیا وہ بت
شیشے سے آج توڑ دیا میرنے سنگ کو

آئے وہ دن کہ تیغ کو گردن گلی لگای
چوسین دہان زخم زبان خدنگ کو

کیون گور پر کھڑا ہی عدو کوئی ہی
لگتا بت ہمارمی چھاتی ہی سنگ کو

ہولی بہر آئی ہائے رقیبوں پہ بیکر
وہ بت اوڑائیگا مرے چہرے پہ رنگ کو

جوش جنوں سے ہاتھ اوٹھایا ہے سر جیب
بس آج ہی سلام ہے اے موسم و رنگ کو

مضمون باندہ باندہ کے رکھے صبیح کے
ملک سخن مین لائی ہین اہل فرنگ کو

ہر بار کھول کھول کے منقار رہ گئے
بلبل اوڑا سکی نہ کبھی تیرے ڈھنگ کو

اوسکو سکوت ہوگا علم قتل نطق سے
خاموش شمع ہوگی جلاکر پتنگ کو

علم جو قتل کو ہے شیوہ ریا رکھی ہو
ہزار کی ہو نہ گنتی نہ دس ہزار کی ہو

چمن مین بحث ہو رنگ رخ نگار کی ہو
اوڑی یہ شرم ہے یہ رنگت ہوا بہار کی ہو

وہ مستیان نہین کہتی ہے کس شہلا
جو کچھ ادا ہو تو اوس مین خمار کی ہو

عجیب لطف ہے زیور سے قد نازک کا
نہ شاخ گل کوئی گلشن مین اس بہار کی ہو

صبا جو چھیڑ رہی ہے چمن مین سنبل کو
یہ ہم و رشک نہ ہو زلف یار کی ہو

نسیم سے ہی مگر دو داغ نازک یار
شمیم گل نہ کہین ہم اثر غبار کی ہو

کسی مین اپنی تباہی کا پھر سبب ٹھہراون
گلہ نہ سر اشکایت ہے روزگار کے ہو

مین تیری آنکھ کو طفلی ہی سے سمجھتا تھا
قریب ہے کہ یہ آشوب روزگار کی ہو

صفای عارض گل اوسکو آئینہ دکھلائے
صبا جو تا زہ اوس زلف مشکبار کی ہو

ہمارے ہاتھ سر اسر ہین یار گل خوردہ
ترے گلی مین جو ڈالین بہار ہار کی ہو

وہ اور مجھسے کرین وعدہ آہمین یہ ہے
کہ رات بھر اسی تکلیف انتظار کی ہو

تم اوس گلی مین نہ جیو اوسکو نطق یہ ہے
نگاہ یاس تمہری جسکی امیدوار کی ہو

پاس اپنے جو ہوت بھی شب غم آ کہڑی نہو
جو ہر کہا ہو جا ہمون میسر جہیڑے نہ ہو

دور اپنی تیرگی شب غم کبھی ہو
سو چاند سا تہ نکلین تو کچہ روشنی نہو

ٹہہری نہی جہیڑ جہاڑ کی کرلین گے بہاب
یہ ہی نصیب اپنی اونہین گد گدی ہو

کیا روی یار کہول کی دیکہون شب فضا
ڈورے کہین سحر تہ چار پہ جیسی نہ ہو

مجہ دل جلی کی خاک کو ہان ای صبا جہیڑ
چنگاری کوئی راکہ کے اندر دبی نہ ہو

اشکین خاک ہو مجہے تصویر یار سے
کاغذ کے چاند سے تو کبھی روشنی نہ ہو

کیا شرم کی اوس آنکہ مین ہین دل فریبیان
مجہکو ہی یہ گمان ہی ہونے نہ ہو

ای چشم تر نہ جا یگا رونی سی سوز دل
پانی سے یہ لگی کہین اپنی بجہے نہ ہو

منہ مانگی پائین سارے ادین تو بکوس
دو باتین مین جو عرض کرون ایک بھی نہو

ہم چل کہڑے ہوئے ملک الموتکی جو ساتہ
تہا یہ خیال اونہین کا کہین جی ہی نہ ہو

منظور دید مین ہمین شرکت کبھی نہین
ای شک تو ہم نہون یا آرسی نہ ہو

کون آئی گہر سے یا دعزیزان اگر آئی
غربت مین سایہ کون ہی جہ جبکسی نہو

گلچین تو پہول توڑ ذرا دیکہ بہال کر
بلبل شکستہ بال کہین دیکہتی نہو

آزردہ دل ہین دیکہیو وہین بیٹہے ہی ہم
کچہ اور دل لگی مین کہین دل لگی نہو

کرتی ہو نطق لوگونکی ہر شب حرام نید
فریاد کا تمہاری کوئی نالشی نہ ہو

دیکہتا ہون دلکی آینے مین اوس مثال کو
کعبہ دیکہی آسے اسکندر مری جمال کو

حسن ہو نڈہی خود فروشی کی ہی دلال کو
شرم کو یہ کدہ نہ دیکہی آئینہ مثال کو

میرے لہو سونکی طلب سے قصد یہ ہی اطفال کو
کاٹ ڈالا منشعب ہے باب استفعال کو

یار آتا ہے خدا جانے شب غم کٹ جاوے — روح جاتی ہی ہے کسکے استقبال کو
آستان یار پر ہونا صبا بھی نصیب — خاک دیتا ہے شرف بخشی سر اقبال کو
تو کرے ہی چیز کو بھی پیر ای لقطہ نواز — کر دیا زینت دہ روئے حسینان جمال کو
ہوئی بندی کی طرح دام تنگی ہر قید — دیکھتی چلتے اگر کار اپنے چال کو
ای قناعت تو ہی بتا اوسکی کیا حسن سلوک — دیکی راضی کر دیا بس ایک ذرا خال کو
صاف رخ مین آئینے کا منظر آنے لگا — آئنہ حسن صفا نے کر دیا ہی گال کو
شوق طولی کا ہی جنکو عشق خط سبز ہے — اور عاشق لعل لب کے پالتے ہین لال کو
وصف گیسو مین ہمارا ذہن ہے وقت سپید — وقت فکرت کہنچتے ہین بال کی کھال کو
کیا اشارہ میری نسبت غیر نے مسے کیا — کیون دبائی آنکہ کیا سوجھی ہی اسن دوجال کو

۱۲۱

دو قدم تکلیف کی مکو اجازت دی جو ناز
دیکہہ آؤ جا کی اپنی نطق خستہ حال کو

سر ہے سودا ے یار کرنیکو — دل ہی جو ہے پیار کرنے کو
غیر ہین سیر ہین وار کرنے کو — آپ ہین مار مار کرنے کو
اس طرح کا حسین جیسے تم — کسکو ملتا ہے پیار کرنیکو
وصل کی شب ہے لیلتہ القدر — دن پڑا ہے شمار کرنے کو
سونے دے ایدل آگ لگ جاوی — رات بہر بار بار کرنے کو
لی چلی مکو دل کی بیتابی — کوئی جانان مین خوار کرنیکو
بد بلا ہی شب سیاہ فراق — عاقل آئی حصار کرنے کو
جلد جانے سے اور کیا مطلب — آئی تھی بیقرار کرنے کو

وہ بنے بہر وعدہ ہای خلاف
ہم ہوئے انتظار کرنے کو

رو برو اوسکے رکھدیا کسنے
شمع کو شرمسار کرنے کو

دن ہی گننے کو ہجر مین گیڈمان
رات تارے شمار کرنے کو

ہم نہین کچھ بھی پیر بے کیا ہین
عاشقو نمین شمار کرنے کو

لفظ یار و نکی تم سنو جو سلوک
پھر نہ جی چاہے پار کرنے کو

ناصحو اس عقل و دانائے کے ساتھ
بک رہے ہو مجھ سے سودائی کی سات

رخصت ای ناموس ای ننگ الوداع
عشق کا ہی لطف رسوائی کے ساتھ

مٹ گئے بس دیکھکر تیرا بنا و
بگڑی ہم تیری خود آرائی کے ساتھ

ہے مصیبت ہر گڑی کا اضطراب
دل خدا دی تو شکیبائی کے ساتھ

کیون حریف یاوہ گو کے مُنہ لگون
بحث کیا بلبل کو غوغائی کے ساتھ

لاگ ہے تیری یہ ای دل کی لگاؤ
ہون جو اوس شوخ ہرجائی کے ساتھ

عشق مین لائین یہی مجھپر بلا
فتنہ ہین آنکھین یہی بینائی کے ساتھ

ایک لشکر ہے ہجوم یاس سے
ای صنم تیرے غنائی کے ساتھ

ہے بلای جان عالم ہر ادا
دم غمل جانی ہین انگڑائی کے ساتھ

کیون ہی خوبی نہین اوس بت مین نظق
خوش ادائی ہی ہے رعنائی کے ساتھ

مست ہوی بیخود سرور کے ساتھ
ہم بھی لوٹین گی حضور کے ساتھ

ساغر چشم چھلکے پڑتے ہین
مئی جلوہ ہے کس و فور کے ساتھ

دہیان مین تیرے اپنی زعم مین ہم — رات سوئے نہین ایک حور کے ساتہ
کج ادای ہر اک ادا مین ہے — ناز بہی مین تو کس غرور کے ساتہ
شب غم مین کہین جو مر جاتا — تو لگا مارتی وہ حور کے ساتہ
غیر مانع ہے ہمرہی سے مجہے — سگ دیوانہ ہے حضور کے ساتہ
ای ستم پیشہ اے تغافل کیش — دیکہہ ادہر کو ذرا غرور کے ساتہ
رخ پر آتی ہے زلف بل بل کر — ابر لڑتا ہے برق طور کے ساتہ

عاشقانہ ہے میری طرز فغان
لپٹی بچھو نہین ہے خاک حمور کے ساتہ

تہین سو بلا مین جان کو لمبوس تنگ کے ساتہ — جہگڑے قضا نے قطع کیے سب کفن کے ساتہ
ای نطق باغ آی ہوا وس گلبدن کے ساتہ — چلتے چلو نہ چوٹ بہار چمن کے ساتہ
بعد فنا کسی سے تعلق نہین مجہے — سارا تہا ربط رابطہ جان و تن کے ساتہ
لڑنا جہگڑنا اونسے یہ اپنا شب وصال — دولہا کی جیسے ہیر ہوا ہے گو یا دلہن کے ساتہ
دشت جنون کو جاتی ہین ای غیش انواع — حضرت بہی کرتے ہین اہل وطن کے ساتہ
مجنون پڑین جو پیچ محبت مین ہے بجا — دلبستگی ہے زلف شکن در شکن کے ساتہ
وہ نہیل نہال حسن کا یہ نخل باغ کا — کیا سیب کو مناسبت اوسکے ذقن کے ساتہ
چل او قضا کسی یہ بکہیڑے بلند مین — مرتا نہین مین قید مزار و کفن کے ساتہ
کیونکر گلے لگاون نہ وہ لاسکین کے تاب — جلتا ہی میرا سینہ بہی ل کی جلن کے ساتہ
پروین کو بہی عشق چکہائے ذرا مزہ — بہیجے بہاڑ کاٹنے کو کوہکن کے ساتہ
اب وہ پری بنے ہوئی جاتی ہین سیر کو — ای دل تو چوک تو بہی ہو دیوانہ بن کے ساتہ

آئی بہار وحشت دل ہمکو لے اوڑی
ہم بھی ہوا پر آگئے بوئے چمن کے ساتھ

اللہ رے ضعف اب ہماری ہوئی ہے شکل
گویا کنہی جان کو تمہارے بدن کے ساتھ

کہتے ہین وہ جو دوڑ کے لپٹو نہین راہ مین
عیاریونکی باتین ہین دیوانہ پن کے ساتھ

گل کو بھی تیرے ساتھ ہزاروں سنگ و ننگا
بلبل نہ بحث مجھسے دریدہ دہن کے ساتھ

رشک رقیب ہو تو سر شام جل بجھے
دم بھر کٹی نہ شمع کی دلکی جلن کے ساتھ

آتا ہی نطق یاد خدا مغفرت کرے
صدقہ ہے اوسکی باتین وہ دیوانہ پنکے ساتھ

بی تکلف سیر کو نکلے وہ اس جل تل کے ساتھ
لوٹتی تھی سیکڑون بازارین اچل کے ساتھ

میکدی پر مین جو پہنچا جھومتا بادل کے ساتھ
موج می اوٹھی مرے تعظیم کو بوتل کے ساتھ

اوس حسین پر یون سکن ہی فرشتہ صندل کے ساتھ
نطق باریکا ہو جیسے لوح پر چندول کے ساتھ

بازو وہ پر بار آتی ہے لہرا کر وہ لف
کیا تماشا ہے کہ لڑتا ہی دھوان مشعل کے ساتھ

دونون ابرو مین تمہاری ہین شاری ایک سے
مصرعۂ ثانی کو کتابت بطہی اول کے ساتھ

رند مشرب جو ہین نمین ہی تو اصبح بشیر
سر جھکاتا ہی جھکانی والا ہی تل کے ساتھ

لطف وہ بی قید پہنے کا کہان اے عندلیب
ای جنون مشکل ہمارا چل سبا جنگل کے ساتھ

آب اگر رخ کی اولٹ دین سیر گلشن مین شباب
بلبلین ہو جائین پھولونکو ہی بل دل کے ساتھ

کل ہی ہمراہ ہوئے خوکڑی کیا کیا غزال
دشت مین رہ رہ گئی دو دو قدم چل چل کے ساتھ

جسپہا رآتی ہی پیدا ہو تی ہین داغ خجلت
پیستا چلتا ہے ظالم نے نکالی ہے وہ چال

پھوٹتا ہی چشم نابینا پیر ونکی کو یل کے ساتھ
سرو قد عاشق کی تب ہی ہوا ہین سیدھی گردنین

دل مین لاکھ ارمان پر یار پر قدم چھا گل کے ساتھ
کمر سی جھک ہی گئی تو مثل گیسوئے کاکل کے ساتھ

قیس سے ناحق ہے تمکو بحث فن عشق میں
نطق تم بھی گفتگو کرتے ہو کس کس گل کے ساتھ

ہی چمن میں فکر کو عرش بریں کے ساتھ
اب یہی بات چیت ہی روح الامین کے ساتھ

دیدار وقت نزع وہ اکر دکھا گئے
حسرت نکل گئی نفس واپسین کے ساتھ

تکلیف درد دل کو ندینی تھی ضعف میں
لو جان ہی نکل گئی آہ حزین کے ساتھ

دوگی سوال وصل کا کیا ورا گر جواب
یہ جان لو کہ ہم ہی نہیں ہیں نہیں کے ساتھ

کیا تیغ اوٹھہ سکی گی مری قتل پر تمھیں
چٹہنی لگا ابھی ہے جو دم واپسین کے ساتھ

بجلی سی گر پڑی مری کشت امید پر
ای برق وش تری نگہ خشمگین کے ساتھ

کچھ مجھ گناہ گار کو دوزخ بری نہیں
جلنا جو ای خدا ہو بتان نہیں کے ساتھ

ایدل فریب مکر دغا جھوٹھہ جاننا
وعدہ تو ہو نکا مان نہ لینا یقین کے ساتھ

تیر کرشمہ گوشہ ابرو سے چھوڑ کر
آہوی دل کو مار کمان کمین کے ساتھ

آنکھوں میں دم ابھی ہی ذرا دیر بیٹھہ جا
ای جان جائیو نگہ واپسین کے ساتھ

کیا کیا کیا ہی رخ اونہیں مہ شب وصال
لی لی لیے ہیں بوسی برابر نہیں کے ساتھ

جیسے لپٹ کی تکنے سے رو دہیں کاش یوں
سوتی لپٹ لپٹ کی کسی نازنین کی ساتھ

موج نسیم مشک مری بیزیان نہو
دلبستگی ہے سلسلہ عنبرین کے ساتھ

صحبت برار خبہ کی کب پار سا سے ہو
دنیا نہو گی جمع کسی طرح دین کے ساتھ

تمکین سکیہ بیہدہ گردی سے فائدہ
ای چرخ بیٹھہ رہ کہیں جا زمین کے ساتھ

یار و نسی کیا چھپائی ہوای نطق کہل گیا
چوری چھپی کا ربط وہ پردہ نشین کے ساتھ

پہرون نہ سمانہ یہ کیا میری اختیار مین ہے
نہ اس سے پہلے حسین ایسے بے مروت تھے
نہ یہ نیت آجکل کچھ زور دلکو بہائی ہے
رقیب کو وہ لیئے اپنے گھر مین بٹھاتے ہین
عبث نہین ہے نصیحت انہین ہی کہ ناصح
جواب چاک گریبان ہو دامن گل کا
وہ تاک جہانک کی عادت گئی نہ بھیا
چمن مین اور بس رخ رنگین کو چھوڑ کر غنچون
نہ زینہار یکہ رین سے وہ بولے گا
جو کوی یار سے روٹھا پڑا مزار مین ہے

عنان دل تو کف طفل نے سوار مین ہے
وفا کا محط فقط میرے روزگار مین ہے
ہماری جان تمہاری گلی کے نار مین ہے
حرام نیند یہان خسکے انتظار مین ہے
دل اپنے بس مین نہین اونکی اختیار مین ہے
بہار جامہ دری کی جنون بہار مین ہے
طرف بہشت کی کہڑکی مری مزار مین ہے
وہ کونسی ہے نے شاخ جو بہار مین ہے

یہ لخت دل نہین ای نطق اپنی پلکو پر
نیا طلسم ہے یعنے شکوفہ خار مین ہے

دہن سخن سے پڑا چپا ہے گفتگو کیا ہے
جو منہ چڑاتی گا حور و نگار نقش قدم
نہین جو آئنہ گل کو برای خود بینے
اگرچہ موت زمانی مین ہے بہت بدنام
طلسم ہین یہ فضای عجیب تماشا ہے
وہ ایک نقش بسان ہی سو بھی آزاد
حضور ہی کی اشارے سے چہرہ تاہی مین
نگل گئے غم و غصہ کہا گئے حسرت

پرای کمر تو بتا تجھہ مین کیا ہی تو کیا ہے
تو کیون پری ہی سایہ کہی گا تو کیا ہے
تو پہر ہمین مین صبا وجہ آبجو کیا ہے
پر اوس حسین کی عمرے کے روبرو کیا ہے
کسی خبر ہے تماشا یہ روبرو کیا ہے
ہمارے سامنے مجنون کی آبرو کیا ہے
حضور ہی کی کرشمے ہین یہ عدو کیا ہے
بجہ اور ذکر کرو دلکی گفتگو کیا ہے

لڑے جو غیر سے بیوجہ آپ خوب کیا
پر اسکا تذکرہ بندی کی روبرو کیا ہی

مثال صبح ہمیشہ سے ہون گریبان چاک
مین جانتا نہین بخیہ ہے کیا رفو کیا ہے

بہی کو زرد کیا آہ مین لگا کا داغ
تمہارے سیب زنخدان مین رنگ و بو کیا ہے

شہید وہ ہے جو مر کر دکھاے رنگ فا
جو جھوٹ جای چھوانی سو لہو کیا ہی

تجھے بہی رحم نہین ہے مجھے جو صبر نہین
کہے گا کیا مری عادت کو تیری خو کیا ہی

وہی کہو جو رقیبون سے کل کہا تہا مجھے
خلاف واقعہ تقریر دوبدو کیا ہے

چراغ خانۂ دل نور دیدۂ عاشق
کہو نہین سکے سوا کیا وہ شمع رو کیا ہے

صبا نکالنے اکت نہ جبکہ دمنے دے
تو نطق شکوۂ عیش ہی ترا لہو کیا ہے

یہی صفا ہے جو رخسار مہ لقا کے لیئے
حلب کو آئینے بہر جا ہین کی جلا کے لیئے

حضور نے دل عالم سہنو ہین کہا کے لیئے
بزور تیغ لیئے ملک سب دبا کے لیئے

گناہ بی گنہی ہے مری سزا کے لیئے
کرو شہید شہیدان کربلا کے لیئے

حرم کو کب ہین چلا تہا تو دعا کے لیئے
جو ریسان ہو نہین موجود دست دعا کے لیئے

شب وصال کا گریہ تہا بہر روز فراق
ہم ابتدا ہی ہین قی تہی نشانی کے لیئے

وہ آب ہین ہون کہ رنگ گوہر ہی ہین کل ہون
وفا ہے میرے لیئے ہین بنا وفا کے لیئے

مودب ایسے تہی صحرای نجد کے کانٹے
قدم ہر ایک نے قیس برہنہ پا کے لیئے

مری نجات کی باعث ہوئے ظلم ہوتے
بہانہ چاہیئے کچہ رحمت خدا کے لیئے

بلای او نہین ہی تا وہ بے تکلف ہون
حریف نشے کو ٹہہرائی حیا کے لیئے

نہ ہے تپ کہین گرمی آتش گل سے
چمن مین آپ جایا کرین خدا کے لیئے

تو شاہ حسن ہے گہر گہر نہ پھر برائے خدا
یہ کوچہ گردیان مخصوص ہین گدا کے لیے

لطیف طبع کو ہر انجمن مین بار ملے
کہ روک ٹوک نہین ہی کہین ہوا کے لیے

دہان زخم نہی ہی یہ رعب قاتل ہے
زبان منہ مین نہین عرض مدعا کے لیے

یہ خون دل لگی جو قطری جمی ہین مژگان پر
بنے بنائے ہین نکمے تری قبا کے لیے

ستم کا قصد جو ہو رخ کا بوسہ لینے دو
کہ وجہ خاص کوئی چاہیے سزا کے لیے

ہمیشہ نکہت گل قفس مین لاتی تھی
یہ بستنی نہین بندش ہوئی صبا کے لیے

لبان بتون ہی کی مجکو تو آب حیوان ہین
جناب خضر مرین چشمہ بقا کے لیے

وہ بند بگا ہونسے ہر دم لڑائین وہ آنکھین
جنہین خدا نی مسیحا یا فقط دنیا کے لیے

ادا و ناز تو پہلی ہی لے چکے دل و جان
دوہرا ہے کیا مری پاس اب ہی حیا کے لیے

کدہر سے تیر مین آنکی بوی گیسو نے یار
ہون ایسے گھر مین کہ روزن نہین ہوا کے لیے

ملائکہ کرین وہ زیارتین کہ جسم اپنا
بنا ہے موی مژہ چشم نقش پا کے لیے

برای یار لکھون نقش جب پیالہ بعد
کرین نہین پہلے عمل اوسکے اتقبا کے لیے

پڑی ہی بلبل نے زمین گل جو گلشن مین
تو لب کیلے وہین بنجونکے مرحبا کے لیے

تری تتم مین کچھ ایسی ادا نکلتی ہے
کہ جو دبجو دمری دل سے دعا نکلتی ہے

تری گلی مین ہی یہ از دہام لالہ رخان
ہزار شمع سے نسے صبا نکلتے ہے

بہار کیا ہے ئی سیر کیا ہے گلشن مین
پہٹی پرانی گلون کی قبا نکلتی ہے

ملال لف مین جانا بان کی جان جاتی ہے
خدا کا شکر ہے گھر سے بلا نکلتے ہے

جو وقت معرکہ مردانگی سو کیت رہے
اونہین کی خاک سے مردم گیا نکلتے ہی

تو اپنے گھر سے پئے قتل عام جاتا ہے
کہ تیرے بھیس مین قاتل قضا نکلی ہے

تری گلی مین گئی خانماں بدوش ہون دفعہ
اسی سی خاک اڑانی صبا نکلتی ہے

وہ ہی فضا کی جگہ مجھ فقیر کا تکیہ
پری کوئی نہ کوئی شبکو آنکلتی ہے

نگاہ دوست کے دلمین جگہ مین پیرتی ہی
کہان سے ہای کہان دم مین جا نکلتے ہے

شرار سان ہین نمین ہنگامہ گرم ساز وجود
مری بقا مین فنا کی ادا نکلتے ہے

یہ خم دل ہی نکلنے کی راہ نکلے ہے
یہ آرزو ہے جو بنکر ہوا نکلتے ہے

وہ اور لوگ ہین ای لطف بد دعا والے
ہماری مُنہ سے تو سبکو دعا نکلتے ہے

نکالین تب ہی نہ اُف منہ سے بہر بان اونکی
ستم شریک جو ہون ہفت آسمان اونکے

ادنہون نے جور کے عادت ہی جو ردی سو کیا
مزی جو لینی لگی غم کے ناتوان اونکے

عدو کی جور ہین تجھپر اونہین کے ایما سے
یہ سب کرشمے ہین ای جان ناتوان اونکے

عدو سے جان ہین وہ در پردہ ظلم کرتے ہین
مری ستانیکو ہوتی ہین امتحان اونکے

نگاہین ہوتی ہین عاشق کی دلسے کیسے پار
بلا کی توڑ کی ہین تیر بیکمان اونکے

نہ بھولیو غن و زاغ اوسکے گیسون کو
یہ میرا گوشت تمہارا ہی استخوان اونکے

ہوئی یہ شکل تری غم مین کہنگی والونکی
نہ وہم کو ہی تری جسم ناتوان اونکے

گیا مین شک کا مارا جدہر کو مر ہی گیا
نشان پا نظر آئی جہان جہان اونکے

در آئین خلکی گر گو بی مین تلخیان غم کے
مجال ہی کہ بہا کہائی استخوان اونکے

ابھی تو پہاند کی دیوار مین پہنچا ہون
نصیب جاگین جو سو جائین پاسبان سکے

کہانی اپنی ہی در پردہ ہم سنائین گے
کہین جو ہو گئی قسمت سے قصہ خوان اونکی

ہمسے پوچھئے کیا کیا وہ ہین رقیبونکے — جلیل اونکے تشفی اونکی مہربان اونکے
ہوا یقین نہ تھا پھول سی ششم — ہوئی جو گال غضب مین نشان اونکے
سگ صید کی دعوت کرینگے عاشق لوگ — بچینگے غم کے جو کھاوے سے استخوان اونکی
یہ ہفت چرخ بلا کیا ہین ای ستمگر خلق — تجھ تو مان گئے ہین فرشتے خان اونکے
نجال کیا ہی گلی مین پہنچ سکین عاشق — غضب کے باولی کتی ہین پاسبان اونکے

مسیح کا ہیکو جیگیر اون لبونکو کہو
ترپ تڑپکے مری نطق بیجان اونکے

مطلب کا سخن لب سے نکلنے نہین دیتے — وہ دیگنہ کو اوبلنے نہین دیتے
کرتے ہین اوسی بال کی تعلیم وفا کی — تعوتی کو بھی ہم آنکہ بدلنے نہین دیتے
ہم وصل کی شب جب بھی آجاتے ہین ضد پر — پہر اونکی نہین ایک بھی چلنے نہین دیتے
یہ شوق ہم آغوشی دلبر ہے شب وصل — کروٹ اوسے تا صبح بدلنی نہین دیتے
ہر وقت ہی دل مین تری صورت کا تصور — ہم آیلنے سے عکس نکلنے نہین دیتے
ہر حور پر آیندہ کو وعدہ ہی کرم کا — دم کھوتے ہین جان نکلنے نہین دیتے
شوخی سے نکل جاتی ہین غوش ہوا پر — ارمان مری ل کا نکلنے نہین دیتے
تاریک ہین دن رات اثر بخت سیہ سے — ہم رنگ زمانے کو بدلنے نہین دیتے
پہلو سے سرکنے نہین دیتے ہین عبث کو — پتھر مری چھاتی کا وہ ہلنے نہین دیتے
سنسن ل تو لیتے ہین جو نغمے مقرر — پر اپنی طبیعت کو پہسلنے نہین دیتے

شامت یہ نصیبون ہی کی ای نطق ہماری
بس ہجر کے دنکو بھی ٹہلنے نہین دیتے

درخت زرد سے آشنائی کھل گئے
شیخ جی کی یار سائی کھل گئے

سر سے لیکر تا بہ سینہ کھل گیا
دست قاتل کی صفائی کھل گئے

ہائے اس الفت نبی کی پردہ دری
ہمنے کتنی ہی چھپائی کھل گئی

دلکی چوری جسکا مشکل تھا سراغ
آنکھہ جلد سے سنے چورائی کھل گئی

کیا کدورت دلمین کہتی تھی ہم
ایک بدلی تھی کہ آئی کھل گئی

زلف تک اوس گل بن ہی وڑتی تھی من
آہ کی ایدل رسائی کھل گئی

تونے پایا ہے صنم یہ سینہ صاف
بات جو دلمین چھپائی کھل گئی

نطق سن لوگے جو وہ گلشن گیا
بلبلو کی خوش نوائی کھل گئے

پاس ناموس تھا جب ہوش بجا کہتی تھے
دل بیتاب کو ہا تھوسے دبا رکھتی تھے

دم رکا سا دگی حور جنان ہے اپنا
یاد وہ آئے جو انداز وادا رکھتی تھے

دل بیتاب کا ابتو نہین او تنا ہی خیال
اس سے پہلے وہ کبھی ہا تہ ذرا رکھتی تھے

اپنی بیمار سے پرہیز تھا اونکو ورنہ
خال لب مین اثر حب شفا رکھتے تھے

چاند گہنائی خط سبز سے گل ہین اب
جو کبھی ماہ دو ہفتہ کی صفا رکھتی تھے

چاند سا چہرہ حسینونکا تھا سادہ سادہ
کیا تکلف تھا نہ جب حال فا رکھتی تھے

بیکسی ہاتھ سے اپنی وہ بتون کی بس مین
تھی یہ حالت کہ کہی تو نہ خدا رکھتی تھے

تھا اونہین شوق خطا تو گہ وبیگہ کی طرح
نا توانی مین بھی ہم خون لگا رکھتی تھے

دل پر داغ بجای پر طاؤس ای نطق
یار کی زخمی شمشیر ادا رکھتے تھے

بہر حصول زر ہے تگ و دمیں کد مجھے
جادہ نہیں ہے ایک قدم کی ہی مد مجھے

قسمت ملی ہے کچھ گل داغ رسیدہ بد مجھے
جاتا ہوں جسکے پاس وہ کرتا ہی رد مجھے

روح القدس جو آکے کہے مستند مجھے
ای نطق تب ہی تین نہ اہل خرد مجھے

ایسا صفای دل نہ کیا بی حسد مجھے
کیسان ہی شکل آئینہ ہر نیک و بد مجھے

جز درس عشق اور نہ کوئی سبق لیا
ابجد پڑھا پڑھا کی تھکے اب جد مجھے

دارا کا تخت ہے مجھے یہ بوریای فقیر
تاج سکندری ہی کلاہ سمد مجھے

مین جانتا ہون عارض رنگین کو باغ جگ
نقش و نگار ہین یہ تری خال خد مجھے

دیوانہ نطق ہون نہ کفن پھاڑنی کو دو
سر پھوڑنے کو چاہیے خشت لحد مجھے

جوش شباب مین ہین پر یر و بھرے ہوئے
اوبھرے ہوئے ہین سینے اور بازو بھرے ہوئے

بادل اودے ہین ساقی دلجو بھرے ہوئے
لے چل خم شراب لب جو بھرے ہوئے

آئی بہار آپ کے دیوانگان چشم
ہین خشتو مین صورت آہو بھرے ہوئے

تعویذ اتنے باندھے ہین جب سے کہ آج کل
اونسے زیادہ ہین مرے بازو بھرے ہوئے

خالی ہو دل بلا سی مجھ کو سوس کاٹ لین
ناحق ہین جی ہی جی مین پر یر و بھرے ہوئے

رکھتا ہی عاشقونسے تو کیا دل مین کاوشین
کانٹے ہین تیرے پیٹ مین گلرو بھرے ہوئے

ڈرسے تمہارے رو نہین سکتی ہین بزم مین
بیٹھے ہین چپ ہم آنکھ مین آنسو بھرے ہوئے

اعجاز عیسوی لب معجز نما مین ہے
آنکھون مین کانوکی ہین جادو بھرے ہوئے

جانین ہم آپ ہمسے وفا کیجئے اگر
دفتر ہین یون تو قصے سے مہر و بھرے ہوئے

دو چار دل فگار ہین جو حلقہ دیکھئے
ہین آج کل حضور کے گیسو بھرے ہوئے

آہ شہر فشان کی ذرا سیر دیکھنا
وہ جانتی ہین گھر مین ہین جگنو بھرے ہوئے

غنچے کی بند رہنے سے کھلتا ہی بس نہی
اوس نو بہار ناز کی ہی بو بھرے ہوئے

محفل اوداس ہے جو نہ آیا وہ مست ناز
گویا ہین چشم جام مین آنسو بھرے ہوئے

کیا سانہ دی سکین گے مرے شہنشار کا
ای خلق ہین نسیم کے پابو بھرے ہوئے

آب خنجر جو پیا نید کی سستی آئی
سنہ کہلا زخم کا گویا کہ جمہائی آئی

بوی دلداری لائی ہی پیغام وصال
پھر صبا کیون تو یہان باد ہوائی آئی

بخت سی ایدست دعا باب اجابت نہ کہلا
نا تہ کب قفل در دیر کی کنجی آئے

آج اوس شوخ نے کیا بند قبا کھولے ہین
کیون تو ای باد صبا عطر مین ڈوبی آئی

آہ کی کس مین سکت سانس ہے جب سینے مین
حلق تک لا کہہ جگہ بیٹھی اوٹھتی آئے

دل تو سے نہ پھر گا کبھی جی رونکی طرف
شیخ جی یہ ہے طبیعت جد ہر آئی آئے

یاد آیا ترا چپ چپکے وہ آنا ایجان
غم کے ایام مین جب بات اندیشہ ہی آئے

جائی کس سے اوڑی رنگ اوڑی کسکا رنگ
دیکھی سو انگ وہ کیا لائین گے ہولی آئے

دہر دیا عشق کی بیگار مین قسمت نی اوسے
کوکہن چوٹ گیا خلق کی باری آئے

ہم اوٹکی پاس سے کج بجنیونسی لڑکی اوٹی
اوٹھی بگڑہ کے مگر ہای دل بگڑ کے اوٹھے

مین زندگیا ہون اگر لکھیتی یہی آئے بیٹے
تری دوکان سے پیمغان بگڑ کے اوٹھے

کیا وقعت ہے ہمین سیر گلفل ہے
بگاڑ دینگے ابھی سنہ جو ہم بگڑ کے اوٹھے

بن آئی گی جو کہین بن پڑی خم شاہد سے
پڑہین گے پھر تو سراوٹکی جو باون پہاڑ اوٹھے

بنا گئے ہمین کہلا کی زلف سودائی — اوٹھی جو پاس سے زنجیر مین جکڑ کر اوٹھے
چلے جب آپ سے وارفتہ آہ کے پیچھے — وہ ناتوان بہت تھی عصا پکڑ کے اوٹھے
عیان ہے جنبش سر سے کہ تم یہان آئے — مرے عدو جو مرے حق مین بس بگڑ کے اوٹھے
جب اوسنی چاہا بناؤن نشان تیر جفا — ہم آڑ اپنی فاکی وہین پکڑ کے اوٹھے
لے ہین مستونکو جی سنبھالنے والے — ارے ٹھے جو نشے مین دوش سہو پکڑ کے اوٹھی
تمہاری تیغ تغافل نے جنکو کشتہ کیا — پڑے رہے یوہین لاتے نہ اونکی مر کے اوٹھی

پس فنا بھی ای نطق مین فلک سے دبا
بگولے بن مین مری خاک سے اڑ کے اوٹھی

ربط آپسے بڑھا کے یہ بے آبرو ہوئے — پہلے تھے آپ آپ سے تم تم سے تو ہوئے
مینا گداز بادہ سر جوش عشق ہے — دیکھو گے تم رہے گا نہ دل بے لہو ہوئے
زخم جگر کو سوزن مژگانسی سی دیا — تار اوس نگاہ مہر کے تار رفو ہوئے
کیون جا کی پہرنہ آئی مرے پاس ہمنشین — میرا وہ ہوش بیگئے یا رنگ و بو ہوئے
مُنہ مجہ سی پہیرتا ہی قاتل کو شک نہو — ہنگام ذبح اس سے نہ ہم قبلہ رو ہوئے
گھر بار چہوڑ چہاڑ کے نکلے تلاش کو — خانہ خراب تیرے لیئے کو بکو ہوئے
اپنا سا لیکے مُنہ ترے حیران رہ گئے — آئینے مہر و ماہ کے جب روبرو ہوئے
تہا در سہر کبہی تو کبہی نیند کا خمار — کیا کیا شب وصال مین حیلہ جو ہوئے
وحشت بہار مین لیئے پہرتی ہی جا بجا — ہم آدمی نہ ٹھہرے کسی گل کی بو ہوئے
رہ نہ سکا اب بچوڑ ہے قصہ تمام ہے — ناصح کو مژدہ ہو جگر و دل لہو ہوئے
کیا کیا پڑے ہے ہوئی مری نشے اوتر گئے — جب رات اختلاط مین وہ تر شرو ہوئے

منہ دیکھو نطق کا وہ بھلا منہ دکھائینگے
جو شرم سے نہ آئینے کے روبرو ہوئے

ہان ای رقیب خیر منا اپنی جان کے ۔ تو بچ گیا ہے میرے بعد ترے امتحان کی
اپنوں کی طعن غیر وں کی چشمک ہر آن کے ۔ تیرے لیئے ہوئی ہے شمائل ملامت جہان کے
رفعت میں کیا بیان کروں اس مکان کی ۔ جو تا عرش کی ہے اور زمین آسمان کے
فریاد عندلیب مچلتی ہے باغ میں ۔ آواے صبا تو بھی ادھی گل کی کان کے
پست و بلند دہر سے ایسا ہوا ہے حواس ۔ یہ جو زمین کی ہے تو کہوں آسمان کے
شیشے سے بھی لطیف ہے اوس سرخ کا بدن ۔ سرخی کی گل سے پھوٹ نکلتے ہیں بان کے
آگے ہمارے آہ کے کیہ بھی نہیں ہے برق ۔ یعنی بلا مبالغہ بجلی ہے کان کے
مسجد کے شیخ جی کو مجھے سبکدے کے فکر ۔ منظور ہر کسی کو ہے رونق دکان کے
ای ترک دیکھ پاس سے خونسے بچا ۔ حالت ہے تیری تیغ میں سونی زبان کے
جسکو لبوں تلک فی کی حسرت ہی رہ گئے ۔ واحسرتا وہ آہ ہے مجھ ناتوان کے
پر صاعقہ کہاں جو گئی گرمی جہاں ۔ بجلی ہنسے گی آہ کی بجلی یہ کان کے
وصف جسم نازنین کی میں تعریف کیا کروں ۔ دل کی گدازی اور لطافت ہی جان کے
ایمن نہو ہزار رقیب خصم کرے عدو ۔ جبتک کہ اوسکی جان لچک ہے کمان کے
کب ہو سکے گا عہدہ برآ یہ نیاز مند ۔ جبتک نہ ہر گھڑی کے ادا ہی پر آن کے

ای نطق بن پڑے مژہ یار کے صفت
رکھے خدا نے نوک ہماری زبان کے

دل کو شب فراق میں جب بیکلی ہوئے ۔ تصویر یار سامنے آکر کھڑے ہوئے

ہے تیرگی سے یہ شب غم کے ڈوبے ہوئے
آتی ہے نیند وصل مین بھی چونکتے ہوئے

کس مزے سے لطف کے پردے مین جان لے
موج تبسم آپکی میٹھی چھرے ہوئے

جب تک مزا نہ تھا عشق مین ہر طرح مزہ رہتا
جو بات ہمنے چاہی بتون سے وہی ہوئے

پھر گالیان سناؤ کہ پھر بوسہ لے لیا
پھر وہی سزا کہ خطا پھر وہی ہوئے

نکلا جو خط دل اوس بے مہر خوبی سے پھر گیا
کشتی سنبھالی خضر نے کیا ڈوبتی ہوئے

ای شمع اس جلانی کی ہوا جرمین مرے دغ
پروانونکی بجھائی ہی کیسی لگی ہوئے

آگے تو ایک لطف تری تھی بلای دل
چوٹی بھی اب ہے جان کی پیچھے پڑی ہوئے

دیکھی جو شب شرارت بیجا تو میری طرح
محفل ہے اونکی شمع بھی اونھی جلے ہوئے

آواز دردناک تو بے دل لگی نہین
ہے عندلیب گل سے مقرر سنے ہوئے

ای ناطق جو حریف سخن ہو بچہاڑ دون
نعرون پر آج کل ہی طبیعت پڑی ہوئے

اونکو مانع ہین اونکی گھر والے
روکتی ہین مجھے ادھر والے

دوست میرے کہین جب اونکی سے
چاہیے ہون ادھر ادھر والے

مین ہون ناتان چور چور کرو
جاگ اوٹھین گے یہ فتنے گھر والے

اوڑ چلی وسن سی کے دیوانے
جوش وحشت سے ہوکے پر والے

اونکے دندان وہ ہین گہریہ ہین
آئین پر کہین نظر والے

کبھی غیرونکی ہو کبھی میرے
نہین کہتا کہ ہو کدھر والے

اونکا شکوہ کرون تو بگڑین آپ
حضرت دل ہے اودھر والے

بانی عشق حضرت دل ہین
خیر سے آپ ہی ہین سر والے

گل سنین کیا غریب بلبل کی
خسن والے ہین در زر والے

اوٹھے لحد سیر کو چلیے +
منتظر ہونگے رہگزر والے

ہین وہ بلبل ہزار سے بہتر +
وہ جو نالے جو سون اثر والے

بلہوس بہاگ جائین گے قاتل
جان دین گے ہمین جگر والے

لبسن ہی ہی علاج سر پھوڑین
نطق الفت کی دردسر والے

جلوۂ یار سے موت آئی دل افگارون کے
چاندنی مار گئی چاند سی رخسارون کے

خط بڑہانی سے بہارین گئین رخسارون کی
دب گئی گل ہوئی نشو و نما خارون کی

منہ جو دیکھین مری صیاد کا مرغان چمن
راہ نالی کو فراموش ہو منقارون کی

یہ تغرہ ہے حسینون سے جو پریان آئین
دیکھون نکل آئی نکلوا کر بھی مردارون کی

اپنی کوچی سی نہ کہدو انہین بدنام نہو
ای ستمگر یہ ادائین ہین وفاداروں کی

گھٹ کے مرجائین گے دو دن مین قفس مین صیاد
جب کہ خیر خیر یائین گی گلزارون کی

سیر گلشن کا تمہین ہو تو انہین بتیابی سے
رات بھر خیر منائی ہین گے دیوارون کی

چاندنی کو جو خوش آئی تری کوٹھی کی چھت
ایسی لٹکی کہ سفیدی ہوئی دیوارون کی

چین دیتے ہی سیکڑون عاشق کمین خق ہو گیئے
ابھی کھل جائیگی قلعی تری دیوارون کی

چار دن کی ہے تمہاری گل عارض کی بہار
رنگت اڑ جائیگی پھر پھول سے رخسارون کی

ہول محشر سے بڑی چھپ رہے ہین اہد مضطر
کٹ گئی شرم سے نشست آج سی منجیارون کی

لیجیے آج ترشوائی گئے بال و ہان
شیریان کٹ گئین لیلونکی گرفتارون کی

سیر بازار سے رنگت ہوئی اونکی تبدیل
نازکی سی نہین برداشت ہے نظارون کی

جاتا ہوں ہی

جاہی کیا مرغ نگہ پاس کہ پر جلتے ہیں
آتش رخ میں تری آنچ سے انگارونکی

اہی مسیحا ترے بیمار و نکی مٹی ہو خراب
تو تو کیا موت بھی پرسان نہیں بیمارونکی

بزدلی عیب کہ ہی رزق سے مشہور ہے
شیر کی گون نہیں ہے للکار نہیں یارونکی

اوس سمع کے میں جاکی قدم اپنی گڑ گئے
ہیبت سی نقش پا کی جہان پانو اوکھڑ گئے

قامت سے ہر کٹ کے شمشاد گڑ گئے
پھولونکی رخ کی سامنی چوری بگڑ گئے

وہ تیغ کھینچ کر جو پئے قتل اڑ گئے
چوری کئی اوتر گئے نقشے بگڑ گئے

ایکبی سی اون بھنوونمیں شماری کنارہ میں
دو مصرع ایک بیت کی آپس میں لڑ گئے

ای ضعف بس نہ زور دکھا چھوڑ دی ہمیں
کہتے ہیں تجھسے ہار گئے ہم بچھڑ گئے

دامان و جیب چڑھ گئی ہستی خجونکی جب
جتنے کئی تھی عقل نے بخیے اوڈھر گئے

اونکی ہنسی کے مزاوڑانے کی مشق میں
غنچونکی منہ بناتے بناتے بگڑ گئے

کچھ مال مہر حشر نہ ٹھہرے گا دیکھنا
سکے ہمارے داغ جنون کی جو پڑ گئے

بس بس اس اختلاط سی چڑھ ہی ہیں اب
جو کل دری سی بات میں مجھسے بگڑ گئے

رتبہ ہمارا گھٹ گیا کبر و غرور سے
خود چار شانہ چت گرے اتنے اکڑ گئے

سنوائی لف قید فا میں غضب ہوا
زنجیر میں وہ اور بھی مجھکو جکڑ گئے

کیسا ملاپ ات وہ لڑنے کو آئی تھے
ہیں ور خانہ جنگ کہ گھر چڑھ کے لڑ گئے

بولے وہ ناز کی ہی ضعیفونکو دیکھکر
پائی نگہ میں کانٹے کئے ایک گڑ گئے

باغ جہان میں نطق خموشی سے خیر ہے
غنچے جو کھل کہلا کے ہنسے منہ بگڑ گئے

فقط

سنتے ہے نعمت اپنی سر خوان کے واسطے
لو ہے کے ہین چنے لب و دندان کے واسطے

تعویذ نقش پائی صنم آگیا ہے ہاتھ
تسکین اضطراب دل و جان کے واسطے

غربت مین آگیا جو وطن سے کسی کا خط
مرہم ہا بنا وہ داغ عزیزان کے واسطے

اے روز حشر لے نہ درازی مین لبنیاق
ہین یہ تعلیمان شب ہجران کے واسطے

پیدا ہوا ہون آج مین پتھر کا آدمی
آیا حریف سختی دوران کے واسطے

کیا نسبت اوسکی ہاتھ سے نگین ہو تو ہو
نرمی ہے پنجہ مرجان کے واسطے

جی بھر کے خوب بخت کو سو لینے دیجیے
طول و رائگی شب ہجران کے واسطے

رفتار تیری باد بہاری ہے چمن
تو خود بہار گلشن امکان کے واسطے

کشتہ جو آرزو مین ہوئی ہین تعو داغ دل
لائی چراغ گنج شہیدان کے واسطے

محبت معلومنی مجھے علم مین نہین
ہے بحث ایک طفل دبستان کے واسطے

اہل عدم نہو چھیے آنے کا کچھ سبب
آیا سراغ عمر گریزان کے واسطے

داغ جنون نے پہیل کے ڈھانکا تمام جسم
تیار کی قبا تن عریان کے واسطے

اہل نظر بجھاتے ہین آنکھین نیاز سے
جاروب ہے یہ شعلہ در جانان کے واسطے

کاست تری نگلے سی اگر ہو تو کیون نہ ہو
نور قمر ہلال گریبان کے واسطے

آئینہ لیکے عارض رنگین کو دیکھیے
گہرائی نہ سیر گلستان کے واسطے

اگر جلا کہ ہجر مین مردہ سا ہون پڑا
ای جان جان بن تن بیجان کے واسطے

چین ابرو و پیراونکی کیون ہر گھڑی ہو طوق
بل ہین ضرور شاخ غزالان کے واسطے

کیا بی بقا ہین عیش جہان خراب کے
چلتے ہین اٹھ نیے دور مین ساغر حباب کے

اے یار تیرے عارض رنگین کے روبرو
کلے ڈہین باغبان نی نخنی گلاب کے

ہمچی پرست حالت غم مین ہی مست مین
بالفرض دل جلے تو نہ مری لین کباب کے

اہی ترک تیری لاکہون دل و جانسی مین غلام
کانو نہین ڈالے پہرتی ہین حلقی رکاب کے

بیداد کبر ناز تغافل خودی جفا
ہین خیر سے شریر مصاحب جناب کے

خال سیاہ صفحۂ رخسار پر نہین
نقطی کتاب حسن مین ہین انتخاب کے

کیا واعظونکی ناتہ سے ہے تلخ زندگی
رندونکو جیتے جی ہین فرشتے عذاب کے

پہونچا جو اوس مسیح کی لب تک تو اڑ گیا
جان آئی بال پر ہوئے مرغ کباب کے

رندونپر ایک جام مین اسرار کہل گئے
تم شیخ جی بنی رہو کیرے کتاب کے

درپیش ہے معاملہ قصاب و گاؤ کا
جانین ہین عاشقونکی حوالی عتاب کے

پیری مین دیون کونسی وقت نشاط کو
راتین تہی شباب کی ہین دن ہین شباب کے

معشوق سے وصال پہر اکثر نصیب تہا
ہم نامراد کیون ہوئے عاشق نہ ڈاہ کے

دریا وہ بحر حسن چلا ہی برای غسل
ہہوٹہین گے آج خوب ہہوٹے حباب کے

ای ناطق بیجاب وہ بت ہمسے کب ملا
پردہ اوٹہا تو پڑ گئے پردی حجاب کے

یہ تینگے وہی حیوان کے حیوان ہے
تیرے ہوتی ہوئی شمع کے قربان رہے

موسم گل مین جو دو چار گہڑی ہین گئے
ایکنون خانہ زندان تو نہ سمسان رہے

اور ہر بات مین ہشیار جوانی مین ہوئے
ایک دم مین ترے آجانیکو نادان رہے

بام پر ساوہ کی دم ایک گڑپ مین ہہوچا
ایکہون کہون کرتے ہی وہ دربان رہے

اپنی رو مین نہ رہی مجہکو غرا نونکی خبر
ایکنون تہکے خدا جانی کہان تان رہے

رات کتنی تھی کچھ پوچھہ کہ کتنی نکلے
بلکہ یہ پوچھہ کہ کتنی تری آمان ہے

ایک تارہی تو بلبل کا نکلوں نہ سینا
بے نیازی سے خدا جانے کدہر کان ہے

پہاڑی کہاتی ہی قبا پہاڑ تو ای دشمن
نہ تو دامن ہی ہے اب گریبان ہے

یاد ہی ہی وہ اگلی کج ادائی او نکے
ایک مدت وہ مجھے جان کی ایجان ہے

بی حجابی سر محفل نکرو سمع نمط
ہمسے بھی شعلہ مزاجو نکا ذرا ہیمان ہے

لے نکے خوف سے زلفو نکی نہ بوسہ رخ کا
حسن کے گنج کے دو سانپ نگہبان ہے

بوسہ و رخ کا تو دل ای بھی ہمسے لے لو
چاہتے ہین کسی وجہی کا نہ احسان ہے

عشق نے صاف کیا تاب و توان سبکو دل کو
بیچ ہی جس گہر مین ہوا سیب وہ ویران ہے

کیا جوانی فی بہار ہی تری تصویر مین تک
اسچ نقاش ازل دیکھی تو حیران ہے

رات جاگی ہو کہان کسکی جگاتی ہین نقیب
کیون یہ انگڑائیان ہین کسکی گہر ایجان ہے

اثر عشق بلا ہی کہ مری مرگ سے وہ
زلف سان چند دلونکو خود بہی پر نیشان ہے

دم مین وہ آگئی ہین رات ہی تنہائی ہے
نطق ہان لب نہ دل کا کوئی ارمان ہے

ہر بار او جھتی ہین مرے آہ رسا سے
ایسے وہ لڑاکا ہین کہ لڑتے ہین ہوا سے

ہین ایک ہی تہمہ پہیری کی سر کاٹ کے چلے
ہشیار رہین آپ زرا دزد حنا سے

شربت بہی پلائی وہ دم منع نہ آئی
پیاسی ہی گئی شربت دیدار کے پیاسی

سمجھین گے وہی لوگ ہی جو کچھ کہ حقیقت
بے پوچھے نہ کہئے یہ مرا اپنے قیاسی

سیری نہین ہوتی غم و دلدار سی مجکو
نیت نہین بہرتی ہے مزیدار غذا سے

کیا شان الہی ہی کہ بندے سے دبا ہے
وہ بت کہ جو ڈرتا ہے نہ تھا قہر خدا سے

پیاسے ہین مگر شربت دیدار کے پیاسے
بیدام کیا مجھکو مرے اپنے قضا سے
پر بیہزا اثر کو ہو دعا اور دوا سے
اگر وی ہون تو لین زہر کا کام آب بقا سے
غمزے سے اشارے سے کرشمے سے ادا سے

تم یار کی بو جذب محبت سے نہ کھینچو
کیون ناقہ لیلی ہو بہکنے سے ای نطق صبا سے

جب سن لیا نکلی گی سواری نہ ادہر سے
ہم مثل غبار اوسکے چلے راہ گزر سے
خمیازہ ہے پیدا دہن زخم جگر سے
رونق کی طرح جاؤگی جب تم مرے گھر سے
کچھ آئی ہین صبا جب کشش دلکی اثر سے
گو آئینہ دیکھی نہ تمہین اور نظر سے
آنسو کیطرح گر گئے عالم کی نظر سے
ہو رنگ کبھی دور نہ لوہی کی جگر سے
دل آنکھہ سے اور آنکھہ بگڑتی ہی نظر سے
مصحف یہ معما ہی ابھی زیر و زبر ہے
یون مجھکو جواب اوسنی دیا جنبش سر سے
آئینہ نہی سو بار نکالا گیا گھر سے
ٹھنڈک سی تو کچھ پڑ گئی کانور سے

اب نطق پر الیشوخ عنایت ہے منا سب
بیچارہ کہانتک تری دیدار کو ترسے

کوئی نہ چلی چال بت رشک قمر سے
اپنا وہ ہوا زور سے زار یسی نہ زر سے

کی دست درازی جو شب ہجر جنون نے
دامن کا ملا چاک گریبان سحر سے

پورے نہ دیئے دام غرض مند جو پایا
دل کی وہ خریدار ہوئے نیم نظر سے

ہمراہ کئی عاشق تازہ بھی ہین اونکے
سوغات وہ میرے لیئے لائی ہے سفر سے

گلشن مین کرو سرو سے قمری کو کشیدہ
بلبل کو جو تم چاہو لڑاؤ گل تر سے

دل سے بہ حسینان پریزاد کا غم جای
نکلے کہین آسیب الہی مرے گھر سے

آتی ہے جو یاد آب دم تیغ کے لذت
کیا رال ٹپکتی ہے لب خشک جگر سے

پچکے کے اگر بیچ مری ہاتھ نکو آتے
لپٹے ہوئی ہوتی کسی کافر کے کمر سے

قاتل کو ہرای نطق عبث خوف قیامت
فریاد نہ نکلی گے لب خشک جگر سے

ہوئین نالشین میری فریاد کی
بتون نے بہت داد بیداد کے

عبث در پر اوس بت کی فریاد کی
یہان کون سنتا ہے ناشاد کے

دیا ہے جو یارب بت سنگدل
تو چھاتی بھی دی مجکو فولاد کے

نہین ہوش مستو تمین ای شیخ جی
کرے کون تعبیر ارشاد کے

تب غم سے مین شمع سان جل بجا
نہ مہلت ملی آہ فریاد کے

سبھا لا شب ہجر مین صبر نے
کڑی وقت پر میری ای امداد کے

چھریرا بدن اوس سہی قد کا ہی
کوئی شاخ نازک سی نشاد کے

اوٹھا جاتا ہی

وہ غمزے کی لیتے ہین امدل سنبھل ۔۔۔ ہوئی ابتدا آج بیداد کے
کڑی چوٹ ظلم بتان کی سہی ۔۔۔ کہان ایسی چھاتی ہے فولاد کے
مین سہتا گیا بوجھ بڑھتا گیا ۔۔۔ کیا ناز بعداد اوسکے بیداد کے

جسے شعر کہنا نہ آتا ہو نطق
اوسکو تمنا ہوا دلاد کے

یہانتک سینہ کوبی کی کہ ٹوٹی تمانہ ماتم کے ۔۔۔ یہ مشق دل خراشی کی کہ ناخن گھس گئے غم کے
پڑی ہے مین چپ سن ای بت تم بھی ہین ٹوٹے ہوئے دل کے ۔۔۔ تری بھی وقت مین ماری ہے تیلا بنے غم کے
بلا ہی جان بت مرغولہ ہو کا ہو گیا سودا ۔۔۔ پڑی گردن پہ پھانسی بنکے حلقے زلف پرخم کے
بتا اوسکا نہ مصحف مین نشان اوسکا نہ مہر اوسمین ۔۔۔ دہان یار کے جویا ہین جویا اسم اعظم کے
مری آنسو ابھی پونچھ نہ پائین جو وہ جلوہ فرما ہو ۔۔۔ جہان خورشید چمکا فطرتی وڑ جاتی ہین شبنم کے
صبا سچ سچ بتا تجھکو قسم ہے اپنے پھولونکی ۔۔۔ یہ بلبل رات کو روئی ہے یا قطرے ہین شبنم کے
تری زلفونکا سودا ہے میرے سر ہمارا مقدر نے ۔۔۔ پڑی میرے گلے حلقے تری گیسوی پرخم کے
شب تاریک غم مین تاری دن ہونڈے ہی نہین ملتے ۔۔۔ قمر کا ہے یہ عالم جسطرح جگنو کوئی چمکے

جلایا ہی مجھی ای نطق ایسا شعلہ ویلون نے
مری نظر و نمین عکال نکی ہین نگاری جنمکے

قسمت نے کیا کام مرا اوسکے حوالے ۔۔۔ بس وعدہ فردا ہی مین تا حشر چکوٹالے
کیا روٹھکے اوس بت کی پشیمان ہوئے ہو ۔۔۔ جی مین یہی کہتے ہین وہ اب ہمکو منالی
وہ دم مین قیمونکی نہ آنا تھا نہ آئے ۔۔۔ ہان آپکو اب تک تو رہے خوب سنبھالی
جب شمع ہو گل پاس سبھی سکین تنیگے ۔۔۔ تا حسن جوانی ہین یہ سب جانے والی

ماجاتا ہی

آنکھ اونکی برق جبل طور سے چمکے
جو لوگ ہین ای شوخ تری دیکھنے والے

صاحب بہت اچھے ہین پر امین نہین کہتا
پر آپ سے بندی کا خدا کام نہ ڈالے

ہر وقت تصور ہے کسی گل کی جو قد کا
یہ دیدۂ تر ہین مرے سرو شمشاد کی تھالے

یہ بت وہ بلا ہین جو بگڑ بیٹھے کسیدن
کر دینگے برہمن کو قصابی کے حوالے

جز نطق کسیکو بھی وفادار نہ دیکھے
سب گنتی گنانے کو ہین یہ چابی والے

مجھکو نہ کرے رشک سے لبد حوالے
اوس حیرت گل سے کہ بلبل تو نہ پالے

ساغر مین مرے بادۂ گلرنگ لہو ہو
قسمت ہی مری تاک مین انگور ہون چھالے

صاحب ہین جسمین حسن ہین سب ایک سند ہے
حلقے ہین غلامی کی نہین کانون مین بالے

اے بت یہ تری ناشنوائی نہین اچھی
جائین خدا تک کہین فریاد کو نالے

بوسے نمکین رخ کی طرح دیجئے لب کے
میٹھے کے بھی کہلوائی دو چار نوالے

بت ظلم بہت کرنے لگے مجھکو یہ دیکھے
کعبے کی طرح دیر سے جائین نہ نکالے

وحشت مین میری ساتھ کبھی چرخ پھرا تھا
تارے یہ نہین پڑ گئی ہین پاؤن مین چھالے

ای نطق مضامین کیے اشعار مین پیدا
کہو دین جو زمینین تو بہت گنج نکالے

کیا چاہتے ہے لعل شکربار کے لیئے
بوسے مین تازہ لطف ہی ہر بار کے لیئے

اے غیرت بہار ترے رخ کے روبرو
جو پھول ہے وہ داغ ہی گلزار کے لیئے

شکر سوال بوسہ وہ ایسے ہین بم بخود
ڈر ہو نہ ڈر ہے کوئی تو منہ نہین اقرار کیجئے

یوسف کو نسبت اوس بت پردہ نشین سے
انواع حسن نہین بازار کے لیئے

داغونسے لدگیا ہون مین وحشی توان آئی بہار ابکی برس خار کے لیئے
آنکھونکو بند کرتی ہے شوخی برق حسن بے پردگی ہے پردہ مرے یار کے لیئے
آنکھین نہین یہ آپکے مشتاق لاکھ ہین خالی دو جام شربت دیدار کے لیئے
تکرار اور باتون کی چھوڑو شب وصال بوسہ مزے کی چیز ہے تکرار کے لیئے
خسرو کو بہر بوسۂ شیرین کیا پسند تجویز کوہکن ہوا بیگار کے لیئے
کرے کو تیرے حیرت عشاق نے سجا تصویر بن گئی در و دیوار کے لیئے
مجھ مین نہ ہی کیا جو مجھے گور کہائیگی دو چار ہڈیان ہین سگ یار کے لیئے
اللہ کی پناہ شرارت سے حسن کے پہونکا ہے طور گرمئی بازار کے لیئے
اس سے اوٹھا جو غم مین تو اوسپر ٹک یا سر ہے ہمارا زانو و دیوار کے لیئے
حسنا کہ در دسر ہو کم اوتنا ہی خوب ہے ہر ہی نہ کہی شملہ و دستار کے لیئے

ای نطق در دول کا ہی شاہد مرا کلام
ہے آہ کا اثر مرے اشعار کے لیئے

غیر کے ساتہ مرے جان یہ خلوت کیسی یہ بہی معلوم ہی کچہ اوسکی ہی نیت کیسے
کیا وہ بیٹہی ہی ہین گے یو ہین اب غیر کے پاس تیری تاثیر ہے اے جذب محبت کیسی
غم سے جب رد ہوا مین تو وہ فرماتی ہین چشم بد دور رہے نکہری ہوئی رنگت کیسے
بد دماغی خفگی شرم و حیا ناز و ادا جب یہ مجمع ہے مری جان تو خلوت کیسے
آگیا آنکھونمین دم یار نہ آیا دیکہو ہم لیئے جاتے ہین دیدار کی حسرت کیسے
یہ بڑا ضعف کہ ہے سانس سے یہ ہی دشوار کیسے ملنے کی سکت اوٹہنے کی طاقت کیسے
مجہ سے دو بات کو ہین آپ عدیم الفرصت غیر سے ملنے کو مل جاتی ہی فرصت کیسے

کیا کبھی مہر سے دیکھا نہین شبنم کا سلوک
شیخ جی جذبۂ حق بس ہے ریاضت کیسے

بوسۂ خال کا یہ طرح پڑا ہے کیدا ہو
ہوگئی ہے ہمین امیون کی عادت کیسے

نطق جسکے مین غم ہجر سے مرمر کے بچا
اوسنے اتنا ہی پوچھا ہے طبیعت کیسے

اوس ترک پر جفا سے خدا کی پناہ ہے
مذہب مین جسکے قتل نکرنا گناہ ہے

منزل کا اشتیاق برنگ نگاہ ہے
اوٹھا ادہر قدم کہ اودہر قطع راہ ہے

وہ چوری چوری دیکھتے ہین بزم مین مجھے
چوری یہی کسی سے ہے اودہر رسم و راہ ہے

کی بحث رنگ قطرۂ خونین سر شک سے
بیوجہ گفتگو یہ نکا نہین مسئلہ سیاہ ہے

ذوق جمال و نغمہ و بادہ جسے نہو
انسان ہی نہین ہے وہ مردم گیاہ ہے

کیسا جفا مین نام نکالا ہے آپنے
اچھی حضور چار و طرف واہ واہ ہے

مضمون عشق کا ہے لکھا سطر زخم مین
مخفی ہے دل جو داغ ہے مہر گواہ ہے

چلیئے برات دیکھیئے میدان حشر مین
سنتے ہین آج لیلی و مجنون کا بیاہ ہے

بوسہ لیا ہے دیکھیئے کیسے حسین کا
حسن عمل یہی تو ہے یہ وہ گناہ ہے

صد حیف تلخ ہوگئے اے ذوق زندگی
سمجھے تھے کوئی چیز فریدا رجاہ ہے

قاتل مرا وہی صنم کج کلاہ ہے
شاہد اوسے کا غمزہ ہے عشوہ گواہ ہے

ڈاماتی ہین قہر لطف سے لوگونکی جان پر
میٹھے چہری حضور کے میٹھی نگاہ ہے

نکلی جو آنکھ سے تو مژہ بن کے رہ گئے
کیا ناتوان آہ ہماری نگاہ ہے

باتو ہمین وہ مزہ کہ ہین تسنیم کان کو
وہ رخ شگفتہ یہ کہ بہشت نگاہ ہے

ملتے ہین کیون ہم ایسے ستمگر سے کیا بیان
یاس و فا ہی بات کی سچ ہی نباہ ہے

جب تک ہے حسن چاہنے والی ہین بیشمار
بھولو نہ غنڈیب کو دو دن کی چاہ ہے

دامن اٹھا کے چل مجھے آتا ہی ترس یار
کیا جانے کون کون ترا خاک راہ ہے

تو پادشاہ کشور خوبی ہے ای صنم
ناز و ادا و غمزہ و عشوہ سپاہ ہے

اسکا علاج کیا ہی کہ او کو ہی شوق قتل
مانا یہ ہمنی نطق کہ تو بیگناہ ہے

شاکی ہی کمر زلف سے جانی مرے دل کی
ہے بار نہ اکت سے گرانی مرے دل کی

قصہ ہی مصیبت کا کہانی مرے دل کی
یہ بات کہی تمنے تو جانی مرے دل کے

تسکین بہت سہل ہے جانی مرے لگی
سن لو کبھی فرصت مین کہانی مرے دل کے

بس آگ مین اور آگ لگانا او نہین آیا
لیکن نہ لگی آگ بجھانی مرے دل کے

اللہ نگہبان مجھے بھول نہ جانا
تو مجھ سے ہی یاد نشانی مرے دل کے

سن سن کی وہ بیدرد ہنسی اور دوبالا
تھی زور غم اندوہ کہانی مرے دل کے

بیتی ہوئی جسکے ہے وہی خوب کہیگا
سن میری زبانی تو کہانی مرے دل کے

شمعو نسے کہو رو مین کھڑی ہو کی سر بزم
پروانے کرین مرثیہ خوانی مرے دل کی

ارمان مری جی کا کبھے ایک نہ نکلا
تو نے تو کوئی بات نہ مانی مرے دل کے

جب سے رتبہ عشق مین سرگرم بیان ہو
تب دیکھی کوئی شعلہ فشانی مرے دل کے

ہان دیکھہ کوئی قطرۂ خون جم نہ رہا ہو
یلکو نمین ہی ای غم ہو نشانی مرے دل کے

عاشق سو مراد شعر انطق مین ہی ہون
ہین درد بھری شعر کہانی مرے دل کے

حال دل جو ہمین سنتے ہین تو شکوا کیا ہی
ابھی کم سن ہین وہ کیا جانین تمنا کیا ہے

کل حسینون کا ہی شیوہ ہے شکوا کیا ہے
ناز بیجا جو وہ کرتے ہین تو بیجا کیا ہے

آنکھہ جسدن سے لگی اوبت ظالم تجھہ سے
ہم ہمین جانتے ہین بات کا سونا کیا ہے

فسخ کردون ابھی وہ بت جو بلالی گھر مین
اے برہمن میرا کعبے کا ارادا کیا ہے

کوئی خود رشکی شوق سے اتنا پوچھے
کھوئے دیتی ہی جو مجھکو تجھے ملتا کیا ہے

عشق بازی ہی لڑکپن سے ہی اپنی بازی
اور سمجھے نہ کبھی کھیل تماشا کیا ہے

دوسری مرتبہ پھر ناز و ادا سے دیکھو
خونبہا اور شہیدان نگہ کا کیا ہے

غیر کو بوسہ دیا اور وہ مجھ سے بولے
آپ ہی کہیے مروت کا تقاضا کیا ہے

آپ کا عاشق شیدا وہ تڑپتا ہی پڑا
آئی دیکھتے چلیے کہ تماشا کیا ہے

نملو غیر سے مین کون ہون کہنے والا
خود ہی سن لین گے وہ سن با تکا چرچا کیا ہے

اونکو تمہید خوشی کی ہی ہنسی کے تقریب
یہ مزاج ہے کیا یہ مزا رونا کیا ہے

سیکڑون ہونگی مری بات سے باتین دو چار
جسکا آوازہ ہی اتنا وہ مسیحا کیا ہے

مجھی عاشق کا گلا ریت رہا ہے ظالم
سخت نادان ہی حیران ہمون کرتا کیا ہے

بلبوس جسکے لیئے بیٹے ہین منہ کھولے ہوئے
بولہوس لب کا ہے یا منہ کا نوالا کیا ہی

بنکے پیر ایک نہ مانے کو اونہون نی مونڈا
شیخ صاحب نے سوا رشی کے چھوڑا کیا ہے

جادہ راہ وفا ہو دم خنجر تو چلون
نطق کیا چیز ہین کانٹے مجھے کھٹکا کیا ہی

جائی وہ گل جو سیر کو گلشن مہک پڑے
بلبل جو دیکھہ لے رخ رنگین چہک پڑے

دل بھر گیا جو درد سے آنسو ٹپک پڑے
جسطرح جام ہو کی لبالب چھلک پڑے

پہانسا بہت دلونکو یہ اوسکی سزا ہے — گیسو مثال دست شکستہ لٹک پڑے
مجروح مجھکو تیغ تبسم تو کر چکے — ہنس دیجئے کہ زخم جگر مین نمک پڑے
رخسار یار دیکھئے جوش شباب مین — ہے عنقریب کہ لطافت ٹپک پڑے
آتی ہی اونکے آگئی گلزار مین بہار — غنچے چٹک پڑے چمن گل مہک پڑے
مجھسے حلاوت لب شیرین اگر سنے — بے شبہ لال پر کے منہ سے ٹپک پڑے
تاب رخ صنم سے ہوا کار آفتاب — میوہ رسیدہ ہوکے چمن مین ٹپک پڑے
کشتونمین دم نہین ہی ہی ہی پر اشتیاق — ٹھوکر لگائی یار نے تو پھر سسک پڑے
پیوند ہو زمین کا تو خاک مین ملے — تجھپر بال خون غریبان فلک پڑے
بازو کہین کھلے کہ کھلے پردہ سمع کا — شانے سے کاش اوسکا دوپٹہ ڈھلک پڑے

لب خشک چہرہ زرد ہے چیں جبین پہ نقش
آثار عشق سب ہین کہانتک نہ شک پڑے

کیون آہ بی اثر کو تماشا کرے کوئے — وہ دیکھین اور نا رسے چھوڑا کرے کوئی
کہتے ہین وہ جفا کا جو شکوا کرے کوئی — میری تو خو بری ہے چاہا کرے کوئی
مین ہون حواس رنج سے اونکو یہ شوق ہے — روٹھا کرون مین اور منایا کرے کوئے
بوسی کا وعدہ کیا ہی وفا کی امید کیا — بس اتنی بات ہی کہ تقاضا کرے کوئے
اپنا ہی دل سنبھل نہین سکتا کسی سے آپ — اونکا دماغ اور اوٹھایا کرے کوئے
گو مرغ خوشنوا نہین اس کام کا تو ہون — سر پر اپنے دار کے چہچہا کرے کوئے
اس ضعف مین بھی لی کردن کم نہ کم ہوا — لیکن اثر کا مجھ سے اجارا کرے کوئے
تاثیر سوز دل ہی کی گرمی زیادہ ہو — بند نقاب کاش یونہین اکرے کوئے

اچھا اگر کسیکو دماغ فغان نہین — ہمسے سنے نہ ہمکو ستایا کرے کوئے
ہم تھی بہار لیک بگڑ کر جنون مین — مین ہی بنا ہون کہ تماشا کرے کوئی
کہینچین ہم انتظار وہ جائین عدو کے گھر — ہون مین کسیکے آنکہین نظارا کرے کوئے

ای عشق تان نہ کہینچو غرض اس سے اور ہی
چڑتی ہین خیر نے سے کہ چھیڑا کری کوئی

نانا تری خوشی ہے کہ گویا کرے کوئے — پر دل مین جب خون ہی کیا کری کوئی
کہتے ہین وہ بگڑ کے جو نالا کرے کوئے — سمجھین گے ہم بھی ان ہمین رسوا کری کوئی
ناحق ہی پیر تو فکر تغافل ہی جب ہوا — یعنی سنی لگا کون جو شکوا کرے کوئے
انداز یہ جنون مین وحشت مین شکل یہ — پھر چاہتی ہین ہمکو بھی چاہا کرے کوئے
دیدار بھی ہی مغتنم اے آرزو دی صل — نان بدگمان ہوکی نہ پروا کرے کوئے
اونکو نہ ہے نہ ہوگی محبت سے من کبھی — اپنی طرف سے چاہے نہانا کرے کوئے
پردہ مین شرم کے وہ بہت بیحجاب ہین — اسکا مزہ پڑا ہے کہ چھیڑا کرے کوئے
اعجاز عیسوی کو مرو نگا لگا کی داغ — اچھا نہین سہی تی مداوا کرے کوئے
دلکانہ وصل مین بھی گیا ہای اضطراب — اللہ کیا کرے کوئی کیسا کرے کوئے

سو بوسی نطق بیجیے پر دل نہ بیجیے
اسمین ہی ہے مزہ جو تقاضا کری کوئے

قاتل کو رحم آیا نہ اوسنے کوڑ کی ہے — مین اوسکو دیکہتا ہون وہ مجھکو دیکہتا ہے
رونا یہ ہے تو ایدل و بی دہری ہوئے ہین — طوفان بے تمیزی ہے عشق شبہ کیا ہے
وہ مجھکو گہر بلائین جاؤن تو ہون جائین — اونکا قصور کیا ہے تقدیر نارسا ہے

پروا نہیں ہے اونکو خواہش نہیں ہمیں بھی — آنکھ اونکی پھر گئی ہے دل پھر گیا ہے
خوش ہوں نہیں جو میرا دشمن کا بھی ہو گا — ہان مژدہ باد ای دل وہ شوخ بیوفا ہے
اچھا یہ میں نے مانا کینہ نہ مہر مجھ سے — پھر چھیڑتے ہے یہ کیسنج ہی نہیں تو کیا ہے
اتنا غرور و نخوت کیون حسن عارضی پر — نادان وہ تو تجھسے کچھ بڑھ کی بیوفا ہے
کیا بات اون لبونکی شیریں ہے مستعد ہیں — بوسہ تو بوسہ اونکی گالی میں بھی مزا ہے
ہم شکوہ تغافل اونسے کریں تو لیکن — اسکا جواب کیا ہے جب دم کہیں حیا ہے
میری جو نعش دیکھی بولے برا ہوا سکا — کمبخت مرتے مرتے بدنام کر گیا ہے

کیون عارفی سے ہے اتنا تو آپ مجھمین
رسوا ہی پردہ رسوا اسکے لئے ہوا ہے

آپ کی کج ادائیان یکسے کچ دتا ہے — ہم نہ جینے پہ ہیں نہ وصل میں ہی عذاب ہے
ظلم جو کچھ کیا کیا اوسکا عبث نجات ہے — منہ نہ چھپاؤ شرم سے یہ ہی ہیں عذاب ہے
میں ہون من مہ تضفیض غم اور لہو کے گھونٹ ہیں — تو ہی ترا خلیس غیر اور شراب ہے
ایسا حرامزادہ غیر اوسکا تو قتل ہو گناہ — مجھکو حلال کیجیے ہان یہ بڑا ثواب ہے
یار کی خو تو خوب ہے رشک اگر نہ چھوڑ دے — ہم مراد مند ہیں غیر ہی کامیاب ہے
کون سی مہمای کون اثبات وہ دل و داغ — پیر میں ہون جوان ہی یا ناز کا ہی شباب ہے
عیش وصال میں جبین ناز و ادای نازنین — انکو دیکھیے جو کچھ صبح کو ایک خواب ہے
رنج فراق غیر میں طرفہ بنی بگڑ کے وہ — رنگ شکستہ کی نہار جلوہ ماہتاب ہے
واہ ملون مزاج تمہا تو گان کیا اور ہی — ہمسے بھی بڑھ زیادہ تر حال عدو خراب ہے
ایک ادای حسن ہے جسکے یہ دو کرشمے ہیں — گھٹ جو گئی تو ناز ہے بڑھ جو گئی عتاب ہے

ہوتی ہیں جب وہ ملتفت بوسہ تو مانگتا ہی نطق
وہ منھ سے منھ لگائیں کیا تیری تو خو خراب ہے

شوخ چشمی سے نہ اغیار نظارا کرتے
ہم بھی محروم سہی کاش وہ پردا کرتے

غم میں ہم سی کسی طاقت کی تمنا کرتے
سر جو زانو سی اوٹھاتی بھی تو ٹیکا کرتے

ذکر غیر و نگہ کرین اور مرون شک ہے میں
مجھ سے ایکاش وہ ہر بات کا پردا کرتے

غیر سے بھی لڑی ہی چھیڑ ہی کیون شک ہے
صبر آتا جو مجھی کو وہ ستایا کرتے

کسکے ہم بزم میں کیو نکر یہ پسر ہوتا
ہم اگر سطوت دربان کا محا با کرتے

جیب و دامن ہی سہ شکر ہین غم میں اوٹھی
ورنہ یا تو سر سینہ ہی پیٹا کرتے

جانی پاتی ہی نہین خوبی قسمت کی ہمین
ورنہ ہم رشک رقیبان سے گوارا کرتے

نے نکلتے نہ اگر سوی چمن تیری ہوس
پھول کیون تیری طرف خندہ بجا کرتے

تہ سہی کچھ بھی تر لیکن جو طاقت ہوتی
چھیڑ تی ہی کو ہم اوس شوخ کی نالا کرتی

دیکھتا دیدہ رغبت سی جو تیری جانب
بس لقب دل سی ہم آئینے کو اندہ کرتے

بخت خفتہ نے شب ہجر مین کی ندیا
ورنہ تا حشر پڑے چین سے سویا کرتے

آئنہ دار نہ اوٹھے ہوے ورنہ ای نطق
آئنہ دیکھتے وہ ہم اونھین کیا کرتے

بیقراری سی شان جاتی ہے
ضبط کرنے سے جان جاتی ہے

لو دل آتا ہی لو دل آتا ہے
جان جاتی ہے جان جاتی ہے

روح لیلی تلاش مجنون مین
آج تمکو دشت جہان جاتی ہے

نہین آتے کبھی تصور مین
اونکی سمین بھی شان جاتی ہے

ہے یہ اندیشہ چاندنی غم
شامیانہ سا تان جاتی ہے

ترے وحشی کو ساتھ سرعت فکر
ہار تھکتی ہے مان جاتی ہے

تا مرادی وصال میں ہی ہے
کوئی یہ مہربان جاتی ہے

بس بس اے گرمی فغان بس بس
کام سے اب زبان جاتی ہے

نطق موت آچکی ہی کملا بیہج
اب وہ آئین جان جاتی ہے

سست اوس گہری سی سحری آتی ہے
ناتمامی کام ہی کی مری آتے ہے

غم سے بریز سینہ ہے کہ اب صورت آہ
سانس جم آتی ہی وہ درد بھری آتی ہے

تم جو اس حسن ہی کھولے ہوئے گیسو نکلو
ہو کی دیوانی کہیں لوگ پری آتی ہے

آہ چلتی ہے جو سینے سے تو پہلو لیتک
پیشوائی کے لیئے بال شری آتے ہے

یاد مژگان سے ہوئے زخم جگر پیرائے
یہ وہ سوزن ہی جسے بخیہ دری آتی ہے

بوسہ تو تو سے تجھے تیغ نگہ بھی ہے دریغ
دلبری خاک نہیں نصف بری آتی ہے

کوئی جائی کہ نہ جائی کہ یہ ٹہلا لائے گا
جنہ بہ گشتی کو پیغام بری آتی ہے

چونکتا ہی نہیں پر خفت جو سو جاتا ہے
نیند آتی ہے کہ غافل کو مری آتی ہے

نخل امید میں ہی ہاں وہ ثمر جہاں ہوئی
نظر ایک آدہ بھی پتی جو ہری آتی ہے

پیراہن کہ کوئی اور تماشا نہ قفس ہے جو کبھی
کیسی حسرت مجھی بی بال و پری آتی ہے

تہ سے تر قفت زدہ چپ چاپ نہ بیٹھی رستی ہیں
رات کو انکے یہاں روز مرے آتی ہے

کبھی طاؤس کبھی سرو و چراغاں کبھی باغ
دل پر داغ کو کیا جلوہ گری آتی ہے

ہیں جلوں صبح شب ہجر ہی تو ہو مقدر
اسکی حسرت مجھے شمع سحری آتی ہے

مگر اوس گلشن خوبی کی اوڑ الائی بو
آج اتراتی نسیم سحری آتے ہے

مجھکو بدنام نکر چھوڑ دے میرا دامن
تجھکو ای دست جنون پردہ دری آتی ہے

ہم او نہین آپ مین آنے نہین دیتے شب وصل
جام دیتی ہین جہان شرم ذری آتی ہو

دل مایوس مین حسرت کا کہین نام نہین
نقاب یہ کوئی نہ جیتی نہ مری آتی ہے

نطق اس آہ کی قربان کہ جسکا ہر حرف
چھونی کی مری لب بے اثری آتے ہے

شرمیکیا حال بری دشت مین ہماری ہے
یہ بیکسی تو نہین جانسی ہی پیاری ہے

تری بغیر حرمین ہے رنگ مقتل کا
مری نگاہ مین ہر پھول زخم کاری ہے

چھپا یا پردہ وحشت مین عشق کو رہنے
یہ اپنی جامہ دری عین پردہ داری ہے

کہلے ہین نقش قدم ہی قدم قدم پر پھول
خرام ناز ترا باد نو بہاری ہے

وہ بیٹھے ہین شب غم جو انیا غم پیہم
یہ طرز پرسش و انداز غمگساری ہے

دیا جنازیکو کاندھا نہ اس نہانی سے
گناہ گار محبت کی لاش بھاری ہے

سر لیاس مین بدلی کا چاند ہی وہ چور
بناؤ او سکے لیئے میری سوگواری ہے

جب آئی وہ تو یہ آئی وہ جاہی تو چلی
ہمارا ہوش مگر یار کی سواری ہے

وبال ہی مری آشفتگی کا اوسکے سر
یہ جسنے زلف پہ پیرہ تری سنواری ہے

فجر دماغ کی لیتا ہی دل تڑپ کر نطق
بلند تا بسراب موج بیقراری ہے

یہ اپنا سہرہ ہے وہی سوگوارین ہین خواری ہی
پھر اوس گلی مین وہی آہ و زاری ہے

نگہ کا حال جو پوچھو یہ جوش زاری ہے
وہ کیف معجزہ دیکھی شکاری ہے

مری چمن مین نکھا موج رنگ کا دھوکا
یہ عندلیب گل گل سے خون جاری ہے

وہان وہ اور عدو اور گلشنا نئی ناز
یہان مین اور دل داغ و لالہ کاری ہے

حریف تیغ ادا مجسا نا توان کہان
معاف کر مجھے یہ کاہے زخم کاری ہے

مری تلف کا ہوا ہی اثر حسینون مین
یہ شوخیان نہین در پردہ بیقراری ہے

فریب ہم نے تسلین یہ دل کو دیتے ہین
وگرنہ جیسے ہی ظاہر امیدواری ہے

نہین ہے جسم مین ہر خید ضعف ہی جنبش
مگر جو دل ہی سو دریای بیقراری ہے

سب آہین اور جو آئے نیاہی محفل مین
وہ ہم ہین اور وہ یاد ای ہمدم ہماری ہے

یہ دل لگی بی بیکاری فراق ہی ظلق
اثر ہے بحث نہین یونہین آہ وزاری ہے

اپنی ستم ظریف دل سے تقاضا مجھے
رو سکو کیا عدو وی وفا دی وفا مجھے

حیرت نے اوس کے مین کیا نقش پا مجھے
جاؤن کدہر کہ یاد نہین استا مجھے

گل کا کہا گی ہے مگر مبتلا مجھے
گلست بنا رہی ہے چمن مین ہوا مجھے

مجھوسا کر رہا ہین تری بی وجا بان
آتی ہی آسے کی ہی مضمون ادا مجھے

پردہ تو تیرا جلوہ بیباک اوٹھا گیا
لحہ سی صنعت گلہ ہے کر رسوا کیا مجھے

اوس طبع جور دوست کو نقش وفا ہوا
ای سمان تیک مجھ کر مٹا مجھے

زلف رسا بتو کو جو کی ای خدا عطا
دی مسل شانہ مجھے بوست رسا مجھے

کچھ اونکی اونگلیون کی لطافت ہو جو نہ
آہین نظر دہ موجد رنگ حنا مجھے

ایسا نہین ہون اور جو ہون بی تو طفہ تیرا
تیری ہی عادت آگئی اے بیوفا مجھے

ہین اور وہ گلی کہ جہان کل ہوا ذلیل
پھر آج شوق دید وہین لی چلا مجھے

فرمایش رقیب ہے بیداد قہر ہے
خود کیجئے ستم کہ کہے کچھ مزا مجھے

شکوہ نہیں فریب نے جو کچھ کیا کیا
تیرے سکوت کا ہے مقرر گلا مجھے

کر لوں نگاہ یاس میں حسرت کی آنکھ سے
مہلت دی تیز دستی قاتل ذرا مجھے

ظالم نہ جان قصہ ہوا بعد قتل پاک
دامن ہے کھینچتا ترا روز جزا مجھے

بے اتفاقی آپ کو تو ایک بات تھے
لاکھ آرزو کا دینا پڑا خو نہانے مجھے

آخر مجھے سی تو یہ تغافل ہے بار کو
یوں ہی سہی بسند ہے یہ ہی ادا مجھے

الدری للاغوی کہ نہیں جسم کا پتا
ہمزاد پھر رہا ہے پڑا ڈھونڈتا مجھے

پہلے میں تو ان مراحل ستم تھا شوق
لیکن نہیں تحمل ناز اب ذرا مجھے

بے چشم تر دل میں کتنا لہو ہے
بھری جبکہ دو جام خالی سبو ہے

شراب تمنا کی سرخوش عدو ہے
مری ساغر آرزو میں لہو ہے

تصور سے ہے کس گل کا لبریز
بہت آج داغ جنوں پھولوں پر ہے

مری آستیں پھر جلائی گئی ہے
قیامت کا سنگامہ آرزو ہے

یہاں ہر بیاباں تخم خنجر لگا کے
وہاں خار ہر پھول کا زیب گلو ہے

جلاتا ہے وہ قتل پروانہ مجھکو
کہا تھا کسی نے کہ تو شمع رو ہے

طلسم نظارہ تصور باندھا
تماشا کہ وہ ہر طرف روبرو ہے

کہیں ہے کہیں سبکی ہیں ہمیں چین
یہ دل نا وطن فانی آرزو ہے

ذرا لوٹ جا دیکھ میری بلکو
کہ تصویر اس آئینے کی یادگار ہے

تماشا کی قابل جوانی ہیں مجھکے
بہار دن پر اب گلشن آرزو ہے

گلونمین ڈالا ڈھونڈھ کوئی لطافت — کہ بلبل تماشائی رنگ و بو ہے
ستم کرکے کہتے ہیں کیا خمیازۂ ظالم — نہ دلکو دیکھا نہ اس دلمین تو ہے

کچھ اونکا بھی ہے پاس ناموس تجھکو
یہ مانا کہ بی تنگ ای نطق تو ہے

جی مین اُس شوخ کی ایکاش یہی آجائی — بوسہ دیکر ڈالیئے ہرم کا تقاضا جائے
خلشین جائین اگر دل سی تمنا جائے — ہوس گل نہو تو خار کا کٹکا جائے
سادگی ہی کہ یہمین اوس سے ہے تتمہ دیدار — آئنہ دیکھکے جو عکس سے نہ جا جائے
بدگمانی ہے بلا رشک عدو آفت ہے — اوسکے پہلو سے اوٹھا جائی بیٹھا جائے
نگہ ناز کا مارا نہ بچا پر نہ بچا — یہ وہ جادو نہین جادو سی جو بیٹھا جائے
بیٹھے ہین طالب دیدار پڑا ہے پردہ — دیکھین اُن دونون مین اب کون اوٹھایا جائے
یہی فتنے تری تو بزنگ نشیبی — کیا عجب نقش قدم سا تہ تڑپتا جائی
جنس دل کا کوئی مشتری خریدار ہو — یہ بیقدر ہی گران جائی کہ سستا جائے
اوس کے گھر لیکے چلا ہون مین ہجوم حسرت — عکس آئنہ سی خلوت مین جو گھبرا جائے
پر پرواز کرین شوق کی مضمون بعطا — اوڑ کی خود مثل کبوتر مرا نا جائے
واہ کیا کوچۂ تمہوت ہے ای نقش مراد — بیٹھیہ جا نقش قدم بن کے جو بیٹھا جائی
بی تکلف تو ہوای وہ نگہ خو بہ ہے — شہر ہی جائی کہ گذشتہ ہی نہ شہرا جائے

دوسن آنکھین شعرای مری غزلونسی من نطق
ہیند ہے بیٹے سفا ان کو سہا جائے

یہ کشمکش بے سبب دل کی مرا ہے — کیسوتراشانی کی کشاکش ہین بہلا ہی

پھر تیرا تمنائی شمشیر جفا ہے
ہر زخم کہن مثل گل آغوش کشا ہے

ملنے سی ہوئی ہین کف افسوس سے مرہم
بیدرد سمجھتا ہی کہ یہ رنگ حنا ہے

ای مہر منور ترے جلوی کی ہوا مین
جو ذرہ ہے روزن کی طرف بال کشا ہی

مست اونکی پھری نین تبسم پھری ہمارے
پہلی تو حیا شرم تھی اب شرم حیا ہے

اوس گل کی سی بو عطر گریبان تصور
مانند نسیم اپنا نفس غالیہ سا ہے

سو چاک کئی جبکہ مری دل نے گوارا
تب لف سی شانی کی طرح ربط بڑہا ہے

بیباکئی محبوب مین بیفائدہ بخشین
آخر یہی ٹھہرا کہ مسیحا ادا ہے

یہ دل وہ ہی ہلتا تہا فلک جسکی تڑپ سے
مردہ سا جواب ضعف سی پہلو مین پڑا ہے

کر قتل مجھے ہی عبث اندیشہ دیت کا
مین صبا من اگر کوئی کہی یہ ہی کہ کیا ہی

ہان مانگئے بوسہ وہ اگر بوسہ نہ دین گے
تو مفت مین دشنام کا موجود مزا ہے

جب دیکھیئی ای نطق وہی شکل ہے حاضر
اب میرا دل آئینہ تصویر نما ہے +

ہنگام خرام آپکے تسیرین یہ ادا ہے
سکرے دہن نقش کف پا کا بھرا ہے

وہ آنکھین دکہاتی ہین مین منہ دیکہ رہا ہون
مین محو تلافی ہون وہ سرگرم جفا ہے

سمجھی نہین جاتی کبھی اس جور و ستم پر
آخر کہین اصنام حسین کا بھی خدا ہے

جیتے تو یقینا نہ ملی شک ہے مرے پر
زاہد وہ تری حور کوئی طرفہ بلا ہے

کیا جان نکالیگی تڑپتی ہے پر مری آب
قاتل تری خود بسمل انداز قضا ہے

کیا بات تمہاری لب شیرین کی مجھ جان
در داو سکا جو دلمین ہے تو اوسمین مزا ہے

اوس بزم مین عشرت ہے جو غم ساز طرب کا
نائی نی نالہ بھی ہان نغمہ کشا ہے

سیدان تصور کا ملا جلوہ گری کو
لیکن اوسی پہر ہی گلہ تنگئے جا ہے

جو چاہے وہ پامال کرے اوسکی گلی مین
ہمپر صفت نقش قدم وقت پڑا ہے

کشتونکے لب خم سے فریاد ہے جاری
یہ خوف ہی قاتل کا کہ ران بول نا جہ

بیکار نہین کچھ نفس بے اثر اپنے
یہ بھی ہی اثر اونکو اگر لطف ہوا ہے

خالی کوئی بات اوسکی نہین نطق
غیر وہین جانیکو وہ سرگرم وفا ہے

قبا کی پر زے گلونکی وہ شرا ٹرائے ہوئے
بہار آئے ہے پہرین ہم ہی تنگ ائی ہوئے

دبای سر کو تمنا دپر ہی تہے ہوئے
چلو چمن مین تو سینہ فراخ ہوئے

ہوا جو گرم فغان مین تو عاشقون نے کہا
وہ نالی آتی ہین سر پر فلک اوٹھائے ہوئے

ہزار کہیئے یہ بت شیخ نے نہ نکلین گے
مثال ہیبت حق دلمین ہین سمائی ہے

عجب نہین جو نہ چوکین وہ بیچ تیر کو بھی
جو تیری تیغ تغافل کے ہین مسلے ہین

وہ سیر کو جو چلے ہر طرف سی تہی یہ صدا
حضور ہم ہی ہین ہم ہی ہین ہم ہی ہین

فغان کی سا تہ جو اوڑتے ہین لکی پرکالے
ہر ایک نالہ نکلتا ہی لاش اوٹھائے ہوئے

چراغ داغ جوانی جلے ہین پیری تک
بجھے نہ صبح کو بھی شام کے جلائے ہوئے

یہ شوق تو کوئی دیکھی جو وہ بقتل مین نہیں
تو اوسکے داغ کو چھاتی سی ہین لگائے ہو

نہ ابرو دون پر اہی ہی ہو اسقدر ناز
یہ بچی نہین ای طفل آزمائے ہوئے

باین خیال کہ نازک دماغ ہے وہ شوخ
سہری گلی کی طرف نالی لب پر آئی ہوئے

کہان تلنیو کا منہ اور لب کی بوسی کہان
وہ آپے اوپر نکو ہین منہ لگائی ہوئے

کہ میرے نامہ نکے پانب ہین کہلائی ہوئے

شہید ناز بڑھا مین گے ہر طرف ہی تہ — چلو مزارون مین پر امن در زیارت ہو
نہ عاشقون کا دکھا دل تو بخت یاوری ہو — غریب آپ ہی دل پر مین چور مالکی ہو
رہی خیال دراز دل کا وقت شانہ کشی — خدا کی واسطے بچارے کو بچائے ہوئے
وہ قاتل آپ ہے یا تیغ ہے نہین معلوم — مین بیخودی مین ہون ہون کسکو گلا لگائے ہوئے
اور بہانا بھی معشوق دل وہ بت کیا — خدا کی پار ہی بچا ونگا بلای ہوئے
شب وصال بھی پورا نہ لطف وصل اوٹھا — مری کہانی ہی بدن چرائی ہوئے

نہ کیسی پیچ کرین عاشقون کیسیو طرح
یہ روسیہ ہین حسینون کی سر چڑھائی ہوئے

وہ سوخ رنگ ہے جو گل کی ہو — تو ای گل تین کی گل سنبل کی چوٹ ہے
ایسا طوطی نہ قفس مین ہے صیاد — قرنفل کی چوٹ خانہ قفل کی چوٹ ہے
دستی ناتوان صنم نازنین کے ہین — پتہر کے ضرب ہے پہلے گل کی چوٹ ہے
چمکا ہوا ہے عارض ساقی کی عکس سے — خورشید پر مری قدح مل کی چوٹ ہے
یون پیٹ پکڑے پھرتی ہے گر گہر جو آسیا — سینے پر اوسکے میری تو گل کی چوٹ ہے
رہتا نہین ہون کیا دل پر درد و مینہ لیرش — مجھپر چمن مین کیون گل و بلبل کی چوٹ ہے
چوٹی کی پیچ کرکے نکالی گی اوسکی بل — سنبل پر آج بار کی کاکل چوٹ ہے
فوج خزان کی دوڑ رہنا آنے والے ہے — مدت ہی شاہ گل کی تجمل کی چوٹ ہے
صحن چمن کو محفل رنگین کا رشک ہے — جاروب کش پر آپ کی سنبل کی چوٹ ہے

ای نطق تو یگانہ ہی بزم سخن مین آج
اب شاعرون مین تیری طرف کل کی چوٹ ہے

نہ صلح میں ہی وہ عادت گئی لڑائی کے
جو میں نی ہاتہ نہ لگایا تو ہاتہا پائی کے

بڑا ہو موت کا جس نے یہ طعنہ سنوایا
وہ کہ رہی ہین سرہانش بیوفائی کے

نہو سکے کبھی ہمسر مرے سہی قد کا
کہانسی سرو یہ وہج لائی میرزائی کے

بند ہا نہین ہے دلکا نا راشک خونین کا
یہ ایک نہر ہے دریای آشنائی کے

کری وہ دعوی ہم پنجگی حسینون سے
جو شاخ پنجۂ مرجا نہین ہو کلائی کے

الہی آئینہ تو نے چہٹے پہ خود بینے
ہماری اوسکی کوئی شکل ہو صفائی کے

ہوا حلال بہرا جس نے دم محبت کا
لئی ہوئی ہے وہ تیوری چہری قصائی کے

وفا پہ آئی تہی آتی تہے پر نہ آنے دیا
ولائی شرم اونہین قسمت نی بیوفائی کے

دم نظارہ دیا بوسہ پستہ لب کا
زیادہ شربت دیدار پر ہوائے کے

قفس مین تہی جو اسیر محبت صیاد
حلال ہوگئے سنتے ہی ہم رہائی کے

عجیب شہر ہے شہر بتان جہان ای خلق
وفا تو کیا کہ نہین یہ سم آشنائی کے

گاہ بیگاہ ادہر او سکا گزر کافی ہے
اس قدر بہی کشش دل مین اثر کافی ہے

شوق زیور مین نزاکت او نہین سمجہائی ہے
دونون کانون مین بس ایک ایک گہر کافی ہے

شوق اگر دل مین بشر کے ہی تو اوس کو
نغمہ کیا زمزمۂ مرغ سحر کافی ہے

نہ لگا تیغ دکہا مجہکو لچک ناز بہرے
قتل کرنے کو یہ خالی ہی کمر کافی ہے

سر پٹکنا ہی شب غم مین تہا ن کا تکیہ
سنگ و خشت آج ہماری تہ سر کافی ہے

اور صدمون سے شب ہجر مین کیا بحث ترے
گہٹ کے مرجانے کو تاخیر سحر کافی ہے

نہ جلا ہمکو شب غم کر تری خرمن کو
ای قمر آہ کا بس ایک شرر کافی ہے

تیرِ تلوار مبارک ہوں گرانجانوں کو
ہوں سبک روح بھی تیز نظر کافی ہے

ذبح بکر سے زاہد تو شتاب صل نہ کر
بس چھری پھیرنے کو مرغِ سحر کافی ہے

ننگ و ناموس تو بوسے کی عبث فکر ہے تجھے
ای فلک اسکی لئے دیدۂ تر کافی ہے

دل بیتاب کے تسکین بڑی بات نہیں
آپکے ایک عنایت کی نظر کافی ہے

حسن کا اور کسی سے نہیں پرکھا ناشرط
اسکی کسوٹی کے لیئے بس اپنی نظر کافی ہے

رفع رسوائی الفت کے لیئے زہرہ کہا
نطق اس شہر سے کیا فرد وزون تر کافی ہے

اندھیر ہے جو ہی تو ستم کیون ادا سے
جور دگر تلافی وعدہ رجھا سے

اچھے رہین حضور ہے بندہ برا سے
آپہی نباہ دیجئے مین بیوفا سے ہے

امید مہربون ہی نتھی وہ خفا سے
اچھا یہ عرض حال ہماری گلا سے ہی

عادت تو ہو او نہین کہ ہمین ہی امید ہو
خوش ہین ہم اے رقیب تجھی بے وفا سے ہی

رشک عدو کی ایک قسم تو نہ نیچے ہم
اسکے سوا نہ کون ہی تیرے جفا سے ہے

رکھ لی خدا نی شرم محبت نباہ دی
بیداد جھیلی ناز اوٹھائی جھا سے ہی

بگڑے تو ہو جو رشک آئی تو مین کون
ست ہمنشین تمہارے مری آشنا سے ہے

بوسی کی آرزو ہی لب اشتیاق کو
وہ پای ناز نین جو نہین نقش پا سے ہے

کہتے ہین ہم بھی غیر کے حق مین قبول ہو
یہ کو سنا نہین بہت اچھا دعا سے ہے

وہ محو اگ رنگ مین رہتے ہین رات دن
اس غل کو کیا کرے کوئی نالے رسا سے ہے

گو تم تو رات غیر مگر کیون سنائین آپ
کیا کیجئے گا نالہ ہمین نے کیا سے ہے

بخت رسا سی بار جو اوس کی سخن مین ہو
گو رشک غیر سہ نہین سکتے سہا سے ہے

ہم اپنی ہاتھ سے بھی کاٹ سکتے ہیں — دست جفا حضور کا دھو نہ سکے ہیں

بے حکم ایک بوسہ تو بے شبہہ لے لیا — دو گالیاں وہ جرم سہی پہ نہ سکے ہیں

کیوں میرے ہاتھ آئیں گی طالع ہیں نارسا — ای ہمدم او سکی گیسوئی خوش خم رسا سی

کتنا کہا تھا نطق سے جانا نہ ان کے ہاں
ہاں ہاں تو ہم سے کر گیا لیکن گیا سی

بیدا د آفرین ہو یونہیں تیرے واسطے — بیدا ہو کوئی تجھسا کہیں تیرے واسطے

چیرہ کہ بات ہی لب نازک کو بار ہے — ای ہاں یہاں نہیں بھی نہیں تیری واسطے

دو غم تو آپ پر رکھو رکھ کے بخت پر — میں کیا کروں خوشی ہی نہیں میری واسطے

پر تنگ سے اتور روز قیامت خدا سی ہم — ای بت بگڑ نجا میں کہیں تیرے واسطے

پیغام مرگ کے لئے دعا ہے مستجاب — باد سحر کے ساتھ نہ کہیں تیرے واسطے

تیرے گلی میں بیٹھ کے سو اکروں تجھے — مر جاؤں تو سہی میں نہیں تیرے واسطے

جلوے ترا لطیف یہ عالم کثیف ہے — لاؤں کہاں سی خلد بریں تیرے واسطے

وہ دیکھکر مجھے خم ابرو کو دیکھتے — بولی کہ ہے یہ خنجر کہیں تیرے واسطے

جی جان جا چکے ہے تب آیا ہی ای ہاتھے — شرمندہ ہوں کہ نذر نہیں تیری واسطے

الفت تو ہے الگ پر تو کیا چاہتا ہی نطق
بدنام ہو وہ پردہ نشیں تیرے واسطے

ایدل یہ غم مری کی نہیں تیرے واسطے — میں میوہ ہای خلد بریں تیرے واسطے

ایدل تو لا کہہ کہ ہے او سے جواب میں — بس صبر ہی ایک نہیں تیرے واسطے

سو سو مرے رقیب ہوں آؤں میں کام ایک — میں ایک کام سو نہیں تیری واسطے

ای جسم روح سایۂ تر اکیسے دے سکے
چرخ اوسکے واسطے ہے زمین تیرے واسطے

عمر ی کی ہے رفیق بھی ای خطای یار
کیون جیئے ہمسے کیا ہین ہمین تیرے واسطے

بازار استحان جو کیلے گا تو دیگی جان
تھوڑا سا لین گے ہم ہی یقین تیرے واسطے

لطف خرام ہے تو تمشق خرام کو
درکار ہوگا عرش بریین تیرے واسطے

ایدل بجو وہ نشہ می مین بہک گئی
ورنہ عنایتین تو نہین تیرے واسطے

کیا شکوہ دوستونکا گلہ دشمنون کا کیا
دل ہی ہے جب یقین دین تیرے واسطے

لب غنچی بند رکھہ کہ دہن گوی پر ہین
ویسا تبسم نمکین تیرے واسطے +

تو اور وہ تو دونون ہین رسوا بوسی حوس
چلتے ہین نطق ایک نہین تیرے واسطے

وہ مست ادا برقع اوٹھائی ہوی آجاے
کانونسے جو سنتے ہین وہ آنکھونسی کہا جاے

ایسے بھی موے کیا ہین جو اونہین پر حم نہ آجاے
پرمجہ سے ہی کچہ جوش قلق مین نہ کہا جاے

معلوم ہے رسد جاؤن تو وہ چیڑکے کہینگے
پرمجہ سی تو مشکل ہے ذرا دیر رکا جاے

ظاہر دل کم حوصلہ کردی نہ خوشے کو
ایسا نہو دشنام کا بھی منفت مزا جاے

ماتھونکی سیائی کا تو احوال ہے ظاہر
خود حسن کی شوخی ہی مگر پردہ اوٹھاجاے

اللہ رے نہین مجھسے بیوجہ عداوت
پی لین وہ مرا خون تک اونسی جو پیا جاے

سچ ہی کہ وہ بدخو ہے پر ای حضرت ناصح
بتلای کیا کچھ جنسے ہی کو نبہا جاے

افشا نکرے کوئی مری درد دلی کو
یہ اور مصیبت ہی خود آپکہی جاے

تالہ کیا وقت قتل جسمین اثر ہو
ہان جان کی مجبور مگر ضبط نہین جاے

محفل مین بہت شمع کی گرمی نہین اچھی
اٹھا بھی جہیڑ کہ پسینے مین نہا جاے

شوخی سی ہر ایک سے پر چھیڑ بری ہی — یہ ہی ہے کوئی بات جو آئی وہ خفا جائے
ایوای منافی ہمین مار ہی ڈالا — کیا وہم ہے بیٹھے وہ سر نعش ہی آجائے
نخوت کا وہ عالم ہی کیون سنیگا — اچھا ہی جو کچھ ضعف کر مارے نکلا جائے
آتی ہی ہی ل مین کہ اب چھیڑ کر تو کہو — غصہ اگر آجائی تو سب شرم و حیا جائی
گو کہ یہ آیا تہا نہ اب آئیگا لیکن — کیون جاؤن مین جب وہ تصور مین بٹہا جائی

ناصح سی کہو مطلق کہ رہنے دی نصیحت
جانا تہا جو دل کو سو گیا جان نکلا جائی

نرہ وہ نیزہ جو جنبش مین کام کر جائے — نگہ وہ تیغ کہ جو دل مین صاف اوتر جائے
دلیل گریہ یہ ہوا و درد دل کی شدت پر — ضرور شیشہ چھلکتا ہی جبکہ بہر جائے
اسی قلق مین کہ جسمین ہو اوسکو کیون الجھن — خدا کرے کہ مری آہ سے اثر جائے
بس ایک درد مین دونون کو مبتلا کر دے — خوشا وہ زخم کہ جو دل سی تا جگر جائے
وہ پاس غیر کے یون بے حجاب بیٹہے ہین — کہ لوٹ آئی شبیخون اگر نظر جائے
خدا کرے نہ بہری زخم دل کا مرہم سے — بہری تو درد سی یارب کچھ اور بہر جائے
رہی کشمکش آرزوی بیدارے — یہی جو بخت کا سونا ہی کاش مر جائی

غضب خدا کا کری مطلق یارے دعوی
کہین غرہ مٹی دلکو وہ نگر جائے

کیا زلف ہی لٹکے دل ای جان لگی — چلکی کہ یہی لون کہ مری جان لے گئے
جب اوس پری کا کچھ نہ پتا ہند مین چلا — دشت ہین اوڑا کی پرستان لے گئے
تو تی مریض کی نہ سنی اے مسیح — سو بار منہ کی پاس قضا کان لی گئے

رہزن تھی وہ ادا کہ لیا جان و مال سب
کافر تھے وہ نگاہ کہ ایمان لے گئے

مبتلا کون کیا کہ تاب تو ان کو لیگیا
کچھ ناز غمزے لے گئی کچھ آن لے گئے

گل کو دکھا کی عارض نگین کے شوق مین
فصل بہار اور رہی و سان لے گئے

تو اور تیر آہ مجھے بھولا نہ بعد مرگ
ہر چند حور خلد مین مہمان لے گئے

ہی ہی یہ جنبش لب جان بخش مین دریغ
جان اونکے ایک بات کا ارمان لے گئے

نکلے اگرچہ جان بڑے حسرتون سے نطق
کیا کم یہ ہی تو دید کا احسان لے گئے

ظالم سے خود جفا کی تلافی نہو سکے
ہو بھی تو دل وہ ہی کہ تسلی نہو سکے

فریاد مصلحت سی ہی کچھ ظلم سے نہین
مطلب یہ ہے کہ شیفتہ کوئی نہو سکے

ڈر ہے کہ اونکی ضد نہ کہین اور کچھ لگائی
کیا ہو جو رفتہ رفتہ ستم بھی نہو سکے

دربان کو پیٹ کر خوشامد مری کرے
میرا یہ دل دماغ کہ اونسے نہو سکے

فرمائش ایک سہل ستم کے جو ہم کرین
ناز کرو اسقدر ہین کہ وہ بھی نہو سکے

قابو مین آکے عذر نزاکت بھی ہاتھ ہے
لیکن یہ اوس گھڑی ہی کہ شوخی نہو سکے

شربت کی طرح غم مین وہ تلخابہ سرسنک
ہمنے پیا کہ اور سے کلی نہو سکے

باہر تھرک رہی ہے یہ دل کی لگی ہوئے
بے سوز تو پیسی ہے پی بی نہو سکے

بوسہ ہی پہلی بس تہا پر اب نہ لگا ہی نطق
تم چاہو وصل پر بھی تو راضی نہو سکے

دل کا گرمی مین جو آتشکدہ ہمسر نکلے
جان کے ڈر سی سمندر مین سمندر نکلے

حور سے خاک کے پتلے کہین بہتر نکلے
قالب حسن تقوم مین ڈہلکر نکلے

حسرت قامت دلدار گڑی لاش کے پاس
کیا عجب خاک سے میرے جو صنوبر نکلے

تیغ عریان کی طرح قتل کیا لاکھونکو
بی بجائی مین عجب حسن کے جوہر نکلے

وہ خود آرا اگر اجی بنے ہو کر آئے
آئینہ ہاتھ مین تربت سے سکندر نکلے

تیرے دانتونکی محبت سی ہے صدمہ اوپر
تب تو سکے ہوئی گرمے ہوئی گوہر نکلے

ہے غضب اب تو تمکو نہ وفادار گنے
ایسی بیٹھے ترے کوچی مین کہ مر کر نکلے

ایک ہی چاک گریبان سی ہے دامن تک
ای جنون گل کی طرح جامہ سراسر نکلے

بیطرح اوسکو لگا ڑاہے بناکر مغرور
آئینہ بار کے گھر سے کمین باہر نکلے

خاکساری ریاضت سی ہو مقبول خدا
نور ہو جامی اگر خاک کا جوہر نکلے

اپنی تھونسی وہ سفاک مجھے ذبح کرے
حسرت دید خدایا نہ خنجر نکلے

عید کا دن ہی تکلف مین ورا تکلیف
عید جمشید کا ساقی کوئی ساغر نکلے

دم وہی آپ ہی کاٹ وہی گھاٹ وہی
نگہین نکہی یا میانسی خنجر نکلے

گو کہ آنکھون ہی مین بیطاب بیا کا دم
پر بغیر آپ کے آئے ہوئے کیونکر نکلے

دہن یار سی خود گم نظر آئے عاشق
بڑہ کی موئی کمر یار سے لاغر نکلے

تیرے دانتونسی ملایا تو مری آنکھونمین
قطرہ آبروی ریختہ گوہر نکلے

تیرے جامی کی جو بو باغ مین پہنچی صبا
پردہ گل سے نہ نکہت کبھی باہر نکلے

اے فلک صبح شب وصل کیسا اندیہ
چاند آنکھونسے چھپے مہر منور نکلے

غیر ہی اوڑنی لگا ہی تیری دیکھا دیکھی
جان موت آئی ہے چیونٹے کی جہان پر نکلے

اس لطافت سی چلی باغ ہوا وار آپ
جسطرح نکہت گل دوش صبا پر نکلے

تیرے کوچے مین چھوڑ موند ہا تری یاد
صورت نقش قدم خاک برابر نکلے

نطق ہم ختم ہوئی وہ نہ مگر ختم ہوی
ناز اوس شوخ کی انداز سے باہر نکلے

وہ شوخ نئی طرز کا جب ناز دکھائے
معشوقونکو عشاق کا انداز دکھائی

لے آئے جواب خط شوقیہ کبوتر
قسمت کا بنا کھیل گرہ باز دکھائی

کیا رنگ حسینونکا جمے آپکے آگے
تصویر ہو تو خاکے کا انداز دکھائی

پتھر کے تو مورت سے تسلی نہین ہوتی
بتخانہ بت خانہ برانداز دکھائی

عیسے سے تو زندہ نہوا آنکھہ کا مارا
اب بات ہے لب آپکا اعجاز دکھائی

جھک جاہی تو شاخ گل تر سوہ چمن مین
تنکر جو چلے سرو کا انداز دکھائی

امید رہائی تو اوڑی کنج قفس مین
اے طائر جان تیزی پرواز دکھائی

چورنگ کری کشتنی عشق مین حاضر
تلوار کے جوہر نگہ ناز دکھائے

عیسے کی نہ مانی کی مری مرد جلائے
جسدم لب جان بخش نی اعجاز دکھائی

اے فاختہ سرو اوسکے برابر ہی کہانی
رفتار نہ گفتار نہ انداز دکھائے

منہ کھول کی اوس مہ نی کیا بند دم اوسکا
کیا منہ سحر تفرقہ انداز دکھائے

سنتی ہی ہزارونکی نکل جائین گر جانین
خالق نہ مزاج آپ کا ناساز دکھائے

ای نطق مرا ساکھین معشوق طرحدار
دیکھا ہو جو کوئی تو نظر باز دکھائے

رات آدہی گئی آئے نہین آنے والے
سورہے کیا مری قسمت کے جگانی والے

کیون تڑپ دل مین ہی شیدہ مین آنی والے
پیشوہی کے لیئے ہوش مین جانوالے

ستم و جور و جفا چونچہ نگر مین تھوڑا ہے
غمزے غمازہ مصاحب ہین ستمگاری والے

سپید مردی کی مجھی شام سے ای شمک سُلا
آج وہ غیر کو ہین سانھ سولانے والے

ایک نقشی کے لیئے لاکھہ بگاڑی نقشے
سمجھے کیا نقش دو عالم کے بنانے والے

سر بالین دم نزع یہ رو کر بولے
روٹھی جاتی ہو کہان میرے منانے والے

بزم عالم مین مگر شمع شب تیرہ ہون
شاد ہوتی ہین مجھی میرے جلانے والے

روکنی کے لیئے تم شوق سے کر پیوبان
آئین گی پہاند کے دیوار یہی آنے والے

جان پہچان بھی تھی ہمسی کبھی کہ نہ تھی
اسطرف دیکہ تو اد آنکہہ چورانے والے

آمد شہر زگی اوسن ہم مین آغاز ہوئی
بیٹھتی جاتی ہین قتونکے اوٹھانے والے

نائی پہیلی کو جو کرتا ہون تو وہ کہتی ہین
چونکی یہ وقت کی کمبخت جگانے والے

اپنے ہاتھون پہ ستم کرتے ہین اپنے اوپر
چوکتی ہین نہین الفت کی جتانے والے

داد بیداد ہی غنچہ دہنون سے ناحق
قہقہون مین ہین یہ نالونکی اوڑانے والے

کیا شب وصل ہی منظور سحر ہو جائے
بہیر ون آپ ہی چھیڑے سی ہین گانے والے

کیا بتوں کدہ سمجھی ہو خدا کے گہر کو
کون ہوتی ہو مری دلمین سمانے والے

جو رسی موڑ کے منہ طعنے سے میری بلا
تہک کی خوب بیٹھہ رہین گروہ ستانے والے

نطق اب گہر سے نکلنے کو ہی وہ نور نظر
ہین کدہ ہر پلون تا آنکہین بچہانے والے

تازیہ ہین وہان آفتین ڈہانے والی
جیسیلون مین ہو جو ہون دو چار ستانے والے

دیکہین کیا ماری پٹی کبھی کڑہانے والی
اب ہی بازآئین مری لکی سنانے والے

ہین ہی آپ کے گیسو سے گنج عارض
لوگ کہتے ہین جنہین سانپ خزانے والے

کچہ ہی بگڑا تو نکو سکہائی ہین وفا کی معنی
اچہی ہو ساد ہین عمار پڑہانے والے

کوچۂ یار مین ہم سب سی الگ بیٹھے ہین — کون یہ گبر و مسلمان مین اوٹھانی والے
نسہی بوسہ کوئی نیم نگہ نیم ادا سہی — کچھ تو اری دولت خوبی کی لٹانی والی
چمک گئی ہم کرم ساقی دریا دل سے — تیسے کا میکو کہین ہونگی پلانے والے
دور بیٹھا ہون ہٹون کیون مین سیاہی دمسے — سرکین پہلو سی نہ زالونگی مرجانے والے
آتش شوق مین وہ سوختہ جان جل نہ بجھے — ڈھیر در پر ہو دبوتے کے لگانے والے
نہ عدو اونکو سکھائین رقیب اونکو پڑھائین — میری طالع ہین خود اوستاد پڑھانی والے
اس نے اکست پر اجی ہونگی تم ہی کیا خوب — کون ڈرتا ہی اگر تم ہو ستانے والے
درد سر شام ہی سی اوسنے بنایا شب وصل — میرے تو نظر آے جو جگانے والے

غصے منہ میرا تو بگڑا ہی پر آئینے مین ظفر
اپنا مانند یکین ذرا منہ کی چڑھانے والے

۱۷۱

بدنام مفت سارے زمانے مین کر گئے — سمجھین گے ہم بلے تو جوانے کدھر گئے
آہ اس قدر رسا کہ فلک سے گزر گئے — پہر اتنے نارسا کہ نہ اوس بام پر گئے
دم بھر نہ ٹھہری غمزہ شب وصل کر گئے — کیا آئی کیا گئی اوہر آئی اودہر گئے
جتنے کو تارے رات مین دیکھا بین خیال — سلک گہر کسیکی گلی کے بکھر گئے
کمسلا شکار دل نگہ بیحجاب نے — گھونگٹ اوٹھا کہ بازی ٹوپی اوتر گئے
تیغ جفا ہی رہے سسکا کرے رقیب — مین مر کی جی گیا مری اچھی گزر گئے
جمعیت حواس کا شیرازہ کھل گیا — جوڑا وہ کیا کھلا کہ طبیعت بکھر گئے
نکلے صبا سی ہی وہ ہوا کھانے بیشتر — نکہت سی آگے اونکے سواری گزر گئے
دلکو جو وجد رات کو تہا ذوق دردسی — آہ شرر فشان مرے کیا کیا بکھر گئے

دزد حنا سے رہیے یہ ہشیار مجھکو کیا
کہیئے گا تا تہ مل کی انگوٹھی اوتر گئے

ایسی بھی نازکی کہین دیکھی سنی نہین
انچل سنبھالنے مین کلائی اوتر گئے

تلوار وہ سنبھال چکے میرے قتل پر
ٹھٹکا ہے باندھنے مین جو ناف وکمر گئے

کیسے شراب عجز مین پانی چوپے لیا
سمجھا کہ آب تیغ گلے سے اوتر گئے

یاد شب نجیر یاد کسیکی شب فراق
آئے تو جان زار کے سمکین کر گئے

کب تک زبان پہ مہر رہے شب غم کی ہول ہم
آتے نہین دل کے ملکر موت مر گئے

سینے مین حسرتون کی جگہ ایسے بھر گئے
امید کشمکش مین پڑی دیکھے مر گئے

کیا قہر یاد شوخی دلدار کر گئے
شب میری خرم دل مین نمک چھڑک گئے

کمبخت آہ خواجے اونکے ڈرے ہوئے
چوروں کی طرح رات کو اوس بام پر گئے

نکلے ہین چاند تاری پر ایسی صورت نگار
انکھین تجھی کو ڈھونڈھتی ہین کدھر گئے

کہتے تھی ہم نہ باغ مین جسکی تقاریو لٹ
یہ خون کسکے سر ہوا بلبل جو مر گئے

کیا کیا غرور ہین اونھین حسن سباب پر
سبزی جب نمو ہوئی تب اور چر گئے

آنے سے تیرے مین جو بچا غیر مر گیا
بھاگی جو تیر سے گھر سے تو موت اوسکی گھر گئے

مر کر بھی ملے تو تیم رنج سے نجات
ڈوبی نہین یہ ناؤ مری یار اتر گئے

کیا دل فریب نگہ شعر مین ہے نظیر
تھے آنکھ مین ہنوز کہ دلمین اتر گئے

دو دو دل ابر دم سرد ہوا ساون کی
ہے یہان بارہ مہینے مین ادا ساون کی

مجھکو گرمی مین ہی ہے جو ہوا ساونکی
رووین بیٹھکے تو تا مین اوڑا ساون کی

ٹھنڈی ہوا نسیم جو روتی ہیں جو بہار دیکھا
دم چڑھائی ہوئی پہرتے ہی ہوا ساون کے

جس طرح دود جگر آہ سرد کی ہوا پھیلی
اس طرح اوس ہی فرقت میں گھٹا ساون کی

وقت رو دھونے کے خیال خط سبز جانانہ
ہمکو گھر بیٹھے دکھاتا ہے فضا ساون کی

مر گیا مجھ سا جو بیکس تو بہت روئی گھٹا
کھول کر بال بہت روئی گھٹا ساون کی

تھوڑی تھوڑی جو پڑے گرمی چشم تر سے
گٹ کی تیلی کی برابر ہو گھٹا ساون کی

یہ گرجتا ہوا بادل نہیں آتا ہے نظر
رعد منحوار دنکو دیتا ہی صلا ساون کے

عاصی بیچارہ ہے بیتاب ترے ہجر کی تنگ
رہ گئی دم کے طرح گٹ کی ہوا ساون کی

کون بیٹھا ہوا اس بادی میں بجلی کیا ہے
پردہ کس شوخ کا یارب ہے گھٹا ساون کی

مے کشو غنچہ نہیں ہاتھ کی عورس ہی ہے
ہون جو بھٹی کی بجارات گھٹا ساون کے

اوسکی بھیگی ہوئی باتونکی جو نڈ ہون نسیم
لاؤن چوٹی سی پہاڑونکی گھٹا ساونکی

موج مے جام سے بہنچی ہے لب بیکس تک
لے اوڑی بادہ گلگونکو ہوا ساونکی

فصل کی جوش سے نی لغزش مستانہ تو ہے
لڑکھڑاتی نہیں بیوجہ ہوا ساون کی

رو کی پابند کے کڑا ہجر میں سکا کیا ذکر
ہمنشین اب مجھے یاد دلا ساون کے

فوج اندوہ ہی پاکر دا وہی فوج کی ہے
ہجر میں سکی سوا کیا ہی گھٹا ساون کے

تیرے فرقت زدونکو گور کے اندھیاری ہے
چاندنی نکھری ہوئی ماہ لقا ساون کے

سبزہ لی روپ ہے بیمردہ ہی جی ہی جواہ واس
نطق کیا ہجر میں خوش آئی فضا ساون کے

وہ او ٹھکر ہری پاس ہے کیا گئے
رخو در فنگی مجھکو سکھلا گئے

صنوبر تری قد سے بتا گئے
چمن میں سے غل چا گئی چھا گئے

وہ لاشے پر آئے عجل مین ہوا
پسینے مین مردیکو نہلا گئے

کفن سرخ شاہانہ جوڑا بنا
شہید جفا کے دولہا گئے

وفا کرچکے بس جفا ہو چکے
ہم اپنے کیئے کے سزا پا گئے

فلک گو بہت فتنہ پرداز تھے
اون آنکھونکی گردش سے چکرا گئے

نہ لائی مری گرم جوشی کی تاب
نزاکت سی دم بھر مین مرجھا گئے

شب غم مین آنسو گئے تا ثریا
شرر آہ کے تا ثریا گئے

گلوبند مین ہو جو موتی ہو دیپ
پڑی چاندنی تو وہ کملا گئے

ترا ظل دیوار ممدود ہو
کہ ہم بھی یہان پانون پھیلا گئے

مگر تیرے رخ کے بوسے لیئے
کہ مصحف تہا ہم اوسکو دیکھ آگئے

نہ خط سی ہی منہ دکھانیکی سکی
کہ آئینہ رخ مین بال آگئے

نہ کچھ میسے چرخ دنی کے چلے
جو لائی سے سب پی گئی کھا گئے

نہ چونکی جو سوئی تری یہان مین
سر فیل سو بار چلا گئے

سر راہ عدم رفتگان کیا ہوا
کدہر اونکے نقش کف پا گئے

ہمین عیش سی آتا کیا ہوش مین
گئے وہ جو ہم آپ مین آگئے

ابھی نطق تو مرنے والے نہ تھی
مگر لوگ کہتے ہین کچھ کہا گئے

جفا کرچکے بس وفا ہو چکے
اب ایسا نہوگا خطا ہو چکی

نہین ہو چکی اب تو کیا ہو چکے
شب وصل ہے ولربا ہو چکے

زمین آسمان ایک دل نے کیا
تڑپنے کی بھی انتہا ہو چکے

یہ آزار دل جانے والا نہیں ۔ یہیں ہو چکے بس دوا ہو چکے
عدو سے بھی آخر بگڑ ہی گئے ۔ نہ کہتے تھی تمسی وفا ہو چکے
جو دل اوس سے پھیر کرتا نہیں ۔ تو ہمسے بھی اسکے دوا ہو چکے
بندھی اوسکی بوٹی سی قد کی ہوا ۔ صنوبر کے نشو و نما ہو چکے
مہ چار دہ چار دہیں ہوئے ۔ ترقی کے بھی انتہا ہو چکے
پتنگا سی جو ایک ہے جان زار ۔ وہ اوس شعر و پر فدا ہو چکے
مری نالی سن سنکی بولا وہ بت ۔ شکایت مرے تا خدا ہو چکے
تمہیں ہے مری جان کچھ ہو تو ہو ۔ مسیحا سے میرے دوا ہو چکے
کرین کیا بھروسا تھا ایک آہ پر ۔ وہ کمبخت بھی نارسا ہو چکے

اڑ بھاریگا اسی نطق جوش شباب
لبسن اوسنے شرم و حیا ہو چکے

کو موت شب ہجر نہ آنے پر اڑی ہے ۔ مجھکو تمہاری ہی کمر پڑی ہے
ٹلتا نہیں میدانسی گو دبوپ کڑی ہے ۔ انسان ہی کہ دیوانہ ترا دبوپ گھڑی ہے
ای روح نکل نرگس مستانہ کے غم میں ۔ جام مے کو ترلے وہ حور کھڑی ہے
پردیمیں بھی ہے حسن تماشا طلب اوسکا ۔ دیوار میں در تن کی جگہ آنکھ پڑی ہے
بوسوں کی ہری جاتی ہے اوس شوخ کی ۔ یہ نرد کا اڑنا نہیں قسمت کی اڑی ہے
پردہ جو اوٹھایا تو تنگا ہو گا ہی جھمٹ ۔ رخسار پر اوس شوخ کی کیا بھیڑ پڑی ہے
بجلی کی طرح ہنس مری روئے سے نہ ظالم ۔ بھادو نکی نہ جھالی ہیں نہ ساون کی جھڑی ہے
روئی ہیں ہیں محنت جگر و دل کی بھاریں ۔ جو تار ہی تنکو نکا وہ ہونکی چڑی ہے

یہ میری سیہ خانی کے ہی چاند کی اڑہ
جو صحن مین لیٹی ہوئی کملی سی پڑی ہے

مین نے جو کہا بوسہ بزور آپ کا لوں گا
کہنی لگی کیا بات ہے جان لوٹ پڑی ہے

رات آنے کو آئی ہی کہان ہو تمہین تو دیکھو
پانو نکالا لکھوٹا ہے نہ سی کی دھڑی ہے

جڑنی تھی نگینی کی جگہ آنکھ ہمارے
یہ تیری انگوٹھی کی سی ساوج ہے جڑی ہے

گھبرا کے وہ اوٹھہ جانیکے ہی جوش تمنا
کیون فوج کی فوج آئی بھلا ٹوٹ پڑی ہے

بیوجہ نہین ہے یہ پریشان نظری نظمی
کیا مجھ سی جھبانے ہو کہین آنکھ لڑی ہے

تپ سے مجھی چڑھ آئی بدن پر جو پڑی ہی
کچھ دھوپ سے ہی چاندنی فرقت کی کڑی ہے

لاغر ہو نہین ایسا کہ دکھائی نہین دیتا
آئی تو ہی حیران سی پر موت کھڑی ہے

بیتاب ہین وہ بہی ہے پر بیتابی دل سے
کیا میرے خبر لین گے او نہین انی پڑی ہی

شوخی نہ شرارت نہ کرشمہ نہ اشارت
آہو کی فقط دیکھنی مین آنکھ بڑی ہی

ممکن نہین تعریف کسی اہل سخن سے
چھوٹی ہی سی منہ کی صنم بات بڑی ہے

آغاز شب غم کی حقیقت تو بیان کر
ای خضر شبی کہ تری عمر بڑی ہے

دم بھر مین نبٹ لیتی حباب اور ہوا آپ
ای موج عبث بیچ مین تو پہاند پڑی ہے

ای روح یہان جسم نے ہی بالی ہے جنت
اوس حور کے کوچی مین مرے لاش گڑی ہے

سنتا نہین کوئی شب غم کسکو پکارون
یہ کیسی مری سادی خدائی مین پڑی ہے

طوفان طبیعت ہی روانی مین تری نظمی
ہر بحر غزل جاکی سمندر سے لڑی ہے

جب کبھی شام کو وہ آئنہ لیکر بیٹھے
سیر گلشن رخ گلرنگ کی گھر بیٹھے

پھوٹ پھوٹ اس قدر اجھا نہین تیرا رونا
دیکھ ای دیدۂ گریان کہین گر بیٹھے

چاہتا تھا نہ تری بزم سے دل جانیکو
رات کو ہم کوئی سو مرتبہ اوٹھکر بیٹھے

اسکے پاس آج تو کل اوسکی یہان ہی سنیا
بیسوا وہ ہی کسیکے نہ کہی گھر بیٹھے

اوسکی خاطر کو گران غیر کے دلکو بھاری
خاک ہم بیٹھے وہان بنکے جو پتھر بیٹھے

اثر نالہ ہے وابستۂ درد الفت +
دلسی جلی اگر ای جان تو دل پر بیٹھے

ایلچی را چہ زوال اوس سے نہ کچھ خوف کری
نامہ دی نامہ پر اوس بت کی کبوتر بیٹھے

قہر ای گل ہی کہ بلبل کو ملی کنج قفس
شبنم آغوش مین ہو خار برابر بیٹھے

کچھ نہ وحشت مین غزالون ہی نی سر کیا دیا
سامنی میرے بگولے ہی تو ڈھکر بیٹھے

غور سے بحر جہان گزران جب دیکھا
ایک ہی ناؤ مین تھی خضر و سکندر بیٹھے

یہ خط سبز نہین اوسکی لبونکے نزدیک
حضرت خضر ہین گویا لب کوثر بیٹھے

اتنی طاقت ترے آنی ہی بدن مین آئی
آج مدت مین ہم اوٹھکر ہر بستر بیٹھے

دلکی ہی میت ہی لف کی جس حلقے مین
خوب ہی بیٹھتی ہی نرد پہ جس گھر بیٹھے

اس نگاہ غلط انداز سی کیا تسکین ہو
تیر ایسا تو لگا جو مری دل پر بیٹھے

غیر کے پاس اکیلا نہ اوسی چھوڑ سکے
رشک کے صدمے نہ اٹھاتی رہی شب بھر بیٹھے

گھر سے نکلے شب وعدہ کبھی ہو کر بیتاب
ہو کے مایوس کبھی جا کی پھر اندر بیٹھے

ضبط گریہ سے ہی اٹکا مجھے دل کا ہر دم
اسمین کچھ شک نہین پانی جو مرے گھر بیٹھے

نطق کہل جا ہی ہماری مگ جان کی حسرت
اگر او سپر مژۂ یار کا نشتر بیٹھے +

زخم دل گو یا نہین پر بتا کے بیدادی
دیکھ منہ کھولی ہوی لب تشنہ فریادی

کسلئے منت گزارا اپنا دل ناشاد ہے
غمکو شاید کاوش مژگان جانکاہ یاد ہے

بستون اوس شستہ بیدادی کی روداد ہی
اس قدر رنگرے ہوا گویا دل فرہاد ہے

اور تو کہتی نہین کوئی کملی رہنے کی وجہ
چشم قربانی مگر محو رخ جلاد ہے

وصل کا وعدہ وفا ہوتی کبھی کیا نہین
ٹال دیے کو تمہین یہ خوب عذر ایجاد ہے

آرزوی وصل سی گلشن مین میرا ہی رنگ
روی گل پر منہ ہی اور آغوش مین شمشاد ہے

اشک کا قطرہ ہی جب ٹھہرا کرون کسکا علاج
آنکہ سی گر نا دلا لقمہ یہ کے افتاد ہے

جونہ یاد آئی کبھی تمکو وہ ہی بندیکا نام
جو کبھی بھولی نہ مجکو وہ تمہارے یاد ہے

جو نہین منت کش ایفا وہ وعدہ ہے ترا
جو نہین ممنون اثر کی وہ مری فریاد ہے

تم یہ نازک دل کہ جو بیداد کو بھی سمجھو ناز
ہم یہ نازک دل کہ مجکو ناز بھی بیداد ہی

ابرلیون تک مار کے پہنچی ہین گیسوئی رسا
خوب چھا جاہی جو کبھی ماہ مین سیاہی ہی

ہند مین آ آکی بت کرنے لگی کبر و غرور
کعبے کی رانڈی ہوئی ہین تکی یہ بنیاد ہے

گوشہ چشم ستمگر ہے کمین گاہ نظر
مرغ دل ہشیار رہنا گھات مین صیاد ہی

مشت خاک اپنی کدورتکی ہی یہ بنیاد ہے
اپنی آہونکا بگولا مجروح بے بنیاد ہے

سایہ یان ہر دم ہی تہ دامن ہی سایہ کا خیال
ایسی ہم دیوانی ہین جسکے پری ہمزاد ہے

لونگے سے کار رشتہ ہر دم ہین پیش نظر
وہ نئی ایجاد یہ ایجاد ہے

دہیان مین عشاق کی آزردگی لاتی نہین
جانتی ہین وہ کہ نظرون کو لگا شاید

پیار سے میری گلی مین رات کو ہین لے گئے
رات کی ہی کچھ کچھ کہانی کچھ اوٹل یاد ہے

پھر ہلال عید قربان کی طرح منکی مجھے
پھر نئے سر چکر محو مبارک باد ہے

تنہا تو دل ای چشم گریان شاد یا ناشاد تنہا
تنہا و اب باقی نہ تیرے آنے ہی کا شاد ہی

سرفرازی اور تقدیم اسے ہی ایجد مین نطق
ایک نقطے کا نہین پابند الف آزاد ہے

لے قتل مجھ کر تر سے جی مین اگر آئے — اچھا ہی برا کیا جو طبیعت ادہر آئے
یہ آہ غضب ہے جو کہین بات پر آئے — دیکھی گا کہ در نکلے ترے دلمین در آئے
پتھر کے بھی دل ہی او ٹھا صدمۂ دوری — منہ تیرا پھر آئینے کے آنکھہ پھر آئے
او ستاد تہا جو کانۂ شب وصل سحر تک — ایک اور دیا جام او نہین کچھ نہ مگر آئے
گھبراتی ہی پھر اپنی طبیعت کئی دن سے — بس آج ہی کل سنیو کسی شوخ پر آئے
یار آتا ہے یار آتا ہے رٹ لگ گئی دلکو — سچا ہی یہ طائر مجھے سچے خبر آئے
سینے مین پری خوب تصور نے اوتارے — دلمین مری تصویر پر مرد اوتر آئے
ہستا ہوا شاید کہ وہ گل سوکے او ٹھا ہی — دامن مین بہر پھول جو باد سحر آئے
وہ زلف بہت بڑہ نچلے خیر نہین ہے — جس ور کسی بیچ مین نازک کمر آئے
وہ بھی جو مجھے کرنے لگین پیار عجب کیا — اب غم کے بدولت مری رنگت نکھر آئے
جب غیر کو بہر کے کیے جام عنایت — حسرت سے مرے دلکی طرح آنکھہ بھر آئے
سونا زسے رکھین گے قدم جب او ٹھا کر — تو آپہی یہان اونسی جل بیشتر آئے
الدی وانی تری شمشیر نگہ کے — سر پر تہی بس اتنے مین کہ سو چین ہر آئے
فریاد سے اپنے او نہین آزردہ جو یارا — آگے نہ بڑہی آہ فلک سے اوتر آئے
کمبخت پیمبر نے نہین آکے سنائے — بس ننکی جیسے ہو گئے سن وہ خبر آئے
منہ سے بھی لیا پر نہ چھپا راز محبت — عمار خموستی ہوئی مشہور کر آئے
یاری خلش غم سے کہلا ہے ابہی باقی — آنکھون سے بہا خون تو دل کی خبر آئے

ظاہر ہے دمِ رخصتِ جانان جو قلق تھا
باایں ہمہ ضبط آنکھ مری بھر ہی بھر آئے

بے سود ہیں اب آہ کی اندر رز و نصائح
ناصح یہ طبیعت ہی بس آئی جدھر آئے

اوس تک نہ ہوئی آہ کی افسوس سائی
ٹکرا کے لبِ بام سی ناکام اوتر آئے

دیکھو تو کہیں لاش نہ ہو لختِ جگر کے
یہ نکہ کے دریا میں ہی کیا چیز ادھر آئے

خالی ہے پری وہ نگہِ ناز کبھی نطق
کچھ طاقتِ دل لی ہی گئی جا دِ ہر آئے

شکل یہ آہ بے اثر کے ہے
اونکو ٹھنڈی ہوا سحر کے ہے

بیٹھہ یوں سایہ فصیلاں میں
ای جنوں دھوپ دوپہر کے ہے

میرے دردِ جگر سے واقف ہو
ہر گڑی آہ نے خبر کے ہے

حسن ہے خانہ زاد صاحب کا
دلربائی کنیز گھر کے ہے

داستان دراز رنجِ فراق
ایک نالے میں مختصر کے ہے

شمع سوز و گداز کے ہے گواہ
پوچھیے کس طرح سحر کے ہے

دن جدائی کا روزِ محشر تھا
دھوپ کیا مشکلوں سی سر کے ہے

دنکو نومیدی اور شبکو یاس
نطق نے عمر یوں بسر کے ہے

دیکھہ بدل وہ یار کا گھر ہے
ارے سائی ترا مقدر ہے

نہیں نسبت ترے دوپٹے سے
چاندنی ایک میلی چادر ہے

نیکیاں کر رہی ہیں جسن عمل
گور ہکو کنارا در ہے

پہنچے ایڑی تک اوس صبیح کی لف
راتدن اندنون برابر ہے

ایک تو جھوٹا وعدہ کرتے ہو
دوسری ہا نہ میرے سر پر ہے

کیون آؤن آپ کیون آؤن مہانی میرے
یہ گلی ہے کہ آپ کا گھر ہے

بند مٹھی ہے غنچۂ گل کے
ہر کسیکو محبت زر ہے

قمریان لین تعلیون کی ہزار
کب صنوبر ترے برابر ہے

ہر ادا مین ادای دیگر ہے
ہر نوائے مین ایک اشارہ جدا

وقت فرصت کبھی سناؤنگا
شوق کا میرے ایک دفتر ہے

میرے آہ و فغان کی آگے نطق
کان کے بات شور محشر ہے

ادہر ہم آئی اودہر آپ کو ملال ہوئے
نہ آدمی ہوئی کوئی بُرا خیال ہوئے

ہوا یہ طول شب غم سفید بال ہوئے
جو قرن ہو گئین گھڑیان تو لمحی سال ہوئے

خدای خیر کرے عمر رنج و غم کے دراز
کہ وقت بد مین ہماری شریک حال ہوئے

کہ انتہا ہے شب ہجر کے نہین معلوم
ہوئی نہ رات تری لمبی لمبی بال ہوئے

کہان ہے اوہ لگاوٹ کی ای حضور نگاہ
کدہر گئی وہ چھری جس سے ہم حلال ہوئے

تمہاری تیغ نے مریخ سے لڑائی آنکھ
ہماری خون ہی جوہر حوالہ لال ہوئے

مجال کیا کہ گلی مین پھٹک سکین عاشق
بنے ہین شیر یہ کتی ترے مجال ہوئے

غرور و نخوت الگ ہے جفای جو الگ
بُرا ہوا جو یہ انسان خوش جمال ہوئے

تمہارے رقص نے بسمل کا رقص دکھلایا
ادہر تو ہا نہ اودہر ہا لوگ ادہر حلال ہوئے

مریض خال تری غمزہ کی گولی کے
بہت سے مر گئے اچھے ہوئے خال خال ہوئے

لطافتین یہ بدن مین شباب کے بہر دین
وہ نرم نرم کف پا پری کی گال ہوئے

لگے جو پیر و نکو پتھر تو یہ صدا آئے
پہلی یہ خوب ہمین پہل بہت نہال ہوئے

یہ کل کی بات ہی آپ سکو ایسی بھولی ہین
مری ہوی ہمین گویا ہزار سال ہوئے

وہ ناتوان ہین وحشی تہا مثل نکہت گل
کہ موجہ ہای نسیم بہار جال ہوئے

گڑی ہین شہ ابرو اوسی گلی مین قطب
بہشت کے وہ ہوئے خاک جو حلال ہوئی

غافل نہین ہون خواب مین تیری خیال سے
ہے بند آنکہ باز نہین وہ یکہ بہال سے

وحشت ٹپک رہی ہی مری چال ڈہال سے
نقش قدم لڑاتی ہین آنکہین غزال سے

نکلا پٹک کی دام سے کیسو کے مرغ دل
کیا صاف بال بال بچا بال بال سے

ای زرد رو خزان مجھے بتلا تو کیا ہوے
وہ سبز سبز ہو نمین گل لال لال سے

بکہرے ہوئے وہ زلف ہے مجموعہ بلا
اندیشہ جان کا ہی مجھے بال بال سے

دکہلائے تل ہلاک کیا دور سے مجھے
گولی کا تم نشانہ اوڑاتی ہو خال سے

پنجہ خدا نے مہر سا اوس بت کو دیا نہین
مہتاب سے ہتیلیان ناخن ہلال سے

ہم قیمت اوسکی توڑ دین بازار قفر مین
کوئی جو آبگینہ لڑائی سفال سے

کیا پوچہنا ہے داغ جگر کے چراغ کا
روشن ہوا ہے آپکے سمع جمال سے

ہو ہوکے خاک اوسکے ہوا اوی اوڑا گئے
دو دو کبی ہم نکل گئی گرد ملال سے

ہر نقش پا مین نقشہ ہے نقش مزار کا
ہر ہر قدم پہ ہین جو ظالم کی چال سے

پہوٹ رہین گی ایکدن وہ نظار کی جرم پر
آنکہو نکو تو قطع رہو گی اس دریچہ بہال سے

دل سی بہولا نہ یہ کبی کم ہی سی لطف کم سی
یہ بہی ہین ہین سی جور سی ستم سے

سیر کو آخر آئے ہین قبر مری قریب ہے
رخصت اونہین جو نازدی اور یہی قدم سہی

صبح کو شام کرنے کو شام کو صبح کرنیکو
چاہیے ہمکو شغل کچھ ہو نہ خوشی تو غم سہی

ہنسے حضور ہر گھڑی ظلم سما بجای گا
لطف اگر ہو دو پہر تو رہی کوئی دم سہی

غیر کا کرنہ انتظار وہ جو نہ آیا جانے دے
اوسکی جگہ پر ای صنم آجکی رات ہم سہی

بیٹھہ گئی جہان کہین عمر دوزہ کاٹ دے
قید مکان نہین ہی کچھ دیر نہین حرم سہی

چاہیے پھر نہ آئے آنے کو کیلے جایئے
دلکو اسی سے جوش کرین وعدہ ہو گو کم سہی

کل ہی جو ہو چکے ہین جو ٹھہرا قول قول ہی قسم ہے +
کیا یہ کہا حضور نے قول سہی قسم سہی

خوب کہی سنی کی کیون سہینگے اور ہمسے
جور و جفا جو ہمنے کی کون ای ستم سہی

کرتے جو خوش کبھی کبھی بخش دی تب جگہ بھی تھی
آپکا غم نہین سہی اور کسی کا غم سہے

خود مجھے فکر ہمہ کے تئی کاٹ کہ در مرکے
خوب ہوا کسی ہے در تیغ جفا علم سہے

عفو کرو ہوئی خطا منہ تئی نہین نکل گیا
لو نہ خفا ہو بیوفا آپ نہین ہین ہم سہے

نغمہ نے نہین ہے آہ ذوق ہو سمع ہمکو نطق
کام فقط اثر سے ہی دم مین اثر ہو دم سہی

ابھی کیا کیا ہین خیال اور جو یار آجائے
کچھ نہو عیب مین ایسا دل زار آجائے

دم مین اوس شوخ کے یون تجربہ کارا جائے
ہٹ کی دل حیف ہی پھر دوسرا بار آجائے

تو مری جذبے صیاد نہین واقف ہے
مین جو چاہون تو قفس ہی مین بہار آجائے

چہچہاتی ہوئی آجائین ہزارون بلبل
تم اگر جاؤ تو گلشن مین بہار آجائے

کامیابی کی نہین طالع بد سے امید +
جاؤ نہین ہوش سہی نفع جو یار آجائے

خوار و رسوا نکرای جوشش وحشت اتنا
کہین ایسا نہو اوس شوخ کو عار آجائے

ہاے پوری نہ مری آرزوے مرگ بھی ہو
وہ چھری لیکے اوٹھین اور پیار آجائے

بخت برگشتہ کی تاثیر سے منہ پھیرین وہ
سامنے راہ مین میرا جو مزار آجائے

چھیڑتا ہون اوسی خلوت مین اکیلا ہاکر
کیا مزہ ہو جو مری مین کہین یار آجائے

ہمکناری کی تف سینہ ہی مانع شب وصل
ڈر ہے اونکو نہ حرارت سی بخار آجائے

ستم و جور کا بدلا ہو تلافی غم کے
پوچھنا کیا ہے جو مجھپہ دل یار آجائے

وہ جلن دل کی شب ہجر عیان ہو آیا لد
وہ بیان اب ہو سکا جو آجای بخار آجائے

قہر ہے آپکے نازک کو ہوائے گلگشت
گرمی آتش گل سے نہ بخار آجائے

بیٹھتے ہین وہ لب بام اسی تاک مین ذوق
مارلین کوئی گلی مین جو شکار آجائے

ہاے جسکے لئی ہم خاک برابر ہو جاہین
خاک ہے اپنے اوسے نطق نجار آجائے

کل توبہ بہنے والی تھی عہد شباب کے
میخانے کھینچ لی ہی گئی بو شراب کے

دستار پاک شیخ فضیلت مآب کے
رندون نے لاکی بیچ سی ہین شراب کے

دو چار دنسے آپکو پاتا ہون ہوش مین
او تری مگر چڑھی ہوئی حضرت شباب کے

آیا ہو تمین کسی ہی نکیرین وہ ٹھہ کر
جاؤ نہین ہے تاب سوال و جواب کے

بھولے گا بوسہ لب شیرین کا سب مزہ
کٹنی کریگی دانت جو ترشی عتاب کے

لخت دل و جگر مین برابر گتھی ہوے
ہر آہ گرم بیچ ہی گویا کباب کے

ہون محض ہیچ کارہ نہ دنیا نہ دین کا
مجھکو بنا کی خاک کی ہٹی خراب کے

مجہ رند کا مزاج ہی ساقی بہت لطیف
کافی ہی ہر نشہ مجھے بو شراب کے

یارب ہون کیون حریص مے ناب اتقد
دایہ نے دودھ ہی کیا مجھی گھٹی شراب کے

دیوانہ کر دیا ہے کسی چشم مست نے
زنجیر چاہیئے مجھے موج شراب کے

لایا ہے ایسے وادیٔ تفسیدہ میں جنون
ہر ذری میں جہان ہی پیش آفتاب کے

طفلی سے ساتھ ہی مجھے ذوق میکشی
اونگلی کے بدلے منہ میں قلم تھی شراب کے

اگر مرزا میں تا کہ لکھوں دوسری غزل
ساقی ہی التجا ہی دوبارہ شراب کے

چاند جب ابر کی خ سی وٹھا دی نقاب کے
اوٹ آئینے نے لاکے کھڑی کی حجاب کے

سہمی ٹہر سے یہ دل پر اضطراب کے
بجلی بھی بھاگی چھوڑ کے کملی سحاب کے

رکھیو یجئی کتاب حساب و کتاب کے
کچھ کمی شیخ جی کرم بے حساب کے

اے بحر حسن رات جو تڑپا ترے لئے
زنجیر برق موج ہی اضطراب کے

دیکھو ہماری دست درازی شوق کو
وہ شوخ خیر مانگ رہا ہے نقاب کے

کسکی گلی سے ہی اوڑایا مرا غبار
دیکھو صبا نے کیا مری مٹی خراب کے

اے غنچگان خستہ کو در گور کیا کہیں
خود داد نکی گہر ہے فاتحہ خوانی شباب کے

او شہسوار تو نے نکالا نہیں ہے پاؤں
پتلی نکل پڑی ہے یہ چشم رکاب کے

عالم میں تیرے روی مخطط کا شور ہے
ہے دھوم اس پیمبر صاحب کتاب کے

بوسے ہیں کانٹی حق میں تری تیری چور ہے
یہ خط نہیں ہے او تری بی آیت عذاب کے

مارا ہی بن میں گور و کفن بھی نہیں نصیب
تو نے تو ای قضا مری مٹی خراب کے

نیچی نگاہیں طائر دل کے ہیں گھات میں
اٹھی شکار کی ہی یہ ٹٹی حجاب کے

دیکھو اوسی گلی میں اگر ہی تلاش ذوق
رہنی کی ہے جگہ وہی خانہ خراب کے

بزم سخن مین وجہ یہ ہے ازدحام کے
شیرینی آج بٹتے ہے انہی کلام کے

کر وصف آب سیحہ خوش نسیم کے
جلادو کہ سبیل شہید وفا نکی نام کے

گزرا شباب حسن مین اب وہ چمک کہان
برق جمال و یکینے نکلے ہے آم کے

کیا بات اون لبونکی ہی قربان جایئے
ہے آرزو کلیم کو جنکے کلام کے

ایوای مے بے توزبانی عدو کی ہی
مت مین تو آبلے تمنا پیام کے

چاہے خدا تو اوسکی ہر چشم مست ادیب
ساقی کے اختیار مین گردش ہی جام کے

تیغ نگاہ ناز سے عالم کیا ہلاک
ترکان چشم یار نے ترکی تمام کے

بعد فنا بھی گور مین پڑتا ہے زلزلہ
آتی ہے یاد جب بت محشر خرام کے

کرتے ہو پی کے غیر وتمین تم ہی حجابیان
اسوا سطے خدا نے تمہے حرام کے

پی پی ہی کہتے کہتے پیسی نے جان دے
رٹ لگ گئے تھے یار اوسی کی اسی نام کے

دل ہو نگار گشتکی آرزو سے نطق
تلوار جب دے تو جرے نیام کے

ٹھہرائے ہے نقاب اب قتل عام ہے
سفاکیان مین تیغ سی بڑھ کر نیام کے

آتی ہے اونکی چرخ فی صبح فی شام کے
سو جی فی اچھی جلد اوسی نقام کے

باندھے ہی ایسی بخل پر احباب نے کمر
دینے کے نام داد ندین یہ کلام کے

لو اور سنے جاتی وہ آغوش غیر مین
نیند اونکی میرے نالون فی حرام کے

طفلی سے ایک وی کتابے کا شوق ہے
لے بیٹھے بوستان جو گلستان تمام کے

لائین کہان نالۂ بلبل کا وہ دماغ
ہو بوی گل سے جنکو شکایت زکام کے

تم دیکھنا کہ حشر مین محشر بپا ہوا
امت اوسی جو عشق علیہ السلام کے

بدخو ہو جو حسین نہ چاہوں وہ بھی کبھی
مین شکل دیکھتا نہین صورت حرام کے

صاحب کا بندہ حسن ہے پر اعتبار کیا
مشہور ہے فراہے عادت غلام کے

آتے ہین پوچھنے وہ مرے حال زار کو
جب بس چلے کہ اب نہین طاقت کلام کے

اونکی حضور رو سے جنبش نہین ہے نطق
میرے زبان منہ مین نہین میرے کام کے

حجاب چھوڑ کر اب لبری دیبا کے
مرے بغل مین نہ تصویر بن تو دیبا کے

خیال یار کا رہتا ہے رات دن دل کو
پری بغل ہی مین شیشی نے اپنی پیدا کے

زوال حسن نے کھینچا او نہین تشنجی مین
شباب کے نہ وہ شوخی رہے نہ چالاکے

وہ آج کون ہے او سکے تلاش ہے کو نہین
وہ شوخ حسن سے دولت ہوا ہی نیا کے

یہ زخم پر مین یا یا مزہ کہ روح ای ترک
شکارگاہ مین بن بن کی آہو آیا کے

نگاہ شوق سی زار ہو طپا نچے کا
یہ نازکی ترے گالون فی کب سے پیدا کے

بالون ابھی نہون نے نہ ایک دل چھوڑا
حیا و شرم نے پیدا کی اور چالاکے

ترے پ ترپ کے مرا تہا جہا نین کشتہ یاس
ہزار سال ہان یہ کسی سی برسا کے ہے

نہ مغز سی جیے گا نگاہ کا مارا
یہ سحر بات نکھو دے کہین مسیحا کے

پکارتا ہے یہ او سکا کرم کہ مین نہا مین
نہ آج فکر کرو باز پرس فردا کے

غم فراق سے دور شراب مین ساقی
یہ ہچکیان مجی ولوا رہی ہین مینا کے

بزور بوسے لیے ایک ہی نہین سنی
او نے کام نہ نکلا بغیر نیا کے

یہ عشوی غمزے ہی کچہ تہی جو ہم ہی کچہ ہوتے
ہماری سادہ دلی سے او نکی چالاکی

یہ عذر تنگ دہانی اجی بہت معقول
نہ بات کرنے کے کیا خوب ہے بہانا کے

مین نے کہتا تھا کہ اونکو مجھے بات تا تھا
چلی ہی رات کو کچھ بات نطق شیدا کے

بہار رنگ و بو مین گلشن اوس سے
مرا دل بلبل اوسکا شیون اوس سے

وہ نطق ای بت کہ ہی بندا گرن اوس سے
ہوئی ایجاد طرز شیون اوس سے

وہ رخ روشن کہ دل ہی روشن اوس سے
چراغ داغ مین ہے روغن اوس سے

سلامت تیری تیغ رحم باران
کہ سینے کے تھا ہی گلشن اوس سے

جنون دائم خرد پائیندہ یارب
رخواس سے ہے چاک دامن اوس سے

مرا صبر آپ کا جلوہ ہمیشہ +
کہ برق اس سے ہی جمع خرمن اوس سے

اوسی گل کے چمن کا خار غم ہی
چھڑاؤن کیسی دل کا دامن اوس سے

الہی ٹوٹ جائے پھولونکا ہار
ہوئی جاتی ہے خم وہ گردن اوس سے

وہ جس سے برق بھی شوخی مین ہے مات
کٹا روتی تڑپتے ساون اوس سے

وفا اس مین اوس مین پھر بھی یارب
وہ خوش دشمن ہے ہے خوش دشمن اوس سے

رہی عمری کی یارب خوش کشادی
کمان ابرو کی ہے تیر افگن اوس سے

اگر بولے تری آنکھونکا جادو
زبان معجزہ ہوا لکن اوس سے

نہین میرا تو کیا دشمن کا ہوگا +
مین ہوتا کس وفا پیمان اوس سے

بہار یجز ان جلوہ تمہارا +
مراد یدہ مرا دل گلشن اوس سے

تمہاری راہ مین جو خاک ہو جائے
ستم ہے تم بچاؤ دامن اوس سے

خدا شاہد ہی تیرا ہو رہا نطق
رہا کر تو نہ اتنا بدلطن اوس سے

ہم اہل غم سے ہین ہمین ماتم پسند ہے
جامذون مین صرف ماہ محرم پسند ہے

سوز درون سی گریہ دمادم پسند ہے
گرمی مین ہمکو بارش شبنم پسند ہے

گو حال بدہی پر ہی دوام ایک رنگ پر
گل کی تبسمی سی گریہ شبنم پسند ہے

بیداد جور ظلم تغافل ستم جفا
یہ سب عیوب او ہمین ہین ہم پسند ہے

جنت مبارکہا بل تنعم کو زاہدو
ہمسے بلا کشونکو جہنم پسند ہے

کس قسم کے یہ اہل محبت ہین آدمی
غم تو بہت پسند خوشی کم پسند ہے

اپنا عدو ہمین پر شک کا مارا کسی بناون
نام خدا وہ شوخ تو عالم پسند ہے

ہوا وس دہن کا وصف معمو ہمین شاعرو
یہ بات اہل راز کو مبہم پسند ہے

جھوٹا ہی عہدہ یار کا ہم کیون نہ مان لین
بیتاب دلکی دینے کو یہ دم پسند ہے

ای طفل ترک جنبش ابرو دکھائیو
اس بنجی کا ہمکو خم و خم پسند ہے

ملتی ہی لف یار سے عمرت دراز باد
ہمکو یہ تیرا طول شب غم پسند ہے

زہاد بد مذاق کا مارا ہوا ہے مونہہ
جو چیز ہے تری کی بہت کم پسند ہے

ڈالون گلی مین جی کی پھانسی یہ کیون نہو
اتنا کسی کا گیسوی پرخم پسند ہے

رکھتا نہو جو درد سی بیتاب بیقرار
ہان ایسی زخم پر ہمین مرہم پسند ہے

ہمکو ہلال عید مبارک ہو زاہدو
ہمکو تو نکا ابروی پرخم پسند ہے

اوپر کبھی نگاہ ہے نیچے کبھی نگاہ
کیون آپکو ہلاک دو عالم پسند ہے

کیا طعن ای ملایکہ ای دیو کیون حسد
خالق کو جبکہ خلقت آدم پسند ہے

ای خلق ایک عمر سی ہی لطف باہمی
ہم غمکو ہین پسند ہمین غم پسند ہے

نکلا ہون گھر سے داغ غریبان لئے ہوئے
بن کو چلا ہون گنج ہزاران لئے ہوئے

کچھ یاس ہی ہی سایۂ امید وصال کے
پہلو نہین کا بھی ہے تری ان لئے ہوئے

بیتاب ہو کی خوار نہو بزم یار مین
ہان آیکو ذرا دل ناداں لئے ہوئے

کہتا نہین ہے تجھی غم کس بلا کے ہے
بیٹھا ہے ہدیان سنگ جانان لئے ہوئے

گھر والی گھر مین تنگ ہین باہر خفا ہین غیر
جاؤن کہان بھی اب دل ویران لئے ہوئے

ابر سفید چاند پر آیا تو غش ہوا
منہ پر وہ مہ ہے گوشہ دامان لئے ہوئے

کس کس کو دیجئے اشک کہ دل خون ہے نبود بہر
جاتی ہین کیا سوئے صف مژگان لئے ہوئے

باد صبا کچھ آج تو اترائی آتے ہے
شاید ہی لوی گیسوی جانان لئے ہوئے

ہم باغ جا کی سیب ابھی توڑ لائین گے
بیٹھے رہو تم اپنا نیاز نخدان لئے ہوئے

غیر و عدو اوس گلی سے نکالا ہے بارہا
جتنے ہوئی ہین معرکی میدان لئے ہوئے

آنکھون کا کیسکے کشور دل پر ہے عزم تاخت
بین لیس پر جہیان صف مژگان لئے ہوئے

جھوکا کوئی ادہر کو بھی اے باد صبح گاہ
سوتی ہین مشہ پرانی وہ دامان لئے ہوئے

پہلو اگرچہ لاکھون ہی نکلے امید کے
لیکن یہ کا ہین جانب حرمان لئے ہوئے

رونا کیا ہون پردہ نشینون کے واسطے
آنکھون پر اپنے گوشۂ دامان لئے ہوئے

شاید جمین ہین نطق غزلخوان ہے اے صبا
بیٹھے ہین دم جو مرغ خوش الحان لئے ہوئی

تری نظار یسی امیدی ایسی ایجان ہے
نگہ کا آنکھ مین ہر تار موی مژگان ہے

ہمیشہ اسمین خیال خرام جانان ہے
ہمارا عرصۂ دل تو بحشرستان ہے

لگی ہین آنکھین تری خطسی خوش نگاہونکی
یہ سبزہ زار مگر مرتع غزالان ہے

یہ چیر چھاڑ دکھائی ہے دل کی ہوڑے کو
تری جو بات ہی نشتر ہے رگ جان ہے

تو میری جان ہے تجھ سی ہی بندگی میرے
تو مجھ سی عمر کے مانند کیوں گزران ہے

اوٹے جو فتنہ و آشوب نہیں لیتی
گلے حضور کے ہی یا کہ مختر ستان ہے

مین جانتا ہون حقیقت جہان فانی کے
ہی ایک خواب سو وہ خواب بھی پریشان ہے

چھپائین کیسی شب غم کا سوز مثل چراغ
زبان زبانی کی صورت شرار افشان ہے

ہم اوسکے یاد مین دونون جہان کھوبیٹھے
بجا ہے کہیئے جو ابرو کو طاق نسیان ہے

ادہر ہی جلوہ کہ اودہر جائین شک کے قطع
تو مہر اور مری آنکھ شبستان ہے

حضور خانہ دل مین کبھی کرم فرمائین
بہت دنونسی یہ حسرت پرست مہمان ہے

کبھی جو جاپہنچا جی کسے اشک پوچھونگا
نہ آستین مری پاک ہے نہ دامان ہے

ریا تپاک ظاہر مین جب تو دل ذی مجھے
دیا یہ کم کراو نہین تجھسی لطف پنہان ہے

ادہر اودہر وہ نظر کرکے دیکھتے ہین مجھے
اس التفات ہی ظاہر ہے لطف پنہان ہے

ہوا ہے محو ترے شکل دیکھکر صانع
اس آئینے کا خود آئینہ ساز حیران ہے

تری گلی ہی چمن اور رشک ہی گلرو
ہزار شوق سے بلبل صفت غزلخوان ہے

شبکو تیری نور سے رنگ گلستان اور ہے
جلوہ گل تہا ہی پیونکا چراغان اور ہے

لے کے جان پوچھی جو وہ جان جہان جان اور ہے
گو نہین ہے پر کہون ان اور ہے ہان اور ہے

شوق کی ماری وہ دونون ہو گئی سنجی نیچ
کون اب بتلاسکے دل اور پیکان اور ہے

آدمی رتی ہین اوس سے اس سے ڈرتی ہین ملک
نار دوزخ اور شی ہے آہ سوزان اور ہے

دل دکھادیتی ہین وہ ہین نالہ ارباب درد
زمزمہ سنجی تری مرغ گلستان اور ہے

اب جو تجھسے لو لگی ہے اے چراغ بزم حسن
دیدۂ پروانہ مین نور چراغان اور ہے

جام گردان مے جلوہ فقط دل ہی نہین
آئینہ دار تماشا چشم حیران اور ہے

جانتے تھی اپنی ہی لیکو خراب جلوہ ہم
اجھی دیکھا آئنہ بھی خانۂ ویران اور ہے

دور اوس قاتل کا آیا بیگنہ ہونیکی قتل
داخل تجرین اب ای گنج شہیدان اور ہے

تیرے انداز سخن سے کیون نہون یوس صبا
اور وہ کل کے نہین تھی آج کی آن اور ہے

سیر ہوتا ہی کہین عاشق کا جی معشوق سی
لاکہ حسرت تو نکالی لو تبھی ارمان اور ہے

محو آئینہ جوہر دم دلبر خود بین ہے
وہ یہ کیا جانی کہ میرا کوئی حیران اور ہے

خار خار عشق کی کانٹی تو نکلے دل سے سب
ایک کانٹا سا خیال لو کہ مژگان اور ہے

یہ تو میرا بوسہ باقی دیا ہی آپ نے
اور اب اپنی طرف سی دو تو احسان اور ہے

اب جو خواہش کی کارہ رہ کی آہی خیال
بخت خفتہ کیا کوئی خواب پریشان اور ہے

کل کی آنی پر اوسی نطق آج پہر جانی یا
آپ سے بڑہ کر کوئی دنیا مین ناداں اور ہے

طاق مسجد اور ہی ابروی جانان اور ہی
لطف افشان اور ہی لطف چراغان اور ہے

اوسکے بوسے جان آی اس سے یوسف مر گئے
سیب جنت اور ہی سیب زنخدان اور ہے

اوسکے ہر حلقے مین دل بلبل کی آسین اشیان
شاخ سنبل اور ہی گیسوی پیچان اور ہے

بجلیان اوس سے جو گرتی ہین تو اس سے تخت دل
چشم گریان اور ہی ابر بہاران اور ہے

آسمین ہین لی کہون کر تی اوسمین جنبش تک نہین
ابروی یار اور ہے شاخ غزالان اور ہے

اسکا باعث ہی تھا وہ اسکا سجدہ وہی
کفر زندان اور ہی اہد کا ایمان اور ہے

کب نصیب اوسکو ہو مین تین الف نازک کمر
تیرا چھلا اور ہے مہر سلیمان اور ہے

سونگنی سے اوسکی سب قی ہن اسکو سونگھکر ۔ مار یجان اور رہی گیسوی ہی جان اور رہے
سنگدہ سختی سے ہی گلکر گئ نرمی ہوی ۔ لعل جانان اور رہی لعل بدخشان اور رہے
اسمین نور صبح رخ سے ہی پریشانی دہان ۔ زلف جانان رہی رہے شام غریبان اور رہے
اوسمین ہی داغ جگر سوز اسمین شمع نفور ۔ جیب فانوس اور رہی میر اگر بان اور رہی
سینہ گردون کو نسبت میر سے سینے ہی مین ۔ داغ سوزان اور رہی مہر درخشان اور رہی
سوختہ پروانی اوسکی اسکی مرغ جان تنگ ۔ روی تابان اور رہی شمع فروزان اور رہی
میری مضمون ہین جدا تانیخ کی مضمون ہی ۔ وہی جبریل امیری فکر سخن دان اور رہی

ساتھ بچھوا سمین ہین ناز و نعیم اوسمین ہین رنج و قلق
گنج قارون اور رہی گنج شہیدان اور رہے

۱۹۳

وحشت دل نہی اور زہ پہلی سی کیفیت ۔ شاخ آہو نہ کبھی پہولتی پہلے دیکھی
مرکے بھی حسرت عاشق نہ نکلتے دیکھی ۔ شمع پروانی کی جیسی سی ڈہلتی دیکھی
یہ کیفیت طبیعت نہ بہلتی دیکھی ۔ بیحیائی سی چلی پردہ نشینی کو ذلیل
سوختہ بختون کو بزم الم و عیش ہی یکسان ۔ ہنسے تو شمع جہان دیکھی ہی جلتی دیکھے
اور آزار مین وہ جنمین شفا ہوتی ہے ۔ عشق کی بگڑی طبیعت نہ سنبہلتی دیکھی
تربت عاشق دلسوختہ عارض پر ۔ داغ حسرت کی سوا شمع نہ جلتی دیکھے
ناز کی اپنی جتاتی ہو مجھے کو دم وصل ۔ ناف آغوش مین دشمن کی نہ ملتے دیکھے
گرمی عشق سی کسمد رجہ طبیعت ہی گداز ۔ رو دئی ہنسے جہان شمع پگلتے دیکھے
مانع دید صفائی ہوے رخسارون کے ۔ آنکہ پڑتی ہی نظر ہنسے پہنستے دیکھے
روبرو وی ہن یار یہ کہو یا سا گیا ۔ بات بہی منہ سی غنچے کے نکلتے دیکھے

بوسے وہ دیکی مجھے وصل مین بولا ہی نطق
آج تو حسرت دل تو نی نکلتے دیکھے

کیون چرخ یہ سب عیش فانی کی لئی ہو — کیا جتنا ہی غم میری ہی کہانیکے لئی ہے
اوس خال مین ہم کونسی خوبی نہین پاتے — جمیت خرمن سی دانے کے لئے ہے
ای چرخ کسی نعمت الوان کی ہوس ہے — غم چیز مزیکے مرے کہانے کے لئے ہے
کہتے ہین جسے جذبہ وہ نوکر ہے ہمارا — سب ہی اونہین پوشیدہ بلانے کی لئی ہے
ہر آن ادا پر جو نکل جاتی ہین جانین — یہ حسن ہے یا موت زمانے کے لئے ہے
کیا بکھرے ہوئی بالونمین میساحتہ ہین ہے — مشاطہ صبا زلف بنانے کے لئے ہے
ہم لوگ بھی شاکی ہین سلف ہی ہی سنا کے — یارب یہ وفا کسکے زمانے کے لئے ہے
خود رونے کو جلنے کو تو ای شمع بنے ہے — رخ اوسکا رولانے کی جلانی لئے ہے

ای نطق نہ کہہ پوچھیے الفت کی شرارت
یہ دونون طرف آگ لگانے کے لئی ہے

تیرے ہے دم ہے یار نکے کا ثبات ہے — دولہ اگر نہین ہے تو سونی برات ہے
بنت العنب سے لطف اوٹھانی کی رات ہے — پیر مغان کی گھر مرے جانے کی رات ہے
واقف نہین تو رمز تغافل سے ای حبیب — یہ خاص اونکے ناز کا انمک التفات ہے
غم کہا گیا کہ داغ خدا جانی کیا ہوا — پہلو مین دل نہین ہے عجب واردات ہے
حاکم ہین آجکل عمل جذب لگی ہم — پریون کی روز اپنی یہان حاضرات ہے
تاب خلق یہان نہین اوسپر ہے یہ ستم — وہ جانتے ہین اسکو قرار و ثبات ہے
ہون غش مین مجھکو لوگ لئے جاتی ہین کہان — دولہ کو یہ خبر نہین کسکی برات ہے

ہے بند تشنگان شہادت پر آج کل
قاتل کا آب تیغ بھی آب فرات ہے

نیچی اون ابروؤں کی ہین آنکھونکی تیلیان
کعبے کے زیر سایہ یہان سومنات ہے

رند شراب خوار ہین مجھ بخشش کے کون مگل
ہان ہے تو ایک ساقی کوثر کے ذات ہے

جادو جگا رہے ہے تمہاری نگاہ ناز
سحر نہین ہی آنکھون مین جھپٹ کی رات ہے

رسوا کبھی کا ہو گیا ہوتا حضور نطق
چپ ہے جنون عشق مین بس اتنی بات ہے

اوس سے مین کیا غیر ہی آفت مین ہے
ظلم کچھ ضد سی نہین خلقت مین ہے

برق بجاتی ہے جو موج اوٹھتی ہے
کس قدر شوخی تری رنگت مین ہے

کوچہ جانا تمین بہرتا ہے عدو
سیر دیکھو دوزخی جنت مین ہے

کیون نہ گانی کا سمان بندہ جائیگا
راگنی خود آپکے سنگت مین ہے

مار رکھے گی مجھے یا اس یکدن
تو تغافل کیش کس غفلت مین ہے

دیکھتا ہے تیغ مجھکو دیکھکر
ہای ظالم کیا تری نیت مین ہے

تیرے روزن مین ہے میرا مرغ دل
آشیان طائر جان چھت مین ہے

جو حسین آنا نظر بس رہ گیا
عشق بازی نطق کی خلقت مین ہے

نکلا تو چمک کر ہے نکلنا نکل آئے
ای ماہ اگر چاند ہمارا نکل آئے

قد غن ہی شب غم مین مرے بخت سیہ کو
کیا تاب فلک پر کوئی تارا نکل آئے

جاتی ہین ٹہر جائین دو نہین غصہ ہی آجائے
گستاخی شب کا کہین جگر نکل آئے

یوسونکا حساب آپ جو کرتے ہین تو بہتر
شاید کوئی باقی ہے ہمارا نکل آئے

دل چھوڑ دی جل تک کے خیال اوسکی تڑہ کا
پک کر کہین آپہی سی یہ کانٹا نکل آئے

ہے درد محبت کی جو یہ زور ترے
پہلو مین عوض دل کی یہ پھوڑا نکل آئے

بیتابئ دل سی مجھی مجبور سمجھیے
با این ہمہ ضبط اب بہی جو نالا نکل آئے

وحشت کی یہ تاثیر ہے ٹھہری ذرا بہی
صاف آئینے سے عکس ہمارا نکل آئے

گو ترک محبت سی ہوا فیصلہ لیکن
پہر دل کی طرف سی جو نہ جھگڑا نکل آئے

اللہ ری نزاکت جو پڑی چاندنی اوپر
رنگت متغیر ہو سپنیا نکل آئے

تم آکے سر گور رہت دیر نہ ٹھہرو
بتیاب کہین ہو کی نہ مردا نکل آئے

پہوٹے تری ای وحشت دل تو پہپولے
لی توڑ کے سر خار کف پا نکل آئے

جھگڑا ہی مٹی نطق یہ ہر دم کے قلق کا
اللہ کرے منہ سی کلیجا نکل آئے

رتبہ پہ ملا مدحت ابرو ی صنم سے
لڑ لڑ کے ہر بیت مری بیت حرم سے

محرومی رہین غیر یو ہین لطف و کرم کی
ایکاش نہ فرصت ہوا و نہین میرے ستم سے

جی نے ہین جسے لگایا ہے وہی جان کا دشمن
دل جس سے لگا ہے اوسی لاگی ہی ہم سے

ہر وقت خیال آنکمو نمین دل مین ہے تصور
آباد کیے گھر ہین تری مین قدم سے

جب ہونگی نہ ہم لوگ یہ ہنگامی نہوگی
رونق ترے کوچے مین ہی دن ہی کے دم سے

وہ آنکہین ہوئین ملنظر کیا غضب آیا
لو لینی لگی اونکی مژہ نوک کے ہم سے

رونے سے ہرے ہوگئی داغ جگر یہ
گل پہولا و مئی ابر بہاری کے کرم سے

کچہ ہنسے بہائی او نہین کچہ اور ہی سوجہی
پردے کو کہا غیر سے چہپنے لگے ہم سے

انجاز مسیحا تو فنا ہو ہی چکا تہا
پہر زندہ ہوا اوس لب جان بخش کے دم سے

دیکھو تو احادیث مین یہ بات ہین کیا کے
تجانے کوای شیخ جی نسبت ہی حرم سے

جب کچھ بھی تھی کچھ بھی نہ تھا ابتو ہین ہرکے
ہستی نہ پسند آئی ہمین نطق عدم سے

کرتے ہین ستم روز جزا سے نہین ڈرتے
وہ ڈھیٹ یہ بت ہین کہ خدا سے نہین ڈرتے

تم لاکہ ستاؤ نہین مٹنے کے محبت
ارباب وفا جور و جفا سے نہین ڈرتے

کیا واسطے دین دو تو نہی کے نہین قائل
کیا اونکو ڈرائین وہ خدا سے نہین ڈرتے

تو لاکہ بلائی ہے نہین آب دم خنجر
اس سے تری دیدار کی پیاسے نہین ڈرتے

سہ لینگے پڑی گی جو رہ مہر خاین
آفت سی مصیبت سے بلا سے نہین ڈرتے

کچھ خوف نہ کا کل سے نہ تل سے نہ خط سے
ہم سانپ سے بچھو سے بلا سے نہین ڈرتے

غصہ یہ پیو کیا ہے ذرا ہوش مین آؤ
شیشے وہ ڈرین جو کہ خدا سے نہین ڈرتے

بل کہائی ہوئی زلف کو دل دی ہی بانطق
ہم ہین وہ بلا جو کہ بلا سے نہین ڈرتے

جانب غیر نظر پیار بھری ہیہم ہے
اور ادہر زہر بھری سو بھی نگہ کم ہی

یار کو نامی مین تحریر جو دل کا غم ہے
کف افسوس ورق سطر صف ماتم ہے

ڈر جو فرقت کا لگا ہی تو قلق کیا کم ہے
وصل مین بھی تپش دل کا وہی عالم ہے

بہم ای چرخ نہان کیا ہی شاہ و نم ہے
باغ عالم کا مگر یہ شر تو ام ہے

سخت نادان ہی اس سے جو کوئی خورم ہے
یاد شاہی جسے کہتی ہین غم عالم ہے

روی ہم اور بہت رو سے گہان تک روئین
خون ابھی تک نہین آنکھو نمین ہمارے کم ہے

ہائی ری دل کہ گیا بھی مگر جی ہی گیا
غم او سی کا ہی او سے کا مجھے اب ہاتم ہے

خوش ہون سمجھا ہون اثر انی پریشانی کا
تندئ باد سے گو زلف وہان برہم ہے

ربع مسکونسی لگتے ہے وہ تی دنیا دل
حسرت درد والم جسمین نیا عالم ہے

کوئی محبوب تو جنت کو نہین سمجھا تہا
کیون وہ روتا تہا یہ کیا واقعۂ آدم ہے

ہان تواضع جو نہین اہل کرم کا شیوہ
سامنے جام کے کیون گردن مینا خم ہے

رفعت بام کے ہے سکی فرشتو کو خبر
کرسئ قصر صنم تک فلک اعظم ہے

وعدۂ وصل بروز روس ہے مین لیکر خوش ہون
سست بنیاد کو سمجھا ہون کہ مستحکم ہے

قطعہ

اشک نے نامۂ عصیان گزشتہ دہویا
اور آیندہ بہی دل مطمین و بیغم ہے ✤
نہین لکتے ہین گناہ اپنے یہ تیتی ہین ملک
پہیل جائیگی سیاہی بہی کاغذ نم ہے

مین نہ پہنچا نہ سہی حال تو اب پہنچی گا
کہ ندیم او سکاوی ہے جو مرا محرم ہے ✤

دیکہی گا تو جو تجہکو تماشا دکہائین گے
اوپر ہے اوپر اپنے یہ نالی بجائین گے

مجہ دل جلی نے پائی ہین پروائی کی نصیب
ہوگا جو وصل تب ہے وہ مجہکو جلائین گے

بہاگی ہوئی غلام کا مقبول ہے نہین
ہم بیکدی کو چہوڑ کے کیسے نہ جائین گے

شیطان کے فریب مین آدم ہی آگئے
ہمسے عجب کیا تو اگر چہ چہوڑائین گے

سوزن جو بار بار جہدی گی دینگا لطف
ای ذوق درد زخم جگر کو سلائین گے

سمجھا ہین وجہ گرئ ہنگامۂ نشور
مشتاق دید دہوپ مین ٹہلائی جائینگے

کیا اور فکر خواب کرینگے شب فراق
تہوڑے سے نیند مرد دنیا کو لائینگے

چوری قبول دی گا ابہی لیکی خوف سی
تہانے مین اگی درد دعا کو بہلائین گے

دیتے فرشتے خان کو بھی مٹی نہ اپنی نطق
کیا جانتی تھی درد کا پتلا بنائیں گے

زلفا جب تک کہ مختصر نہ ہوئے
فارغ البال وہ کمر نہ ہوئے

خوش ہوں یوں ہی جو کارگر نہ ہوئے
آہ منت کش اثر نہ ہوئے

بات کہنے کو رہ گئی ورنہ
تم نہ آئے تو کیا سحر نہ ہوئے

تم نہ خود آئے میرے لاشے پر
ہیں یہ باتیں مجھے خبر نہ ہوئے

تیغ موجود ہے میں حاضر ہوں
پھر سبھی یہ جو کارگر نہ ہوئے

میرے مرتے ہی اوٹھ گئی یہ بزم
دعوت غم کسے مگر نہ ہوئے

کیوں نہ ایمن ہو دہر سے فیضی
صدمہ کش شاخ بے ثمر نہ ہوئے

سیکڑوں ہی پتنگ ہو گئے ہیں
شمع فی النار والسقر نہ ہوئے

چرخ نے غم ہی بیٹ بھر نہ دیا
نفرا غت مری بسر نہ ہوئے

بدعتیں گور پر وہ کرتے ہیں
مرکے بھی صورت مفر نہ ہوئے

نطق ہی پر رہا ہمیشہ کرم
مہربانی کبھی ادھر نہ ہوئے

ہنوز زخم جگر سوکھنے نہ پائے تھے
نمک وہ چھڑکنے آئی تھے

مرے جلانے کو وہ رات راگ لائی تھے
مرے نزول کو رقیبوں نے گانی آئی تھے

شہید جو ترے ہاتھوں ہوئیں نمائیں
اونہیں کے نالوں نے مرے علم اونچے کئے تھے

نہ سیر گل تھی کچھ اے باغبان بد نظر
مزاج پرسی بلبل کو ہم تو آئے تھے

وہ جوش ہی وہ دل ہی وہ جوانی ہائے
مدوے جھگڑے حسینوں کی نازاوٹھائے تھے

ملے خزاں میں نہ بلبل چمن میں صید افسوس
کچھ اوسکے سننے کچھ اپنی سنانی آئی تھے

جو دم نہ بہر تسلی دیا تھا اے ہمدم
تو وہ کدھر گئے تشریف ادھر جو لائی تھی

یہ یاد کر کے وہ اہل وفا کو روتی ہیں
انہیں کے دل تھی جو میرے ستم اوٹھائی تھی

میں دفن ہو بھی چکا بس وہیں سے پھر جاؤ
چلو یہ کہنی کو ٹھان ہو گیا کہ آئے تھے

بغل میں سوئی تھی کسکی ملی لی سی ہو گیوں
نصیب رات کو کیا نطق کے جگائی تھے

ہوا جو طالع عشاق خستہ جان کے لیئے
وہ خواب چاہیئے تھا اونکی سان کے لیئے

یہ کیا کہ ہو جو ستم ہو وہ میرے جان کے لیئے
رقیب ہے ہیں نہیں میں ہی امتحان کے لیئے

اگر کرشمہ نہ ہوتا کمانی آتا تیر
تمہارے ابروی خمدار کی کمان کے لیئے

مرے ہلاک کو ہے ایک نیم نازبہت
ستم تراش نہ تو مجھ سے نا توان کے لیئے

ہوا جو خانہ دل کا تو نشتر غم سے
جگر کو چھیڑئے مژگان خون فشان کے لیئے

دراز شب غم کے یہ روبرو کوتاہ
کہ رشتہ خال کا ہی لف ہے شان کے لیئے

ترے جفائیں اب اس تبی کو پہنچی ہیں
کہ مشل نے کی ہے نالہ ہر استخوان کے لیئے

لگی جو باد بہاری تو لے اوڑی وحشت
کہ چھیڑ بس ہی سمند سبک عنان کے لیئے

فراغ بالی عریاں سری تعین کو
وہ بار تاج و کلہ کا سہ شہان کے لیئے

کہا نسی ہو دل اہل ہوس میں گر سی عشق
کہ آگ ہی نہیں مفلس کے دیگدان کے لیئے

ادھر حلالی کو سرگرم آتش گل ہے
اودھر صاعقہ بیتاب اشیان کے لیئے

وہ صبح پوچھتی تھی مجھسے کو دہوتی وقت
کہ رات آپنے بوسی کہاں کہاں کے لیئے

یہ مہربان جفائیں کڑی اگڑی کیسی
ہوا نہیں ہوں میں عاشق کچھ امتحان کے لیئے

برای بیت ہی ی نطق اور آرائش
وہ میہمان ہی بس رونق مکان کے لیئے

اول اول تری بیداد ستمگار سہی
آخر آخر یہ تغافل کے بڑے مار سہے

عیب لگتا ہے مرے پاس اگر مٹھنے سی
چیر ای در کر دو رے دیدار سہے

دیکہ لے دم کوئی دیکر کوئی فقرہ چل کر
ہم بہی اتنی نہیں بادی ہیں وہ پرکار سہے

اس گلی میں نہیں رہنے سی عرض اپنی زبان
پیش دروازہ نہ بیٹہے پس دیوار سہے

غیر ہے کو مرے بدلے یہ نوالے یہ کہلاؤ
نخم و غصہ نہ سہے تخم مزیدار سہے

دم وہ دینے کو ہے حاتم ئی بوسہ رو جان
سیکڑوں قسمیں سہی لاکہوں ہے اقرار سہے

دل کے بس میں ہو وہ کا بیکو نہلانا نیگا
تجہ سو بار بلاوے تو سو بار سہے

ایک ہی سانہ ای بوسے کا لینا دینا
جیت آپہی ئی سہے خیر مری رہے

وصل ممکن جہ نہیں آج تو کل پر کہو
مگر اس وقت کوئی بوسہ رخسار سہے

اب سحر ہوتی ہی ٹان ناج سنوگا نہیں
رات بہر بندہ نواز آپکے تکرار سہے

مجہکو کیا نطق کے بیہوشی و ہشیاری سے
نہیں دیوانہ سمجہتے ہو تو ہشیار سہے

ترا پردہ در ہوا لے اوڑے
مگر طرز آہ رسا لے اوڑے

اوڑا آہ کے سانہ میں توان
نہیں بوی گل کو صبا لے اوڑی

اوڑا لے چلا اونکو جوش شباب
می خنجے کیا بلا لے اوڑے

مگر دل ہی تو وہ تہا بار دوکا
اسی آتش شوق کیا لے اوڑے

او بہارا جو وحشت نی ہیں اوڑ چلا
مجہے فصل گل کی ہوا لے اوڑے

تیرے رخ کی کیسو سے شہرت ہوئی — تیری کو یہ کالی بلا لے اوڑے
گئے بی طلب شوق ہی تیرے گھر — ہمیں بے ہوا کیا ہوا لی اوڑے
چمن مین سحر میرے ہوش و حواس — تری بو سنسکھا کر صبا لی اوڑے

کہو کہہ سے اے نطق سوئے چمن
یہ کس گل کی تلکو ہوا لے اوڑی

کمان عروج اگر ہے تو کچہ یو ہین ہے — یہ دیکہ لو کہ سر آسمان ہین سا ہے
کبون مین تہا دم وعدہ جو کچہ بہم سا — اوسی کی آس پر اب تک ہین بیٹھی سا ہے
یہ چوڑ توڑ تو دیکہو خدا کی قدرت کی — مین تا توان سا مرا یار نازنین سا ہے
کسی کی وعدہ کہ جیسے ہوں آج تک جیتے — جو دیکہی تو حقیقت مین کچہ یو ہین سا ہے
لگا ہوا ہی دلی کی نگاہ مین سرمہ — وہ گوشہ آنکہ کا کچہ گوشۂ کمین سا ہے
مری تو رال لب حور پر نہ ٹپکے گی — خضاب شیخ ہی چاہین جو انگبین سا ہے
دل و دماغ خیال نشاط وصل کسے — ضعیف سا ہی دماغ اور دل حزین سا ہے
شب وصال ہی کیا شکل کا میاں کے — ہمین ہے عیب سا چہایا وہ شہ مگین سا ہے
مرا مذاق تو یہ ہے کہ جس مین آن نہین — اجی وہ حور ہی سا کیون نہو یو نہین سا ہے
دہان یار ہے تنگی سی نقطۂ موہوم — جہان لیجئی سے تو ہی تو ہین سا ہے
گہسا ہوا کبہی بچا نہین جو کالے کا — یہ او سکا زیر ہے جو زلف عنبرین سا ہے
صبا دکہا تو سہی کوئی دل ستم دیدہ — کہ ایسی سنبل تر زلف عنبرین سا ہے

کمان رستم دوراں ہے سب پہ لگا لیا ہوگا
کہا یہ جیہہ ہی چلا ای نطق تو یو ہین سا ہے

فجیہ سی طرز سینہ چاکی باغ مین گل لاوے — یہ خودی نکہت فی سیکھی نالی بلبل لاوے
ہوش مین تو یار کی شرم دحیا جاتی نہین — ہان شب خلوت مین شاید شہ ملے اوڑے
ہوش جو کچھ کچھ لگا وٹ تک تہا سو بھی نہین — اونکو بھی صاحب اندازہ قبا فال لے اوڑے
مے بدی تو توٹ توساقی کی ای ندوکان — جام کوئی اور کوئی شیشہ مل لی اوڑے
رنگ تجہ سی ہو جمین مین ہوم مجہ سی باغ مین — گل ترا خندہ تو میرا نالہ بلبل لے اوڑے
کون حیلہ ہی جو پہر گلگیر توسے لے سکے — ہو جو غیرت خود بتیگا شمع کا گل لے اوڑے
شیشہ مے مین بساقی کے بوسے دیکے — جم گرگ پاکر مرے کے بی تامل لی اوڑے
یاد ہوسی مستونکے آیا ہی امد جوش مین — سیر تب ہو ہوش جب شیشی کی قلفل لی اوڑے
سانہ کیا دی گا سمند ناز کا میر اغبار — ہان ہوائی شوق کا شاید توسل لے اوڑے
مثل بلبل طائر سدرہ کو لائی دام مین — پیچ چوٹی کا جو اونکی شاخ سنبل لے اوڑے

نطق اونکو دی کی ہم مذہب دل کر چلے
اب بلا سے خال و خط ای کہ کاکل لے اوڑے

چاہیے اونکہ ناز کے صحبت صبا لے — سیر سال اب نظر آئینہ نہ کہین سر والے
جانین کیا میر ترے رمز کو یا ہر والے — بس سمجھے کرتے ہین بدنام یہی گہر والے
سنبل باغ بہت بل کی لیا کرتا ہے — چلیے دکہلا ہین اوسی بال پہ گہونگہر والے
ہنس دیے وہ سر بازار یہ بے آب ہوئی — اب خزف پاری لئی بیٹہی ہین گوہر والے
خو ہوئی اونکی سکہائی جو ستم میرے لیے — خیر اپنے بہی نہ سمجہین یہ عدو شر والے
تیرے ارمان مرے جان ہین ہر دلکو عزیز — یہ وہ مہمان ہین جو بن بیٹہی ہین گہر والے
یہ تری حسن سے ای حور یقین ہوتا ہے — جہانکتے ہونگے مقرر تجہے اوپر والے

اور زاری کی سوا کسکا سہارا ڈھونڈیئے
کوئی کاوش دلمین نہین کرتا کوئے
بام پر تیرے تڑپ آئین تو کچھ دور نہین
سگ دنیا ہی لڑین جیفۂ دنیا کے لیے

زور والی ہین ہم ای عشق نہ کچھ زر والے
وہ مژہ چھوٹی بڑے سب ہین برابر والے
شوق والے تو ہین ہر چند نہین پر والے
ہم نہ دارا کے طرف ہین نہ سکندر والے

تازہ غمزونی ادائی ہی بچا ای شہ حسن
خلق پر لوٹ پڑے ہین تری لشکر والے

یہ کوئی بت او من ماہ لقا کو نہین پاتے
شانی ہی یہ نہ گئی گذرے جو مثل ہے
لے جائی تازلف کی بو صید ہی کر دین
تو اوسکے تنہا آغوش مین آغوش نہین پاتے
سوتی ہو جگالائین مرے ہو تو جلا لائین
جور و ستم و مکر و دغا سب تو ہین حاضر
ای شیخ سنو میرے مرو جا کی ہنون پر
کچھ لطف بناوٹ کا حسینون ہی لیکن
افسانی سنے نادر و خیگیز کے ہم نے
شاداب ہون برگ گل تر کتنی ہی لیکن
خونین کفن ای گل گلالہ تو ہین لیکن
مرجائین عدو تو بھی نہون میرے برابر
تشبیہ لب یار سے ایسی ہوئے نایاب

گال اور رونکی تلوے کی صفا کو نہین پاتے
ایوای ہم اوس لف رسا کو نہین پاتے
پر تیری ہوا خواہ صبا کو نہین پاتے
مشتاق مگر تیرے قبا کو نہین پاتے
افسوس شب ہجر قضا کو نہین پاتے
پر آکے صحبت مین وفا کو نہین پاتے
بے انکے ذریعے کے خدا کو نہین پاتے
بیساختہ تین کی سی ادا کو نہین پاتے
ظالم ہین مگر تیرے جفا کو نہین پاتے
نرمی مین تمہارے کف پا کو نہین پاتے
شوخی لباس شہدا کو نہین پاتے
ارباب ہوس اہل وفا کو نہین پاتے
بازار مین عناب و دا کو نہین پاتے

شاعر تو بنی پھرتی ہوای نطق مگر تم
رمز سخن ماہ لقا کو نہین پاتے

خواب تو جلدی خیال گلعذار آنکھون مین ہے
رشک سے پتلی ہی اسدم ناگوار آنکھون مین ہے

تو کہین جا گاہی سیر فی آشکار آنکھون مین ہے
رات کی بدمستیون کا سب خمار آنکھون مین ہے

ایک تو آنکھین پھر فتنہ تس پہ کافر سرمہ
قہر او پر سرمہ دنبالہ دار آنکھون مین ہے

حسن کے خوبی سی کس کا ہے منظور نظر
ایک پتلا خاکسار کا پتلی ہزار آنکھون مین ہے

آج جو دیکھا نہین وہ گل کو تو میری نگاہ
ایسی آنکھون مین گڑگئی ہے کہ خار آنکھون مین ہے

دیکھنا مایوسی دیدار مین دنی کا ایک رنگ
ہر نگہ کا تار خون کی ایک دھار آنکھون مین ہے

گرم ہی اوس جان جاں کے آمد آمد کے خبر
دل مین بیتابی ہی جوش انتظار آنکھون مین ہے

قسمت اپنی پھرتی رہتی تھی تری نظر کی طرح
بس ہماری گردش لیل و نہار آنکھون ہی

چشم بد دور آج کل مشق تصور صاف ہے
رات دن آنکھون پھرا وہ نگار آنکھون مین ہے

ہون وہ سادہ جھوٹی وعدی پر بھی کیا کیا
دلمین کیا کیا جوش کیا کیا انتظار آنکھون مین ہے

کیا شب غم مین کدورت فی اوڑاکہی ہی خاک
ایسی نکھری چاندنی وہ بھی غبار آنکھون مین ہے

جا پڑی جسپر نظر تلوار او پر آپڑے
آنکھ تیری ایک ای قاتل ہزار آنکھون مین ہے

ٹیکی پڑتی ہے نگاہ ہو نسی شناسائی و صال
سچ کہو کیا دلمین حسرت ہے کہ پیار آنکھون مین ہے

نطق دیکھو کھینچ لای حسرت دیدار کیا
دل جو پہلو مین تہا وقت انتظار آنکھون ہی

دربان بدمزاج کو صاحب نکالیے
بہتر ہے اس سے باؤلا کتا جو پالیے

آسیب مین نہین ہون مجھکو نکالیے
تان یہ عدو ہے گھر کے بلا سکو ٹالیے

یہ نا توان موہنین کہ مانند بوی گل
پھرتی ہی دوش پر مجھے باد صبا لیئے

یون بھی ہی شکل دید کہ بھر نقاب یار
تازہ نگاہ شوق سے جانی نکالیئے

آزردہ خاطری سی مزاج مرنض مغن
جاتا ہون ہاتہ سی نجمی صاحب سنبھالیئے

باد صبا نے جتنے کرائے ہی برگ گل
ہمنے سمجہ کے لخت جگر سب اوٹھالیئے

معلوم ہوگیا ہمین خوش چشم آپ ہین
بس بس نہ بیجھا بت آنکہین نکالیئے

اونکی حضور نے اوبانہ ہی خندہ زن
گل کو چمن سے کان پکڑ کر نکالیئے

کیسے چمک رہے ہین کانو تمین بکلیان
جیسے نہال طور مین شاخین نکالیئے

اسدم ہی سبکو جلوہ ساقی سے بیخودی
کس کس کو بزم بادہ کشان مین سنبھالیئے

ایدل ہی پردہ داری پردہ نشین ضرور
دود جگر کو پردہ شب مین نکالیئے

کیسے لگی تہی ہای کہ پروانہ جسل مرا
کیا آگ تہی اوس آگ کو دوزخ مین ڈالیئے

یہ لن ترانیان تو کسی اور سی رہین
موسی نہین ہو تم جسے بالو نہین تالیئے

یہ پیچ ہی کہ یار کے ہی سر چڑہی ہوئی
دم بھر مین وہ زلف کا سب بل نکالیئے

ہر دن نکالتے ہین مجھے اپنی گھر سی آپ
میرے بدل کبھی مرے حسرت نکالیئے

زلف سیاہ سانپ ہے لیکن بلا کا ہے
کالا یہ وہ نہین ہے جسے کیل ڈالیئے

مضمون یہ نہین ہین در آبدار ہین
گوش فہیم مین انہین ای نطق ڈالیئے

الحمد للہ کہ یہ دیوان نطق جلد دوم منجملہ کلیات نطق ۱۲ اگست ۱۸۷۱ء کو حسب فرمایش
مصنف صاحب سلمہ اللہ مطبع منشی صحاف سبزپور مین چھپکر تمام ہوا فقط

واسوخت فغان عطق موسوم باسم تاریخی

۱۲۹۰ ہجری

عشق کے نام سی بس روح کو بیزاری ہے
غم سی دم ناک مین ہی جینے سی جی عاری ہے

جان و مہر ہے مجھے زندگی اب بھاری ہے
زہر کھا لینے کی برجانی کی تیاری ہے

بسکہ زندہ ہین کرنے سے نکرنا بہتر
ایسی جینے ہی کی گلا کاٹ کے مر جانا ہے

وجہ کیا کس لیئے معذور رہون کیا حاصل
خرد و ہوش سے کیون دور رہون کیا حاصل

خون دل ہی مین بجور رہون کیا حاصل
ہو کی فتیار جو مجبور رہون کیا حاصل

زہر کیون کھاؤن گلا کاٹون یا پھانسی لگاؤن اپنا
آپ سے فیصلہ نپٹا لون اپنا

آج طے روز کے قصہ کا بکیڑا ہو جاوے
فیصلہ آج کے دن میرا تمہارا ہو جاوے

جان ذرا شکوے گلے کا مجھے ایما ہو جاوے
یکسوی ہو کہین جو کچھ کہ ہے سو ہا ہو جاوے

آج جی کھول کی ہین کہنی پہ آمادہ ہون
آج تم ایک کہو مجھکو تو مین لاکھ کہون

کیون نہ بولون خیر سے دینی کا سبب لو کیجے
بات بیدب ہے کسی پہلو کسی ہے کیجے

گرم ہو کر کوئی فقرہ بغضب تو کیجے
باتین کل جو کہین تم سے تہین مجھی اب تو کیجے

کیا مزا آج مین کہنی کا چلھا دیتا ہون
بدزبانی کا صلہ دیکھنی کیا دیتا ہون

آج پہر کل کی طرح ہونٹھ چبا لو تو سہی
تیور یان ہی ذرا آنکھین دکھا لو تو سہی

نوک کی لو تو سہی منہ کوئی اٹھا لو تو سہی
مجھ سے بگڑو تو سہی مجھکو منا لو تو سہی

اور ہی ڈھنگ ہے اب خیر خدا سے مانگو
رنگ بدرنگ ہے اب خیر خدا سے مانگو

لطف اب آپ کو ہے تازہ ملاقاتون سے
صحبتین رہتی ہین بد وضعیون سے دن اکھڑے سے

اس طرف کی نہ چلے راہ بہت راتون سے
یک گیا یک گیا دل میرا انہین باتون سے

حوصلہ ضبط کا اے دشمن جاں نہیں — اب سنبھالی سی سنبھلتا دل ناداں نہیں

مدتونسے ہون بیقرار لگا لو گا کنار — آپ بلوائین حمایت کر کہان ہین غمگسار

ہین جو مشہور نکمے خوار نے اے سرکار — آج دو چار تو ہون ہاتھ سے میرے مردار

سر سر معرکہ کون آج جھکا دیتا ہے — دیکھیے تیغ زبان کون پکڑ لیتا ہے

وہ گئی من جو کہا کرتا تھا مین مرتا ہون — گو بیدم ہون مگر آپ کا دم بھرتا ہون

اب تو بیباک ہون بیتاب ہون کچھ ڈرتا ہون — بر ملا کہتا ہون ان دیکھیے کیا کرتا ہون

جانتے ہو کہ نہین بطق زبان اور ہون — بند تقریر مین کر دو گا سخن پرور ہون

کیا کہا منتی مری حق مین برا کیا ہو گا — شتابدراب تک سچا کچھ اچھا ہو گا

کیون قلق آپکی ہمکو خفگی کا ہو گا — جو کہ ہونا تھا ہوا ہو گا جو ہونا ہو گا

آپ کیا مان مین اور آپکا غصا کیا ہے — آپ نے آپکو مارے سمجھا کیا ہے

یاد ہے شہر مین کل پھرتی تھی ماری مارے — جانبحا تاک مین بیٹھے تھی ہوس کے مارے

بد چلن چھیڑتے تھے راہ گلی مین ہمارے — لینے دینے کی لیے گھیرتے تھی ہرکارے

پاس پہلائی سے رہتا تھا سبھی کو ٹھکا — سایہ بھی جا نہ جو ہوتا تھا تو ٹھکا ٹھکا

دن بھلے آئے مددگار جو تقدیر ہوئے — میرے منظور نظر ہوگئے تو قیر ہوئے

یہ جو کوٹھی ہے بدولت مری تعمیر ہوئے — سازو سامانکی مری فکر سے تدبیر ہوئے

جان پہچان فی ہیر کیا ماہر سکو — میری خاطر سے ہوئی شہر مین حاظر سکو

کسنے دل دیکے بتا و تمھین دلدار کیا — کسنے زر لیکے لوٹا کر تمھین دیدار کیا

کسنے سب کیا تھین بتا کر تمھین ہشیار کیا — کسنے ہر بات سکھا کر تمھین عیار کیا

وہ ادا کونسی ہے جو نہ سکھائی تمکو — طرز وہ کونسی ہی جو نہ بتائی تمنے

پیش ازین تمکو کبھی بات نہ کرآتے تھے
گفتگو کرتے ہوئی شکل بگڑ جاتی ہے

شرم سے عرق شرم مین نہلاتی ہے
چپکے ہر بزم مین منہ کی تمہین کھلواتی تھی

جیسے تیسے بھی کبھی محفل مین آسکتے تھے
آنکھین ہمچشمی سے دم بھر نہ ملا سکتے تھے

اب تو ہر روز ترستے ہین ہزارون نقرے
شوخی ایجاد ہوا کرتے ہین بیٹھے بیٹھے

آنکھین بے پردہ لڑا کرتی ہین اب غیرون سے
میلا رہتا ہی نظر باز و نکا کوٹھی کے تلے

گھات دل لینی کی کیا کیا نہین تم کرتے ہو
خلق ابتو جگت اوستا دبتاتی ہی تمہین

سیکڑون طالب دیدار ہزارون شیدا
واقعی اب تمہین کیون ہوگی ہماری پروا

خیر تمکو بھی نہین لطف ملاقات ذرا
ہٹ گیا ہٹ گیا دل جائی چھوڑا چھوڑا

آدمی آدمی کا فرض جو ہو جاوے گا حور
دور سے دیکھ کے کہدینگی چلو دور ہو دور

آگیا تھا نہ ابھی دل ہی مچلنے ایسا حضرت
ہوگئی تھی نہ کچھ انداز سے باہر الفت

ناز و غمزے نہ ہنوز ایسے بنے تھے آفت
بات اتنی تھی فقط دیکھ کے اچھی صورت

پھر بھر آئی تھی طبیعت مری کچھ تھوڑی سی
پھر گئی تھی یونہین نیت مری کچھ تھوڑی سی

آپ کو رحم ہوا یہ مری الفت مین ہی جور
آج کل اس ہی جو کہہ دو کہ کرینگا وہ ضرور

ستم و جور ہی سب جھیلونگا حتے المقدور
یہ نہ سمجھی کہ ایسی چال سی ہے کوسون دور

خیر گزری جو طبیعت کہین آئی ہوئی
آپکے دام سی کب آج رہائی ہوئے

شکر صد شکر بلا آئی ہوئی سر سی ٹلے
بخت یاور تھا نہ کچھ چرخ ستمگر کے چلے

چھٹ گئی تھوڑی سی کاوٹ مین وہ حضرت کی گلی
ایک لٹکی مین طبیعت ہوئی پھر اچھی بھلے

جو بصورت ہون جدہر اٹھ کے ادھر دیکھون
آدمی کون بلا ہی تمہین کو دیکھون

آپ فرمائی کچھ حسن کا نشہ اوترا
خواب غفلت مین ہو اب تک کہ ہوی ہوش نہ ہوا

یاد ہے یا کہ نہیں کچھ تمہیں اگلا پچھلا
اب ہے ہی یا کہ نہیں حوصلۂ جور و جفا

کیا کہا پھر تو کہو کیسے سناؤ نہ ہمیں
شرح ہو جس بات میں وہ بات سناؤ نہ ہمیں

سنئے ہوتا ہے تو ہو شرح مجھے کیا کہنا ہے
کچھ نہ بنی کی خوشی غم نہ بگڑنے کا ہے

بیٹھنے کے مجھے صاحب تنہا کیا ہی
مقصد جانکا جو ہے جائے وہ تنہا ہے

رو نہ جانے کا وہ ڈر اب نہیں جب تب تھا
کچھ یہی بخت کا خط اب نہیں جب تب تھا

اب کہاں خدا نجھکو تمہارے صورت
پھر نہ مرے نہ سر پر کہیں ایسی آفت

ہو چکی ہونی تھی تقدیر میں جتنی فرقت
بس کہ اللہ نے میرے کہ یہی یوں نیت

کچھ نہ جادو کا اثر ہے نہ دعا کی تدبیر
پیر کی مستی طبیعت ہی خدا کی قدرت

اوٹھ کے پھر بیٹھ گئے کیوں ہے بیٹھا سکا
جی مگر چاہتا ہی اور ہے کچھ کہئے گا

خیر مندو رہوں لیکن تمہیں پھر اسکا گلا
ابھی جانا ہے تو وہ گھر کا ہی سیدھا رستا

آج بزم میں جو تشریف لائے ہو
طلبیدہ نہیں ہے ہو یوں ہی ہو

بیٹھنے کی ہے اگر تمکو ضرورت بیٹھو
ہو جو خواہاں اجازت بلا جازت بیٹھو

جائے اندیشہ نہ کچھ ہی قباحت بیٹھو
پر ذرا پاس سے شکر بفراغت بیٹھو

وہ گئی بات جو تو تیرے سنبھالے نہ گئی
یہ شیشہ دوڑ کے دروازے کی آئی نہ گئی

اب تو ایک اور ہی لڑکے ہی خاطر منظور
اب تو ایک اور ہی ہے مد نظر غیرت حور

ایسا انسان تو دیکھا نہیں چشم بد دور
منہ نہیں ہے جو کروں اسکی صفت شکل پر نور

آ کہ موسیٰ کی نظر ایسی جھپک جاتی ہے
سامنے آ کہ تجلی سی چمک جاتی ہے

شکر صد شکر کہ معشوق طرحدار ملا
جو سراسر صفا تھی صوف ہی یار ملا

میں جو غمدیدہ تھا محبوب ہے غم خوار ملا
اب ہی جنس محبت کا خریدار ملا

حسن ہی مہر و وفا ہی مردمی ہی ناز ہی غمزہ ہی شوخی ہی شرارت ہی ہے

تماشا عیار نہیں مفسدہ پرداز نہیں تماشا بدوضع نہیں مونس غماز نہیں

تماشا بیرحم نہیں خانہ برانداز نہیں تماشا زردوست نہیں حرص نہیں آز نہیں

تماشا بیجائی و مکار و ستمگار نہیں بس سوا میرے ابھی تک کوئی یار نہیں

قصہ کوتاہ وہی ہر بات میں پایا یکتا نقش پا آپ کے نقشے سے ہے اوسکا اچھا

ایسا انسان حسین بھی تو دیکھا نہ سنا نہ اگر آپ کو باور ہو یہ کہنا میرا

تو ابھی دو سر کر لیے بالا لون اوسکو روبرو آپ کے پہلو میں بٹھالون اوسکو

ابھی وہ ماہ نکل آئے تو حیرت ہو جائے رنگ تبدیل ہو کچھ اور ہی صورت ہو جائے

تم جلو اوس سے مری گرمی صحبت ہو جائے رشک ذق ایسا کرے تب کی حرارت ہو جائے

تم سے جب بھی مزاج اوسکا تو پوچھے کوئی تب کہے مجھسے کہ کچھ آپکی تعریف کرو

میں کہون یہ میں وہی ہی نام نہ لونگا ان کا اب سے دو رنگا میں عاشق تنہا انہیں کا ثانی

تم دجو رو تغافل ہے انہیں کا شیوا رات بنی جو کہا تھا وہ انہیں کا قصہ

دیکھ لو دیکھلوانکو وہی حضرت میں کیا محبت کی بشر ہیں ہمہ تن الفت ہیں

جب سن پائی تو کیا کیا نہ سنائے تمکو قصے ایسے لگائی کہ رولائے تمکو

پہ بتیاں ہی بتی ہوئی لاکھون سنائی تمکو مُنہ ہی تکتی رہو کچھ بات نہ آئے تمکو

چاہ ہو سچ ہو کی جو اوٹھا تو برابر دامن کبھی مٹھبو کبھی چھیڑ نیکی ہی مشغولی میں

الغرض آگ میں دو آپ لگائی یون ہی مٹھبو جب تک بوہیں چھیڑی وہ ہی یون ہے

مُنہ چڑھائی یون ہی سر پہ رولائی یون ہے جب وہ مہور وہی کہ ہنسکے مہنائی یون ہے

دست حسرت ہی دو ہر پہ تو ہتھائی کیون اور امید ہر پہ جلے دل کے پھپھولے پھوڑن

دیجیان خوبیے لے جامۂ زیبائی کے
قدر جاتی رہی سب خوبی و رعنائی کے

سامنی اوسکی اداتم مین ہو سودائی کے
مرنے مرنے کبھی سوجھی خود آرائی کے

نازنو جاتین فراموش شرارت جاوے
یہ کہو تم مین کہ چہرہ کی ہی رنگت اوڑ جاوے

کہتے مشاق اگر ہو تو بلاؤن اوسکو
نہ قباحت ہو تو خود جاکے لی آؤن اوسکو

ہو جو منظور نظر تو مین کہاؤن اوسکو
آپ اوڈہر بیٹھین اور ہر لاکی بٹہاؤن اوسکو

جوبہ جو شہ ہے کہتی ہین ابھی سوجھا ہے
مجھ سی جو ہوئی ہے یہ ایک ایک کی یہ جیم ہوا ہے

کہتے ہین چہرہ کا لون رنگ ابھی سی کیون ہے
بدحواسی کا عیان رنگ ابھی سے کیون ہے

سانس سینہ مین اجی تنگ ابھی سے کیون ہے
گھر چلے جانی کا آہنگ ابھی سی کیون ہے

ابھی اوس آئنہ رخسار کو دیکھا ہی نہین
کیون نی پیکر حیرت کہ وہ آیا ہی نہین

کیا ہوئی دعوے وہ بیباکی و عیاری کے
کیا ہوئی زعم وہ پرکارے و طراری کے

کیا ہوئی عرے وہ چالاکی و ہشیاری کے
کیا ہوئے زور وہ تندی و ستمگاری کے

بزدل ایسی ہوئی جاتی ہو کہ توبہ توبہ
خجل ایسی ہوئی جاتی ہو کہ توبہ توبہ

آدمی پہ ہی ہین اور وہ بھی انسان
ایک ایسا ہی تان منہ ہی ہی ایک زبان

ذکر سے اوسکے اوڑی جاتی ہین ناحق اوسپر
ہوئی جاتی ہو پریشان عبث ہون حیران

نہ بلاؤ اوسی ہرباریہ کیا کہتے ہو
بخشو بخشی ہون گنہگار یہ کیا کہتے ہو

اب جو اظہار ندامت ہی تو کیا ہوتا ہے
کہین بدکام کا انجام بھلا ہوتا ہے

نشونی مجھے شکایت رسوا ہوتا ہے
عذر سے کٹتا ہی جی دم جو ترا ہوتا ہے

اب نہ کہنا کہ نہ لگدھا کا رہے
از سر نو نہ بدوستر او فاداری کے

رونی رہ ہونے سے دہوئی گی نگدورت دل کی
گرم جوشی سے بہر کتی ہے حرارت دل کے

خود دریافت جو کی ہین نی حقیقت دل کی
پھر ملون منسی یہ ہرگز نہین نیت دل کی

دل کا دستور ہے جس سے خفا اوس سے خفا
غما پھر غلا جس سے رو کا اوس سے رو کا

آپ غیرون سی ملین مجھسی علاقا کیا ہے
منتین ہین یہ عبث ایسے تمنا کیا ہے

ایک بندی کی نہ ملنی سے بگڑتا کیا ہے
مجھسی عاشق ہین ہزار آپ کو پروا کیا ہے

جائی جائی بند وضعونسی صحبت رکھیے
جو وفادارین اونکو ہی خدمت رکھیے

صلح مجھکو جو نہین منظر آپ کو کیا
مین صفائی نہین کرتا ہون اگر آپ کو کیا

دل جو مائل نہین ہوتا ہی دہر آپ کو کیا
مین سمجھتا جو نہین نفع و ضرر آپ کو کیا

کچھ نفر مائی بجا کرتا ہون
آپکو کیا ہی مین جیا کہ برا کرتا ہون

خیر سے جو کہ ہوا ستمگری جانب سے ہوا
ستم و جور سراسر مری جانب سے ہوا

رنج پر رنج برابر مرے جانب سی ہوا
جو نہونا تہا وہ تیر مرے جانب ہی ہوا

میرے ہی نہین تو اگر سر پہ سبھی در ہا
رحم پر تم رہے ہین پر سر پہ سبھی در ہا

مین شرر دنسی ملا مین نی جلایا تمکو
مین یہ فیبو نسی منہا مین نے رولایا تمکو

مین تہا بائی جفا مین نے ستایا تمکو
مین تمہین یاد رہا مین نے بہولایا تمکو

جاؤ جاؤ نہ بہت باتین بناؤ مجھسے
مٹکی ہٹہو نہ لگاؤ ٹپر اؤ مجھسے

غیر ممکن ہے کوئی صلح کی نکلے صورت
ہوگئی آپ سے اب شکل سی ہمکو نفرت

بس ہمین چھوڑی فرمائے قطع الفت
جائے رکھیے اونہین تمہوسون سی صحبت

آپ کو صحبت اغیار مبارک صاحب
اور ہمکو ہی نیا یار مبارک صاحب

صلح کا ذکر نہو اب جو اڑی ہین صاحب
راہ لین گھر کے عبث آپ اڑی ہین صاحب

لوگ مجری کی سلامی کو کھڑے ہین صاحب
پیروی مرا لی ہی کے قید پڑی ہین صاحب

آپ تشریف جو لائیں تو جگر کا چھوٹے
مخلصے سب کے ہو جب آپ سے بیجا چھوٹے

وجہ خاموشی و زاری کی بتا دو تو سہے
کیمون کہیے جاتی ہو سر و پر اوٹھا دو تو سہے

غش کے آثار ہیں کیون ہو شمین لاؤ تو سہے
تا زبان حال جو کچھ دل کا ہے لاؤ تو سہے

دل ہی بیتاب جو ہے تاب ہمین بھی ہی
کہدو جلد اس خبط کے لیے نقشہ کیا ہی

مین جو کہتا تھا کہ بچاؤ گے مجھسے پہرو
ملکے ناجنسون سے کہہ اوگی مجھ سے نہ پہرو

اد مبت نے گذر جاؤ گے مجھ سے نہ پہرو
خوار ہو کر ہمین پہر آؤ گے مجھ ہی نہ پہرو

کیون جی کہتی نہین اب ہی وہی ہے کہ نہین
ہے وہی بات و خواری ندامت کہ نہین

دعوے ہین کیا نکو رہتی تھی جو ہر دم تیار
غم گسار اب کہان نکو آتے غم خوار

فتنے پانی مین جو ہوتی تھی شہر یک سر کار
آکے کرتے نہین کچھ فکر پئے دفع خمار

وہ ہوا دار نہین ہین وہ ہوا خواہ نہین
ابتو گمراہ کوئی ہین ہمراہ نہین

رنگ صحبت کا جو بگڑا تو ہوا یہ انجام
پاس اپنے نہ بٹھاتا ہے کوئی خاص و عام

صلح کا خط سے بصد عجز جو ہوتا ہے پیام
یاد آیا مجھے اوستاد کا اس وقت کلام

یار الفت نہ کیا جبکہ حریفون نے پسند
قرعۂ فال بنام من دیوانہ زدند

فرقہ سے نہ ملنے کے قسم کھائے ہے
دل لگی گر چہ کسی ورسے ٹھہرائے ہے

پر نہین اس کی بھی دینی و خود رائے ہے
جبھین سد کی خوشامد بھی بات آئے ہے

مکمت اس حال مین ہی ہے سبب الفت کی
پہلے تقصیر تو اللہ ہی کرتا ہی معاف

بس اوٹھو آؤ لپٹ جاؤ مرے سینے سے
دلکو میل صاف کرو بیچ سی کینے سے

زہر کا نام نہ لو تنگ نہو جینے سے
توڑو کنگھی کو نہ منہ موڑو اب آئینے سے

اوٹھو گھر جاؤ ابھی صبح کا ساماں کرو
یاد اس کی کرکے بھولی سے نیا جان کرو

جو کہ ہو وصل کا اسباب تمہارے گھر مین
رکھو موجود و مہیا اوسے پیارے گھر مین

جو نہو مجھسے وہ لوسے ہمارے گھر مین
آج پر عیش کا ساماں ہو ساری گھر مین

مطرب و ساقی و مینا و مئی چنگ و رباب
سب مہیا رہین لو شام ہو کہ جاؤ شباب

گزری باتو مگا نہ اب کر کرو بہر خدا
باعث ان سب کا جلال و غضب عشق ہلا

دو سے شخص سے ملنے کا فقط شوق ہا تھا
جھوٹھ موٹھ آپکو چھیڑا انہا نا کر فقرا

نہ یقین آئے تو لو دیکھلو کر اجا کر
ہو جو کوئی تو ٹھہاوے میرے آگے لا کر

جانتے ہو کہ نہین لوگون مین کیا ہین ہم لوگ
سحر ہین تہر ہین فت ہین ملا ہین ہم لوگ

چند گنتے کے میان شعر ہین ہم لوگ
یہ تو سب کچھ ہے مگر اہل وفا ہین ہم لوگ

خوب ہم جانتے ہو تمکی ہوی اوسکی ہوے
جان پہچانتی ہو جبکے ہوا وسکے ہوے

للہ الحمد ہوی خوب صفائی حاصل
پیشتر سی ہوئی وہ چند طبیعت مائل

ملتے ہی سینے سے سینے کے ملا دل سی دل
رہ گئی اپنا سا منہ لیکے عدو ہو کے خجل

پھر وہی نطق وہی ردی صحبت ہے
پھر وہی شک رقیبونکو وہی لت ہے

انیک شہید حاضر و من داد خواہ تو
خون میچکید ہنوز ز تیغ نگاہ تو

از خاک من دمیدہ گل رنگ سانگ ہین
دارم ہنوز حسرت طرف کلاہ تو

عشق رقیب بر تو نہ بن بستہ ام بزور
از رنگ خویش پرسن چہ گوید گواہ تو

امشب بکوی غیر تو رفتے ز من نہان
مہتاب دیدم از اثر گرد راہ تو

سرمہ کشید و ساخت مرا زین سخن خجل
چشم پر آب کرد اثر درد و آہ تو

بجو و بشوق بوسہ ربودن گناہ من
پردہ کشیدہ رخ نمودن گناہ تو

در سیر باغ از رخ گل بوسہ گرفت
شد نطق را رشوخی رنگ شتباہ تو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اشعار متفرق از دیوان تکلف شدہ

لکھا کلک عقیدت سی جو مطلع نعت حضرت کا
سر دیوان مری طغرا بنا مہر نبوت کا

رخسار سے نقاب جہان بنک ماہ اوٹھا
اوٹھ جامی یہ حجاب بھی اور نگاہ اوٹھا

اب شاعری تو کیا ہی مگر اتنے بات ہے
تکلیف درد بسی کبھی کچھ کراہ اوٹھا

داغ جنونسی جسم جو گلدستہ ہوگیا
زینت اوس انجمن کے مین گمستہ ہوگیا

سنا خدا نی اگر منے اے بتو نہ سنا
ہزار شکر مرا نالہ رایگان نہوا ✤

قارون تو قارون ذرا غنچو بکو دیکھو
ملتا ہی اگر زر تو کسی دن نہین آتا

دعوی محفل فروزی سب عیان ہوجائیگا
شمع کا منہ اوسکے آتے ہی دھوان ہوجائیگا

خوگر بیداد ہین کیا اوسکی گردش سے نہین
جور گردون غرہ چشم بتان ہوجائیگا

کیا خبر تھی ہمکو ین بیٹھی گا قاصد خود قریب
جاکی اوس کوچی مین وہ بھی پاسبان ہوجائیگا

ربط دشمن کی کرینگے چرچی خود اونکی جلیس
نطق تم چپ ہی رہو آپ ہی عیان ہوجائیگا

اغاز عشق مین وہ جو کچھ ہوا دل اسا تھا
نوبت باین رسید کہ آخر جنون ہوا

تان ایسی ہی سنائیگا وہ بد مزاج ہے
یوہی مزاج کیون کوئی بیمار عشق کا

طمع و حرص کو ای نطق نہ پہنچی تھا
بنے تمھی کو بیان ہاتہ ہی ملتی دیکھا

مدعی کیا ہین دعا نرتا
قطع امید کی گلا نرتا ✤

مجہ مین قاتل مین وہ جو قصہ تھا
ایک ہے ہاتہ مین لگا نرتا

ہم نہ آئے اگر اوٹھا نیکو
کوہ الاشہ کچہ پڑا نرتا

کیا لگاؤ اوسنے لاگن تھی جھوٹی
واہ رے بخت کچہ لگا نرتا

تیرے کوچے میں مرنے کا سبب جو کہلا — تنہا اسی خاک پر آخر مجھے لسمبل ہونا
ہاتھ یہ گرد الم ہائے نہ مٹھی بھر خاک — جسکے قسمت میں تنہا ای قطعۂ مزار ہونا
دیکھنے والو نکو سرمایۂ سودا ٹھہرا — گیسوئے یار شب خوابۂ یخا ٹھہرا
قاتل سے مدعی میں می خون کے عزیز — بعد الفصال کے بھی یکٹیرا لگا رہا +
کیا خاک میں نے لطف اوٹھایا شب وصال — شب بھر مجھی تو صبح کا دھڑکا لگا رہا
کس مند شوالیا مجھے غفلت نے الہی — مردہ بھی می بے خبری کو نہیں پاتا
اب انقلاب ایسا پروردگار ہوتا — وہ دوست دشمنو نکا یارو نکا یار ہوتا
طفل تہا تب بھی سیر عشق میں بیچارہ تہا — اضطراب دل ہی جنبش میں مرا گہوارہ تہا
کھیلنے کی صد اپھولی پھنے ہم — اور وہ فوج خزاں کی فتح کا نقارہ تہا
بگڑتے جو ہو پیارسی پیار چھوٹا — جو ضد دیدی ہو تو دیدار چھوٹا
اکیلا مدعا پاس شک غیر سے — تجھے تیری عصمت پر ای یار چھوٹا
نہ اشتر چھوٹا تو پھر کیا کروگے — جلن ہے رقیبو نکی سو بار چھوٹا +
مزہ ایک پھر و نکی تکرار میں تہا — غضب ہو گیا اوسنے انکار چھوٹا

مجھ سے وہ روٹھنا گیا ہی کبھی من جائی گا — یہ نہ اے غیر سمجھنا کہ ترا یار ہوا +
جرم بے سی مری شمع کو ڈہا لا ہی فلک نے — جلنے کو مری خاک سے پروانہ بنایا
او س شمع تک آپنی ہمائی نہیں ہمکو — کیا بخت نے پر سوختہ پروانہ بنایا
کہتے ہیں وہ تجھے ہو جو دعوی نیاز کا — آسا منی حریف ذرا نکے ناز کا
احسان نہیں سہی نگہ دل نواز کا — ممنون ہوں کاوش مژہ ہائی دراز کا
ٹھہری جو نارسائی تو ناتھو نکا کیا گلا — ہیں شکوہ سنج ہوں تری زلف دراز کا

قتل منظور ہے تو بسم اللہ
ڈھونڈھتا کیا کسی روایت کا

ہجر میں ضعف کر رہا ہی غضب
یاد وہ ہی تری نزاکت کا

یہی باعث ہے ان بتیابیوں کا
ترا پردہ ہے پردہ در ہمارا

گر مئی قار سی میسری بیابان جلا دیتا
لگ گئی ٹھوکر جو جلنی میں تو دامان جلا دیتا

گر مئی نظارہ لوتا ہو تو لیلائے داؤدی
یہ تو پڑی ہی کا پردہ تھا جو ایجان جلا دیتا

آتش افروزی تپ غم نے نہ کی ای ستمگر
داغ نی سینی کی وہ لو دی کہ بیان جلا دیتا

جاتا ہے تو لشکین دل زار کئے جا
پھر چاہے نہ آنا مگر اقرار کئے جا

مشق ستم اے ترک جفا کار کئے جا
دم مجھ میں ہے یا نر ہے وار کئے جا

نہ سمجھو کاہ ہم ہیں کوہ تمکین
نہ بنیں گے کوہ سے لنگر ہمارا

حضرت یوسف تو بیغیر ہے ہو کر رہ گئی
ان بتوں نے حسن سے دعوی خدائی کا کیا

سنم گار پر ہائے مائل ہوا
بلا جان کے واسطے دل ہوا

جہر کا نظر کام کرنے لگے
جسے تو نے دیکھا وہ بسمل ہوا

نالہ جو مری ساتہ تم اے بلبلو کینجو
آجای کلیجہ سر منقار تمہارا

ندیم کا نہ تغافل نہ قصہ خوان کی لا
دماغ ہی نہیں اونکو مری کہانی کا

جو کچھ کیا تری آنکھونکی گردشون کیا
عبث گلہ ہی مجھی دور آسمانی کا

شک تہا الفت میں پر اب ہے اور کے الفت کا وہم
بی یقین پہلے سے تہا اب یہ گمان بہی ہو گیا

گر مئی گریہ سے اشک گرم ہین چنگاریان
خونچکان جو دیدہ تہا آتش فشان بہی ہو گیا

جان بیتابی کا بیتابی سے اوسکے روبرو
رہگیا اکثر تو تہوڑا سا بیان بہی ہو گیا

آخر مرا قلق اثر اپنا دکہا گیا
رنگ ملال چہری پر اونکی بہی آگیا

کیونکر کہے بوسہ عیب جو گالی نہین ہی عیب — جب نہین ہے عیب تو وہ بھی نہین ہے عیب

اے صاف گال بجتی ہین چین جبین ہے کب — بوسہ مین چھوڑ دونگا تمہاری نہین ہے کب

ساتہ تہ دم کی ہی برنگ شمع بسمل اضطراب — موج سان داخل ہی کیف نہین ہے وہ آب

کیا قیامت وہ قد درخ لائی ہنگام شباب — شور ہے ہر سو سوا نیزہ پر آیا آفتاب

کیا اشاری کیا کنائی یار کی ابرو مین ہین — کلیات حسن مین یہ بہت دلکہی انتخاب

پانی پانی اوس رخ رنگین آگی ہوگئی — خود بخود کہنچی لگا گلشن مین گل گلاب

نہ بہت غم کہلا برا ہے اب — اے فلک خوف ابتلا ہی اب

میری کیا شامت تہی بلواتا اگر یہ جانتا — ساتہ اپنے میری گہر دشمن کو لائین گے

کے تہی ہنگام خزان شیخ زمانہ سی بعیت — پہر بہار آئی کرین پیر مغان سی بعیت

می کی مانند نہ کیچ ای بت مہ نوش بہت — آ لپٹ جا ہی تجی نشہ مجہے جوش بہت

جائی وہ ماہ کدہر کسکی کشش کامل ہو — مثل نالی کی ہین کہولی ہوئے آغوش بہت

پہاڑ کر کپڑے ابہی گہر سی نکل جاؤن گا — مثل لعبت کی ادہاری مجہی چولی تین بہت

یاد آیا دیکہکر اب صبح کے مجہکو شفق — خون ناحق تہا فلک اوس ماہ کی عصمت کا موت

سو جگہ سے بدن زاہد ہے بل کہائی ہوئی — ہوگیا لٹ کی غم زلف مین پس لف کا لٹ

رہگیا پردہ تری لب کا مسی کے باعث — نیل چیپ چیپ گئی بوسونکی اسی کے باعث

کیا کرین ستکر ستم جبکہ حلاوت ہی نہین — تو تو بیرحم ستاتا ہے کسی کے باعث

کہین جو قیس کو لیلی کا سن لیا مجنون — تو پہر کر لیگا کشتہ غمزے سارباں کیا کیا

یہی ہے جیمین کہ اب بوسہ مانگ کر کہائین — تری زبان سی مزی دینگے گالیان کیا کیا

کیا شکوہ کرون ای دل ناکام کسی کا — منہ نوچ لی غیرت جو مین لون نام کسی کا

بعد اپنی قتل کے قابل نہ ٹھہرے گا کوئے
خونبہا قاتل ہمارا دیگا خنجر بیچ کر

کچھ یہی ہوئی ان حسینوں کو اگر قدر وفا
تو مجھے وہ مول لیتے اپنا زیور بیچکر

آرزو کی تنگیں سے وہی آفت ہی رہ گئی جانیں
غمزے ایک انداز پر ہیں ناز ہیں اک آن ہیں

یہ تری چال میں سوخی ہی عجب کیا انکا
نقش پا چلنے لگیں کبک خراماں ہوکر

بہت بوسے ملتے نجی ایسے ایسے
جو بنتا ذرا بی غرض دل کہا کر

ہنسی دل لگی کیا دل آزردہ جانیں
جو چھیڑو گی رو دیں ہم تم ناکر

قیامت ہی دیکھیے چلوہ کسی کا
نگہ رہ گئی ہای فرط حیرت کر

کھل جای جو وہ زلف تو بس شر گیا گھر
ہو جای سیہ راہ کا بل راستہ کم کر

دل میرا جلانی لگے پہر داغ چمک کر
لو ہوگئی پہر کو نیلے انگارے دہکر

باز دکھو ہ جلا دوی تکلیف دوبارہ
مرجاہیں گی کچھ دیر ہیں ہم آپ سمجھ کر

یہ نزع میں ہے نطق تنفس کا اشارہ
منزل جو قریب آئی تو چلتے ہیں کجاوے

عاشق دل ہوس کو قتل کر پہچان کر
چلنے لگے فربہ فربہ زار و لاغر چھوڑ کر

ہم یہ سمجھے کہ کہا ہی ہنسی سے ظالم
نطق اوسنی تو پہری پہر ہے دی گزر گئی

تیرے فرقت میں سر بستر میں تڑپا رات بھر
چٹکیاں لیتی ہی تصویر دیوار رات بھر

تا نہ مقتل میں لگائی گلا جو قاتل دوچار
مردہ دس بیس پڑی ہونگی تو بسمل دوچار

بوسہ زنی جی جیتے کے سمجھ لیتے ہیں
کبھی دو چار ہیں باقی کبھی فاضل دوچار

پلنگ و میخ کو جس جس نے تڑپ کر چھوا
کچھ جگر کر گئے قاتل وہی بسمل دوچار

آیا ہوں میں آپ ملا ہی نہ تھے
بیتابی دل لائی ہے مجبور یہاں پر

ای وحشت دل اور کہیں گر سے لی چل
آ آکے ستاتی ہی ہیں حوریاں پر

تشبیہ رخ یار سے ممتاز ہوا گل ۔
دیکھے دست شہسوار مین ہمنے غضان دل
ہم عیش گاہ کی کہون آرزو کرین
خندہ ہے شبنم غیار مین تہی تم شامل

اولنسی یہ سوال بوسہ لب
دشنام ہین ہی جای بوسہ

ہی حسن طلب ائی شام
بوسہ عدد کو جائی شام

اے رہی باندہے گا گلستا نمین ہوا گل
بس ٹہوکر و نمین آگئی تاب و توان دل
ہمکو کیا برا یہ غم جاودان دل
اسمین ایا تہا شریک او سمین ہم شامل

یا رخ میں تھا وہ جوش ملاحت سیاہ میں
یا آبِ محو جھلکتی کو تل میں نمک نہیں

دیکھکر تنگ دہن امرہوس کرتی ہیں
ایک بوسہ ہو تو ہم صفحہ سے دس کرتی ہیں

نہ چھیڑ مے نہ مجھسے پھر امنگ ولولہ کو
محیطِ خون ہے مری چشم نم کے پردے میں

علاج اسکا کرینگے جناب عیسے کیا
جو میری موت ہی آئی ہو غم کی پردے میں

لکھی تھی بخت میں عاشق کی فربہی شاید
ہوئی ہی شکل میں کرد رم کے پردے میں

جو دور دور ہی مشتاق لوگ آتے ہیں
کوئی تو پردہ نشیں ہی حرم کی پردے میں

شکر ہے کیا کلام میں نمک ہے کیا تبسم میں
زبانی ہو کے گویا خوبیاں سب جمع ہیں تم میں

بڑا پن میں بھی ہے مشکشاں پر ایک جوبن ہی
مگر کہتی ہیں ہم اری وہ جوانی پیر مغ تم میں

شیوہ تقلید مری طبع گرامی کا نہیں
حرکتِ کش بطق میں منحنا جامی کا نہیں

اگر اوس خسی دعوی گل کی یا نوسی مل اون
دہن میں گفتگو تجھ کری تو منہ مسل الون

جاتی ہی تیری ہوگئی بے رونق انجمن
گویا کسی چراغ میں کچھ نور ہی نہیں

پوچھو نہ انتظار کے لذت کہ وصل پر
وہ ہیں مصر مگر ہمیں منظور ہے نہیں

وہ گور پر نہ ہمیں کی نثار کریں
کہ جان بھی تو نہیں پاس کیا نثار کریں

آرزو اوس بت بے مہر سے ہم رکھتے ہیں
ابر تصویر سے امید کرم رکھتے ہیں ✣

لاگ ہے وہ اوسی ہو کسی میں ہیں حالانکہ یہاں
بید ماغی سی لگاوٹ کی بھی تاب نہیں

آہ کا لا منہ ترا صبح فراق
یہ ودای شام تم ہیں کہاں

شرار آہ نے جا کر رخ میر پر فشاں
لگایا دو دل نی رات کا جل چشم نجم میں

تمہیں مثل صنوبر خوش قد ایں سرفرازی ہے
حسینوں میں ہو یوں ممتاز جیسے ماہ انجم میں

لڑو اکی سر بزم غصہ ناگیں آنکھیں
ایک ایک کو ایک ایک سے لڑوائیں آنکھیں

اسدم جو تو نی کی طلب بوسہ پہ نہین — جی چاہتا ہی لی لون تری ضد ہی پہ نہین
وہ کہ اوٹھی جو کھینچے تو کیا کرینگے ہم — کس آہ سی ڈرائی جس مین اثر نہین
فرقت کی شب جگاتی ہی ہاں داؤ کی سان کے — یکبارگی گداسامری زیر سر نہین
فریاد و زاری و کشش و کوشش و قلق — ای بخت بد کسی مین ذرا بھی اثر نہین
نگہین آنکہ کی چرانے سے — اور بھی دلمین جاو تری ہین
تری غفلت سی ہے تغافل کثیر — آرزو مین جوان مرتے ہین
گھر بھی جھانکی ہین سر رہ بھی نگاہین کی ہین — کچھ جوانی ہین اجی چاہنے چاہنے کی ہین
جی ہی ہیں جاتا ہی آپنے کن انکھیونسی — ہای کس تازسی دو چار نگاہین کی ہین
رخنی ہی رخنی نظر آتی ہین ای پردہ نشین — کن نگاہون نی یہ دیوار مین ان کی ہین
دیکر جواب آہ کا وہ واہ سے ہمین — بولی ڈرا رہی تھے اسی آہ سی ہمین
زاہد ترا برا ہو کہ کیا تو بر شراب — محجوب کر رہے ہین شب ماہ سے ہمین
تیری برق حسن سے بیکار آنکھین ہوگئین — دیکھنا تو خیر پرائے پیارے آنکھین ہوگئین
تیر ہی ابرو ہوگئے پر گشتہ مژگان ہوگئی — اونکی نظرین ہر گئین ہزار آنکھین ہوگئین
وہ نگاہ ناز ہی ہاں رب کریم آبدار — کردیا بس صاف دو جب چار آنکھین ہوگئین
جہان کی بو سے طلب کیجئے دہین کی نہین — سنو جی بس متحمل ہم اب نہین کی نہین
یاد آگئی ساغر سی کسی آنکھ کی گردش — ای بادہ کشو ہان مجھی لینا کہ چلا مین
صحبت آلودگان ہین پاک دامن پاکین — خاک ہی بہانہ آئی چادر مہتاب پر
ہای جن آنکھون نے دیکھا رخ رنگین سون — اونکا یہ حال ہوا خون وہ رون برسون
وعدہ وصل مین عشاق کی عمرین گزرین — آپ بیدار رہے تمکین سوئین برسون

ای پری سیر کوہان تو بنی آ آدم
جوش وحشت نی بنایا ہی تماشا مجھکو

رشک اغیار مری واسطے شیطان بنا
جنت کوچۂ جانان سے نکالا مجھکو

نہیں ہے طرز معین پیش دل کو
اصول نص کی حاجت نہیں ہے سمجھ کو

تمام عمر رہا صدمہ اوسکی کھونے کا
جگر کو پکڑی ہوئے ڈھونڈتی ہی پھرے دل کو

کشش سے قیس کے لغزش مین پایی ناقہ نی
ذرا سنبھالی ہوئے ساربان محمل کو

اشک و آہ آتش ہوا سوز و گداز خاک آگ
چار عنصر مین ہی جینے بنا یا دل کو

اتنی بندش ہی مگر پہنسین جھٹی وہ گلے
جب ذرا ہو گئی غفلت وہین پایا دل کو

ہے عبث فکر ستم عیار کو
ناز بیجا کم ہی کیا مجرہ زار کو

سن لے نالی چھیڑ کر مجرہ زار کو
ہان ذرا از خمہ لگا دی تار کو

یہ لب عناب سے لب سے ملا دو
مریض عشق ہون مجھکو دوا دو

کہانکی شرم اب جلوہ دکھا دو
تکلف بر طرف پردہ اوٹھا دو

عبث بوسی کی دینی ہین گزار
بہت دوگی تو دوگی ایک بار دو

یہ ہے شب صلت کسی مان بھرے کے
چپے مرغ سحر مارکے دھر دے نہ سیکو

بلبلین ہین یہ خاموش مری مزی سنکر
گویا نہ ملے باغ مین منقار سیکو

دور ہو شیم بتا نکلا تو جہان بیمار ہو
جو نظر پڑ جای وہ تار نظر سے زار ہو

قہر ہے صبح کو کیا جانی کہان کی جاگے
آنکھین ملتی ہوئی سونیکو یہان آی ہو

وہ جو بیچی ہی باغ مین تو سر اوسی تنظیم کو
لینے دوڑی ہوی گل شاخین چمکین تسلیم کو

جہان کو روند کے رکھ دیگا ایسا ان کرد
سمند ناز کو تم مطلق العنان نکرو

دزدیدہ نظر یا تو چرا لیگئے دل کو
یا آنکھ لگاوٹ سی لگائی گئی دل کو

دعا گا مری حبیب مین کوئی رکھہ
امید ست جنون ذرا لگی رکھہ

امید اس ہے خیال یار موجود
فرقت مین ہی ہے دل لگی رکھہ

ظاہر نہو سوزش درونی
یہ آگ دلا ذرا دبے رکھہ

باقی کے مجھے دی کچھ تو بوسے
فی صد کہین قائم ایک ہے رکھہ

شوق دیدار پریشان نظری ہی ہی عنان
میری آنکھین کہی دیتی ہین کہ بید یہ

جبکہ انگڑائی مین اوٹھا تو ہوا وار کا ہاتہ
ہاتہ خالی ہی ترا ہے کوئی تلوار کا ہاتہ

کیا کیا نہ شگفتہ یہ گل آئے تے دہان سے
مرجہائے ہوی جاتی ہین اب باغ جہان سے

تیرے فرقت زدونکی صبح نہین ہوتی ہے
مر رہی نیند تو موت اکی کہان سوتی ہے

ہای یہ ہجر کے دن وصل کی شب کی جگے
ای فلک مجہ سے تو لیتا ہی کیب کی بدلے

پسکے رہ جائین گے دل یکہ کہا مان بندہ
کسکے جوڑا تو خدا کی لیے ایجان نبندہ

تجہنے رات کیا ہوگا تجھے یاد نہین
مین کہان بوسہ کہان خیر ہے ہتان نبندہ

مجبور ہے کیون کو ہلنے پر نچلے ہاتہ
فرہاد کا اب گیا پتہر کے تلے ہاتہ

پیرحم شمع دو ہی نہ آنسو بہاے گی
پروانے تجھکو اپنے جلانے ہی خایدہ

بہولا سا نظر ہے لیکن غضب ہی
تھوڑا نا وے سمجھو رگ مین سرایت ہے

قاصد سے کہا پڑہکر میرا خط شوق اوسنے
کچھ خبط سا مضمون ہی مہمل ہی عبارت ہے

وہ سب ہوکے شوخی دہری رہ گئی
وہ جب اوڑ چلے تو پری رہ گئی

یہ کاہی کے دلمین گرانی ہے ہے
مگر کوئی حسرت مرے رہ گئے

ذرا سے تکلف مین اوس شوخ نے
بجاوٹ دوسن کی ہری رہ گئے

نہ لب تک بھی پہنچے تو آہ ضعیف
دہین ہی لکی دل مین ارے رہ گئے

مرجان کا پنجہ دست حنائی سی پھر گیا
اب تہ وہ ملائمین گے کف مخضب سے

ہوتی ہین اہل نظر سے دم نظارہ ترش
چاشنی دار اور نکا گویا شربت دیدار ہے

لگا کے دل پر کر تیجے کا تیر
وہ ابرو چڑھے ہے یا کمان کھنچ گئے

برنگ اشک ہے خون جشک تیری شیت سے
گھٹا ہے دم کیطرح دلمین تا رسطوت سے

دل بیتاب پہرا نا ہی ہے پڑی پھر ہین
تان جہان پر یہ مصیبت روز ٹھہر ٹھہر

صبح ہوتی ہی شب وصل کی ارمان نکلے
بہت ایجان نہین ہوچکی ایمان نکلے

جوبن سی ہلی اب چمک ہے نہ دمک ہے
گالو نمین نہ وہ لوچ کمر مین نہ لچک ہے

الامان تیری کسیکی آتش رخسار کے
وقت نظارہ نگاہ دموی مژگان جل گئے

آتش حران ہوئی کچہ دلمین ایسی مشتعل
سیکڑون ہی حسرتین لاکھون ہی ارمان جل گئے

ہاتگی ملے جو تخت سلیمان کبھی کبھی
تو جاؤنگی ضرور پرستان کبھی کبھی

بوسی کی بات مین جو ہوا وہ سی گفتگو
بولی کہ روز نہین ہان کبھی کبھی

ملیونگی وصل کرکے نہ عاشق کو دل دہی
ظالم کبھی کبھی نہین ہان کبھی کبھی

آپکے نازنے آپکے بیدار دیئے
آپکے نازنے آپکے ایجاد دیئے

لطف دیتی ہین نیا ہر دن ملاقاتین نئے
ہین نئی معشوق کے باتین نئے گھاتین نئے

اس مکو جانتی ہین بس برائی بامذاق
بوسہ لب تازہ نازہ اور صلواتین نئے

دیکھتی ہو کیا پرانی نکتہ سنجونکا کلام
منطق تازہ فکر کے منہ سی سنو باتین نئے

نکہت ہی گردتن کی لطافت کے سامنے
میلے کچیلے پھول ہین نگہت کے سامنے

یوسف جسمین فرج ہو کچہ وہ نہ دی سکے
قارون کیا حسین ہے حضرت کے سامنے

اپنی سو چو مرا تمنا تو لگا ہوتا ہے
کیا تغافل ہی تلافی جفا ہوتا ہے

تکلیف شب غم کے ہزارونکون خبر ہے
معلوم فرشتونکو ہی تارون کو خبر ہے

انکار نکر نقش قدم ہین ترے شاہد
غیرونکی یہان جانی کے یارونکو خبر ہے

اچھا نکہین مدعی ای نطق تو غم کیا
اک میری فصاحت کی گنوارونکو خبر ہے

آغوش مین آؤ بھی مشاق ہین صلت کی
اس سے نہین اوٹھتی اب نازنزاکت کے

کبھی وہ جو ہوکر مزار ونمین گزرا
تو مری جلی اوس مسیحا کے پیچھے

اثر کیا کرین نالے بیتاب تنگدل مین
اوچٹ جاتی ہین تیر تکرا کے پیچھے

مری چشم تر آبرو اوسکی لی گی
پڑی ہاتہ دہوکر جو دریا کے پیچھے

ہجوم تمنا نے تمت دل کی کاٹی
پڑی ہین یہ دان دانا کے پیچھے

محبت نی مجھکو بنایا ہے سایہ
مین ہون ہر جگہ شوخ غنا کے پیچھے

نالے کے ساتہ عشق گل تر مین جان دے
بلبل یہ بات نام کی ہی حوصلی کی ہی

غیرونکو منہ لگا کی نہ کر ناتہا بی ادب
خوبی حضور اپکے یہ چوچلی کے ہے

آغوش مین شوخی کی ادا اور ہی کچہ ہے
یوسی مین بگڑنی کا مزا اور ہی کچہ ہے

بیداد کو روتا ہون کہ ایجای عدو کو
ہم سمجھے ہو کچہ اور گلا اور ہی کچہ ہے

وصل کی رات دراندازو مخل تہی کتنے
ایک از انجملہ یہ مردار نزاکت بہی تہے

لو اپنا بوسہ پہیر لو دل میرا پہیر دو
مجھکو ہی گون نہین ہے جو منگا نی پکو

ای جذب جا کی اوٹسی تو لجد از سلام شوق
کر التماس جلبی بلایا ہے آپ کو

کہلتا ہی ہر نگاہ سے طومار انتظار
کچہ اندنون مرے سے تمنا ہی آپ کو

رنگ اوس پری کے گانی سی ای نطق آگیا
میری غزل تو کیا تہی یہ خوبی گلی کی ہی

مری گہر چیدہ جو اسباب ہوتے
فدائی آمد سیلاب ہوتے

دونہ نسبت مجھ سے خم آشام سے — خم کی کم ظرفی ہی ظاہر جام سے

ضعف نے چھوڑی نہ تاب اضطراب — واہ کیا لیٹے ہین ہم آرام سے

سو یا نہین ہے کوئی فرقت زدہ تسبیح — تنک تنک کے مر رہے ہین سب آہ کہ کے

فرقت کی شب نے مار کن کن افیتون سے — مرتا ہون اے ستارو تمکو گواہ کر کے

اپنی تمکو نکی نہ لف رسا گو پہنچ گئی — لیکن نہ پائی پائے عاشق کو واہ بخت نے

بیٹھا ہا جگر مین پہلوئے دلکو لئے ہوئے — مارا تمہاری تیر کے طرز نشست نے

آئینہ دیکھ دیکھ کے وہ منہ چڑھاتا ہی مین — اللہ رے غرور کہ اپنے سے ناز ہے

ہوتے کوئی جنیہ ہے تری چشم عنایت — دیکھی نہین ہمنے نگہ قہر و غضب ہے

دلکو پسند اے ستم ایجاد ہو گئے — بیداد خود تلافی بیداد ہو گئے

کیا اونکا انتظار ہو میسر کہ ڈھب سے — گرتے ہے نظر رخ مین نزاکت کی تاب ہے

الہدری لب تشنگی بوسہ تمتع وصل — ملتے رہے پر ون ہی لب مس سمع کی طرح

مبادا گران گوش نازک کو ہو — ہمین نالہ نارسا چاہیے

تری رخ کی آگے نیو جیکی گلوئی — دوکانمین پڑی پھول سترنی رنگی

جھمین تر مین وہ شوخیان لیے — ہای بطافتی نزاکت کے

ای گل آ تجھکو اوسکی گالونمین — سیر دکھلائین ہم لطافت کے

گدگداتا ہے مری دلکو جو شا لطف مذاق — کچھ تبسم سا جو تیرے لب خاموش مین ہے

سمن و گل مین کہان چل تو صبا کیا جانی — نازکی وہ ہی جو اوس گل کے بر و دوش مین ہے

جھلا سنتے ہین غفلت سے گر نہ ای نطق — دل اہل حکمت ہی مرا شعر گہر گوش مین ہے

غرق جسمے ہے جیسے کیلے جان کے — فراق مین رگ دیدہ سے خواب مچا ہے

اودھر ہین عاشق مزاج مضطر ادھر بلبل کو بہار آئے
کیسی کا حسن شباب نیکر چمن مین یار ملا آئے

خدا جانے کیا شعر و لگی تھی ہمکو کس بلا کی
کہ روح بعد فنا بھی تشنگی ہر نثار آئے

چاہے اگر خدا تو خدا ہی نشر ملے
پہنچے جو آفتاب تو شبنم کو پر ملے

اللہ رے بیخودی کہ یہ تاکید سب کے ہے
ہمکو سنانیو جو ہمارے خبر ملے

بہت نازک ادا نکی کمر ہو گئے
نجسم نزاکت مگر ہو گئے

رقیبونسے جو ہین پیام و سلام
ہمین حضرت اونکی خبر ہو گئے

لب شکرین کے یہ تاثیر ہے
جو نے چھو گئے شکر ہو گئے

سزا جو دو عاشق سزاوار ہے
نہین ہی وہ تو ہی گنہگار ہے

گل آرزو روے دلدار ہے
نہال تمنا قد یار ہے

محبت کری کیون وفا کیون کری
سبھی حرح عاشق گنہگار ہے

نبھے ہے جو تیری برابات ہے
تری منہ کے گالی ہی صلوات ہے

کمر اونکی کم ہے طلسمات ہے
دہن بے نشان ہے تو بات ہے

بدن گور انگور لب شیشہ لعل
اودھر دن اودھر یہ طلسمات ہے

جوانی مین گالون ذرا پر ہے خط کی
وہ رنگت نخالی کہ گل مات ہے

جان پر جاے تری خنجر کو
ذوق میرے لہو کے سانہ ہے

عین احسان ہے تری ابرو ہے
زخم ہنسنے ہین ترے تلوار کے

وہ مرا نالہ اگر سنکے تغافل نکرے
نکرے رحم تو اتنا تو کہے غل نکرے

جانتا تو ہے وہ دلمین مجھے عاشق لیکن
اپنی کیا آن ہی کھوے جو تجاہل نکرے

التفات اوش سے کسی سادی کو باور ہوگا
جو کبھی جانکی عاشق سے تغافل نکرے

اون گیسوؤں کی آگے بونافہ چھوڑ بھاگے
آہوسی نافہ نکلے آہو ختن سے نکلے

سودائیونکی تیری بس آگ ہی بھری تھے
کھولی گئین جو فصدین شعلے بدنسی نکلے

غیرونکا منہ تھا گرسے تیری جو کرتی تاہر
کس نے ہمین نکالا ہم خود جلن سے نکلے

رودہو کی جل جلاکر آخر کو نحبہ تجھاکر
مانند شمع مردہ اوس انجمن سے نکلے

حال اس دہ ہے کہ چشم نقش پا بنی تھی
رنگت ایسی شوخ سائی کا گلابی رنگ ہے

کیا گیا تھا ہمکو ناز کہ روزہ نماز ہے
ٹھنڈی ہی ہوئی وضو جو سنابی نیاز ہے

مان نہ بگڑو کہ جانتے ہین ہم
ایک ادا حسن کے عتاب بھی ہے

ہر چند میرا دل تو چرانا صواب ہے
پر جان من یہ چوری کی عادت خراب ہے

وہ سنین یا نہ سنین پر غم پنہان کہیو
جھوٹھ ہی سچ دل کی تسلی کی لئی ان کہیے

اوسکا احسان نہین بوسی جو دو تین لئے
تینے کاہی ہے ہمنی اجی چھین لیے

مان حرابی مین ہے اوسکا شریک
بخت خانہ خراب بھی ہے

امی ہین تل ہے امتحان نہین
نقطہ لاجواب تو بھی ہے

شب وصال تمنای ہمکناری پر
بہانہ ناف کی ٹلنی کاہی کمر کے لیئے

ہمین ہے آرزوی بوسہ آہ اوس لب پر
جگہ نہین ہے جہان مال مختصر کے لیئے

نازک کمر و تنگ دہن ہین وہ غضب کے
آغوش کی گود کے ہین بوسی کی ہے جگہ

مین لاغر تو کب کا فنا ہو چکا
بدن آفرین ہم یارون کاہی

واہ وا کیا تازہ پانی خنجر قاتل مین ہی
اوسکا زخمونکو مزہ زخمونکی لذت دل مین ہے

بخت مین دونونکی یون تو غیر جلنا ہی مگر
شمع تو مجمع مین اچھی ہی اوس محفل مین ہے

ہر نگاہ ناز ہی اوس عروس کی دلنشین
جو نہ نکلی آنکھ سی وہ بھی ہماری لمین ہے

لمعۂ شمس الضحای فصاحت شعشعہ بدر الدجای بلاغت اعنی تقریظ کلیات نظم و نثر فارسی مضامین ذہانت منشی حافظ سلطان احمد صاحب سلطان تخلص خلف اصغر منشی ولایت احمد صاحب تحصیلدار تنیاپور ریاست کاکوری برادر خرد مصنف سلمہ اللہ

الحمد للہ بہائی صاحب قبلہ کا کیا کلام ہے منتخب و لاجواب کلام ہے حضرت کو ابتدای شباب سے ذوق شعر ہوا تیس برس کے سن تک کہکر ترک کیا خال اکرم منشی محمد ضیا صاحب صبر سے اصلاح لی نکتہ سنجی و معنی پروری کی داد دی بلندی خیال کا عرش فرش پر انداز ہوا زمین غزل کو آسمان پر لیا نیا نیا بندش چست استعارہ لطیف و درست فکر بلند زبان شستہ و دلپسند آمد کی آمد آور و دمدار و تکرار الفاظ کیا خوب و زمرہ کتنا مرغوب معاملہ بندی ویسی ہی مضامین کی بلندی ویسی ہی کہیں نشید مستانہ ہے کہیں نغرۂ عاشقانہ ہے کہیں میر و مرزا کا انداز کہیں ذوق و غالب کا رنگ کہیں مومن شیفتہ کا پرواز کہیں ناسخ و آتش کا ڈھنگ کاکت الفاظ و محاورات کی کہیں نہیں لغات فارسی تنگ نہیں تنگ ہیں ہوا ہوں چوکی الفاظ مستعملہ اہل متروک جودت طبیعت یہ کہ بندش مضمون کی ساتھ حاضر رسائی خیال یہ کہ مضمون ہوئے ساتھ حاضر کبھی فکر شعر میں قوت نہ پڑی تجلی کی ضرورت آدھر آب کی بالوں پر کان ادھر مضمون کا دبیان ادھر بات کا جواب ادھر شعر لا جواب ان باتوں کو بہت لوگ جانتے ہیں اس زمانت و ذکاوت کو ناتی ہیں مثل شعر انمائش و غرور نہیں یہی وجہ ہی جو مشہور نہیں جب حضرت نے زین ترک کیا تھا تخلص اس فکر نے لیا کہ مبادا یہ مجموعہ گرانمایہ ضائع ہو تو پھر کہاں ایسا ناتہ آئی تردد بدرجہ کمال ہوا الطباع کا خیال ہوا آخر مطبع مصباح الحق میں چھپنے بھیجا خامہ منشی فرزند حسین سلمہ سی تک جانا منشی صاحب کی زود نویسی خطی خوبی کس کس کی تعریف کروں نقاشی یا صناعی کس کس کی داد دوں خط اگر خط یوسف حسینان ہی تو لوح نگارین نقش پیشانی مہ جبینان ہی الحاصل آج چھپکر تیار ہوا مشہور ہوا یار ہوا یار مقبول خاص و عام ہوا حضرت مصنف کا از شرق تا غرب نام ہوا تاریخ ہای موزون جو نکتہ سنجوں کی نوک سے نوک قلم ہیں ذیل میں رقم ہیں واضح ہو کہ کلیات ہذا کی ۱۲۹۲ ہجری میں ابتدا ہوئی اور بوجوہات ۱۲۹۳ ہجری میں انتہا ہوئی قطعات میں جو ۹۲ و ۹۳ کا اختلاف ہے اوسکی یہی وجہ صاف صاف ہی جس نے جب خبر بائی اپنی تاریخ ارسال فرمائے فقط

قطعہ تاریخ از حافظ صاحب ممدوح الصدر رافم تقریظ

سبحان اللہ چشم بد دور	کیا حضرت نطق کا سخن ہے	سلطان یہ سال طبع لکھیئے	دریا مضمون کا موج زن ہے ۱۲۹۳

ولہ

ہوئی چھپکے تیار دیوان ایسے	کہ ہر لفظ جسکا ہی جان فصاحت	لکھی طبع کی سلک سلطان نے تاریخ	یہ مجموعہ ہی بوستان فصاحت ۱۲۹۲

قطعہ تاریخ نفکر رسا منشی بینظیر دبیتاں شاعر نازک خیال منشی مقبول احمد صاحب محو تخلص برادر اوسط مصنف

للہ الحمد الطباعی یافت	سخن نطق سحر بار سخن	ولہ تاریخ محو بست نگار	مطلع و مقطع بہار سخن ۱۲۹۲
ہوئی الطباع آج دیوان اسکا	کہ جو ناجو اردو یار سخن ہے	اگر فکر تاریخ کی ہو تو ای محو	رقم کر ہمیشہ بہار سخن ہے ۱۲۹۳

ولہ در سنہ فصل

نطق کا گنجینات طبع ہوا	طرفہ مجموعہ بلاغت ہے	سال نقطے یہ محو نے لکھا	جوش پر فکر نم فصاحت ہے ۱۲۹۲

واقعہ در سنہ عیسوی

طبع شد کلیات حضرت نطق | اوستاد زمان یگانۂ فن | قلم فرسال طبع نگاشت | کلیات لطیف شعر و سخن
۱۸۸۶ء

واقعہ در سنہ ہجرت

کلیات نطق چون مطبوع شد | مشتری آمد عطارد اور سما | محو سال انطباعش در رقم | طبع شد این نظم دلکشن جانفزا
۱۲۹۳ھ

قطعہ تاریخ بفکر شاعر شیرین زبان شیوا بیان منشی ممتاز حسن صاحب اور عمہ زاد مصنف سلمہ اللہ تعالے

جناب نطق کے دیوان بھی کا | زبان ہیں جو کہ اوس کی وصف پر | انہیں فکر ہے تاریخ کی تو ای ممتاز | کلام شاعر شیرین زبان کی وہ تحریر
۱۲۹۲ھ

قطعہ تاریخ بفکر شاعر خوش فکر منشی مشرف احمد صاحب اور عم زاد مصنف صاحب

حضرت نطق سے مخمور کا | چھپ چکا آج لاجواب کلام | ہے مشرف یہ طبع کے تاریخ | گلدستہ وجیدہ انتخاب کلام
۱۲۹۲ھ

قطعہ تاریخ بفکر عالم علوم عقلی و نقلی مولوی منشی مظفر احمد صاحب سہر مخلص ابن مولینا منشی عنایت احمد صاحب برادر عزاد مصنف

چو دیدم کلیات نطق شد طبع | بحر بنمودش الفاظ رنگین | نوشتم ای ہنر تاریخ طبعش | بہی گلزار و گلہای مضامین
۱۲۹۲ھ

قطعہ تاریخ بفکر مولوی سید محمد صاحب بن منشی عنایت احمد صاحب اور عم زاد مصنف

چھپا وہ کلیات نطق رنگین | کہ جس سے باغ رضوان ہی خجل ہو | ہوئی سید جو فکر سال مجھکو | تو ہاتف نے کہا مرغوب دل ہو
۱۲۹۲ھ

قطعہ تاریخ بفکر ناظم بلند خیال شاعر بیمثال منشی اکرام الدین صاحب رئیس کاکوری یاس تخلص

نطق خوش فکر کے چھپے دیوان | مشتری ہیں سخن شناس تمام | آنی سال طبع آپ یاس | سخن بیمثال کرا رقم
۱۲۹۲ھ

قطعہ تاریخ بفکر عالی منشی الطاف حسین صاحب فیض رئیس کاکوری

ہی شاعر دلنشین سخن گو خوش بیان | ارمان جنکی سیر کا ہر نکتہ دانکو تھا | دیوان بن کر دہ چھپا طبع نو ہوا | جسپہ ہے روح بلبل شیراز کے فدا
جو بحر ہے وہ نہر بیان ہی کے ہے | مرجع ہر ایک سرو ریاض کلام کا | قربان ان کی بلبل نغمہ سرا ہو | صفحہ ہر ایک رنگ چمن ہے کہلا ہوا
انصفہ جسنے دیکھی اس بانی کی کہا | سودا سی کہہ جانسی ہوا اسکا شیفتا | ای فیض سال طبع کی تحریر کا ہوا | فکر کلیات نطق کا از خود چھپ گیا
۱۲۹۲ھ

قطعہ تاریخ بفکر بلند منشی کاظم حسین صاحب غنی رئیس کاکوری

ہوا طبع جب نطق کا کلیات | ہوئی مشتری قدر دان سخن | غنی نے دم فکر تاریخ طبع | یہ لکہا زہے گلستان سخن
۱۲۹۳ھ

قطعہ تاریخ بفکر شاعر نازک خیال حافظ محمد یوسف صاحب سدر رئیس کاکوری

طبع شد جو کلیات نطق مقبول جہان | پنجشنبہ صبح دہم ماہ ذی الحجہ روز | صد سال طبع دہ بدہ تم سنگام فکر | کلیات نطق شد مطبوع طبع اہل فہم
۱۲۹۳ھ

قطعہ تاریخ بفکر رنین مولوی عبد السمیع صاحب خلف رئیس کاکوری

طبع شد جو کلیات نطق اوج شاعری | بفکر یار علت پر لطافت بیگمان | گفت ہاتف طبع خوش فرسال طبع کلیات | طبع این اجزا شده مطبوع طبع خوبان
۱۲۹۳ھ

قطعہ تاریخ بفکر روشن منشی ساجد علیصاحب حامد رئیس کاکوری

چھپا کلیات نطق کا دیوان رنگین | ہر اس مرغ ہی سرو دلستانی | سر انصاف سی ساجد نے تاریخ | لکہی، ہے گلبن باغ معانی
۱۲۹۳ھ

قطعہ تاریخ بفکر منشی مرتضی حسین صاحب سہل مخلص رئیس سیتاپور

حضرت نطق کا کلام چھپا | لاجواب اور بے نظیر ہے یہ | بولی تاریخ طبع سہل سے | واہ وا نظم دل پذیر ہے یہ
۱۲۹۳ھ

قطعہ تاریخ نمیخ فکر رسا مولوی سید فضل حسین صاحب رئیس کاکوری مدرس مدرسہ گوجرا

چو دیدم کلیات نطق ای عجب | شگفتہ گلین مضمون نو شتم | برای سال طبعش بے تامل | کلام منتخب موزون نو تخم

قطعہ تاریخ بفکر منشی کاظم حسین صاحب رئیس کاکوری

نطق نکتہ پرور طبع گردید | عجب مجموعہ لغز و گرائے | بگوای طبع ہر سال طبعش | کہ نظم لاجواب نطق تانے

قطعہ تاریخ بفکر منشی بھوج راج جوہر رئیس ملہر ضلع شاہجہان پور

پہنچے دو لون نطق کے دیوان | کیا سخن گاہی جوش پر قلزم | لکھے جوہر نے طبع کی تاریخ | شعر بین نیک جلوہ آنجسم

قطعہ تاریخ بفکر منشی ناظر علی صاحب رئیس شیخپور حودھر سہنہ

ہو از تصنیف نطق نکتہ پرور | شد طبع این عمدہ دواوین | من ناظر برای سال طبعش | زدم فکر دم زہی نکین مضامین

قطعہ تاریخ بفکر شاہ نصیر بیان سخن بنظام احمد صاحب تخلص متیم مطبع لمع خشان رئیس خیر آباد

ساقیا جام مرا بادہ بدہ | سال وی فکر بودم دیدم | گفتگوی نامی سخن رنگ آمد

مست گفتار نگشتیم و بحیرت ماندم | از مدین از لب ساغر سخنے تازہ آمد | قوت ناطقہ از نطق جوین داد مرا | لب ساغر بسبنش از لب ساغر نوشد

مطبع تاریخ بفکر یکہ تاز میدان فصاحت و ید العصر جہان بلاغت منبع ریاض احمد صاحب نامی مطبع یاض الاخبار

سرایای خوبان دلکش ادا ۱۲۹۳

قطعہ تاریخ بفکر رسا احمد طبع و کاظم اسید اسمعیل حسن وقار خلف اکبر سید محمد صادق صاحب مالک مطبع صادق

کیا خوب چھپی نطق کی دیوان | تاریخ یہ او نکی طبع کے ہے | کیا طرز سخن کی ہے نرالی

قطعہ تاریخ از نتائج افکار فصیح زبان بلیغ دوران حاجی منشی سید یوسف حسن صاحب جگر پرور زادہ سید صادق صاحب

دیوان جو چھپا ہین نطق کی کیا | پاکیزہ کلام سبکا سب ہے | انصاف کی رو سے لبس محبوب ہے

بے شبہہ ہے خوب مصرعہ سال | یہ جملہ کلام منتخب ہے

قطعہ تاریخ از نتائج طبع جید دوران شاعر همه دان منشی فرید خان صاحب رئیس علیگنج ضلع ایٹہ متخلص بشوق

مژدہ کہ از جمع نو کلیات | غلغلہ فتاد بچرخ کہن | تازہ از و گشت مذاق سخن

غزلی کز دہن او چکید | رنگ طرب بست ہر انجمن | صفحہ دیوان ست زمین چمن

بشنو و از این سخن جانفزا | مردہ بپند محمد در کفن | شوق پی سال صلا داد چنین

وله

بجائی ای آسمان دین بیار ہر نشاء ریدین | کہ کلیات لطافت آئین بطبع آمد ز حسن ترتیب

بجای این انجم درخشان بیار چشم نظارگان | کہ جلوہ گر ہست چون عروسان ہمہ صنع نگارین

چو بیت ابروی ماہ سیما ہر اشارہ دو صد ادا ہا | بیاکہ خال رخ پری را نمائم اہبند چشم بدین

دمیکہ بیند نگاہ رشک چکد حلاوت ز حرف حرفش | تو گوئی آمد ہمہ بصر فش زبان شکر بیان شیرین

ز فیض آن اوستاد دوران بصرف دوشیزہ سخندان | بخوان تحسین ہزار مہمان بباغ نکتہ آنجمین

بمین تو الفاظ روز تا شب قبول کہاش ساز باب | صدای تحسید بود بہر لب بمن دعا و ثنا آفرین

بگفتم آمد چو این نتیج ز روی معنی کشاد و برتاج | نوشت در چار کمن طلوع جہان بلاغت ملک نشین

رشوق مضمون بنطق نکین | کلام او رنگ نظم دین | بیان شیرین فصاحت آگین

خاتمۃ الطبع از فکر کمترین فرزند حسین مستمم بطبع ہذا

نمیدانم نظر مرد و عورت یا اولی الابصار — کہ کیا ہی خوب دیکھو کیا عمدہ نگار ہے

یہی وقت ہی خامہ مانی و اچہکار — زبان بانی بنا عندلیب منقار — وہ تیری زمزمہ سنجی و نہای نگار ہے

نقاط کی ہیں چوبوٹی تو گل و اثر کے — بنی صفحہ قطاس تختہ گلزار — ہو سطر سطر میں گلشن کا نقشہ

دکھائیں رنگ و رنگینیاں مضامین کے — ہر ایک صفحہ نظر آئی صاف صبح بہار — بیاض ہو مصداق بیاض گردن حور

تو جانا ہی یہ کیوں تمام ہی انشا — یہ کیا سبب ہے جو ہاتھ اس قلم سے رکا — مگر سنا نہیں تونی کہ آج جیسے ہوا

کہ جسکو نطق علیہ السلام کہتے ہیں — تمام پیر و جوان و رئیس و صناع و کبار — عنان خامہ یہیں پھیر کر بجانب شعر

تماشائیان نیچا نگاہ کہان ہیں ذہر تشریف لائین یوسف عزیز مصر شاعری کی گرم بازاری ملاحظہ فرمائین شاہد سخن نے بزم عشرت آراو رنگ نشین اقلیم شہرت ہوا ہے خوان نعمت تصنیف مہیا ہے مائدہ خوار و نکو صلا ہے شعرائے شعری شعری ہمین مشرق تا مغرب کی نظم کی شیرہ عقد ثریا نثار کو لائے دبیر فلک تصیدہ مرصع کمکشان تہنیت مین سنانے آیا ہے زہرہ و مشتری فی نظم فلک کے گانے کا نقشہ جمایا ہے شمس و قمر تثلیث اور تسدیس کی پیتین بجا رہے ہین ناہید کیا دمین سنا رہے ہین انجم ثوابت فرد نشاط سے وجد کا عالم دکھا رہے ہین شعر طائر چہچہ زرین کی جاسالہ انگبن ہوا ہے شعر واقع فرش پا انداز بنا ہے مسدس بحات مین غلغلہ شادمانی بلند ہے رباعی عنا حراس نوید سے خرسند ہے ہر فرد بشر قطع زمین پر مسرور ہے اس بحبحت و انبساط کا شہرہ دور دور ہے آب ہما اس دلبر راز کے چہرے سے نقاب نہیں اوٹھاتے ہین ناظرین ذی الابصار کو شاہد سخن کی جلوہ نمائی دکھاتے ہین تو سنو کہ وہ شاہد عنائی سخن کلیات نطق علیہ السلام ہے واہ سبحان اللہ کیا کلام ہے کہ ہر شعر او سکا بی نظیر ہر بیت دلپذیر ہر غزل از مطلع تا مقطع مرصع رباعی کا ہر مصرع چار مین مصرع ہر قطع خوش قطع گویا زبان ہزار داستان قطع کرتا ہی سا نو مستان مئی سخن ہر کیفیت سے بہرا ہے ہر مصرعہ بادہ سخن کی ایک بوتل ہے سمجھ کا بل ہے جسنے ایک جام پیا مست و بیخود ہوا حلاوت پسندان مذاق درست کی زبانو پر مدتون مزا رہا جو اس نشے سے محروم پھرا حسرت و افسوس رشک و حسد مین مبتلا رہا دیوان اول جو معنی بلند ہے حاشیہ پر اور دیوان دوم جو عاشقانہ ہے متن مین لکھنے کا التزام کیا ہے حاشیہ کے دیوان مین ہر غزل کے آغاز پر قافیہ و ردیف جلی قلم سے لکھدیا ہے الحاصل اب یہ مجموعہ حسن و خوبی مطبع سید محمد صادق صاحب کیل سرکار صبح صادق نام مین سید محمد جعفر حسین صاحب اور حقیقی مالک مطبع و منصرم جملہ کارخانجات کی سعی و کوشش و جانفشانی سے چھاپا گیا افضال ایزدی سی ماہ اگست ۱۸۸۶ء کی ۳۱ تاریخ کو ختم کو پہونچا یارب یہ کلام مقبول ہو مصنف صاحب کی فکر کا نتیجہ محنت کا صلا حصول ہو قطعہ تاریخ

اردو و فارسی جو راقم نے موزون کیے ہین وہ ذیل مین لکھدیے ہین

سد الحمد چھپ چکا احسن	حضرت نطق کا کلام تمام	بہر تاریخ طبع ہاتف نے	یون کہا بی نظیر ہے یہ کلام ۱۲۹۳

ولہ در فارسی

بطبع آمد چو کلیاتے کہ نیست ثانی او بعالم	بہین زر یکنی مضامین بصفحہ صفحہ شگفتہ گلشن	
زسعی جمہنان خامہ چو ختم گردید الطباعش	برای تاریخ وقت فکرت یتم بالخیر گفت احسن	۱۲۹۳

تمت

صحت نامہ غلطہائے دیوان دوم جو کہ متن میں ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۵	۱۳	بڑ ہین	پڑ ہین گے
۶	۴	بھنصف	منصف
۷	۵	کہے کو	کہئے تو
″	۱۴	پاجاؤن	پاؤن
۸	۲	چاہنا والا	چاہنی والا
۱۲	۱۱	خیال تنگ	خیال ننگ
۲۰	۵	قاعدہ وہ الم	قاعدہ جلیانہ وہ غالب خفتہ کا
۲۲	۴	روز	زور
″	۲۹	فریاد	فرہاد
۲۸	۵	عمل کا	عمل کو
۲۹	۹	بزم ہم کل گیا	بزم سے وہ گئی
۳۳	۱۹	جھوکے ساتھ	جھوکے سات
۳۴	۹	جانان	جانان مین
۳۵	۷	ڈوڑا	دوڑا
″	۱۴	ایاک	ایک ایک
۳۶	۱۹	چکئے گا	چکھے گا
۴۳	۱۳	حیاطرح	حیای طرح
۴۵	۱۱	لازم سے	لازم ہے
۴۹	۱۹	باصبا	بادصبا
۵۰	۱۵	ترکوتکو	ترکونکو
۵۴	۱۷	جان دی تب ایا	ایکدہ کہنیکا تب فرقت مین ہمارے
۵۶	۱۲	لوٹنا	لوٹا
۶۰	۱۷	جلوہ بازی	جلوہ باری
۷۴	۱۲	کہ یہ ہے	کہ ہے
″	۱۴	کیمای	کیمیای

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۷۵	۱۴	سیوتاک	پرچاک
۷۷	۱۵	پچھوڑا	پچھوڑا
۸۴	۲	کیون مجھے	کیون نجھے
۸۶	۱۱	گہرین	گھرکرین
۹۲	۷	بہ ظلم ہین	یہ ظلم ہے
۹۶	۲	تارہین	تارہین
۹۹	۱۹	۱۱کھون	لاکھون
۱۰۶	۱۷	تم	ہم
۱۱۳	۱۲	بیوفائی ہے	بیوفائی سے
″	۱۹	نفیل	نقل
۱۱۴	۱۲	جودشب	جو شب
۱۱۶	۷	ایسو	گیسو
″	۱۶	لایا	لاتا
۱۲۰	۲	روشن	روشنی
″	۴	چادر	ایک چادر
۱۲۸	۳	بنی ہے	بے بنین
۱۳۱	۱۴	گنہای	گنہای ہوئے
۱۳۲	۷	خال خند	خال وخد
۱۳۳	۱۰	سینے مین	سینے سے
۱۵۱	۴	زکیسو	ترکیسو
۱۵۵	۱۸	یہہ اپنا	پھر اپنا
۱۵۷	۱۹	تماشا کی	تماشے کے
۱۶۱	۱۰	فرقت کی چوٹ	پتہ کی چوٹ
″	۱۵	کاکل چوٹ	کاکل کے چوٹ
۱۸۱	۱۶	جفای جور	جفا وجور
۱۸۳	۵	عمر دوزہ	عمر دو روزہ
۱۸۴	۱۰	بجمار	بخمار

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۸۶	۱۳	عام ہے	عام کے
۱۹۰	۱۰	جتنے	جتنے
۱۹۴	۴	جمیت	جمعیت
″	۱۳	بجے	بجے
۱۹۸	۲	حسرت ودرد	حسرت درد
۱۹۹	۴	گارگر	کارگر
″	۱۰	پہونگ	پہونگ
۲۰۰	۲	حمایت کر	حمایت کو
۲۱۱	۱۰	جب پوچھی	جب پوچھی
۲۱۷	۱۶	جو رہائی	جو سامنے
۲۱۸	۱	ڈبو بونا	ڈبونڈ ہونا
۲۱۹	۶	زنگین آگے	زنگین کے آگے
۲۲۰	۶	رودین	رودینگے
۲۲۱	۹	بہارائی	بہارای
۲۲۲	۱	جھکنے	جھکنے لڑوا کے
″	۱۵	لڑوا کے	
۲۲۳	۱۱	بیٹھے ہین	رہے ہے
۲۲۴	۶	جنسے	جنسے
۲۲۷	۱	ہزارونکون	ہزارونکو
۲۲۸	۵	بای بائی	بائی
۲۳۰	۱۰	کاہی ہی	کاہی کو دے

تمام شد صحت نامہ غلطہائے دیوان متن



صحت نامہ اغلاط دیوان اول جو کہ حاشیہ پر ہے

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۸	قند کر	قند کرر
۹	۸	چل گیا	جل گیا
۱۱	۲۶	جاری خاک	ہماری خاک
۱۲	۲۸	اسنام	اصنام
۱۴	۲۱	کراوٹے	کہ اوٹے
۱۹	۲۳	کسدام	کسدم
۲۱	۳	سرو صنوبر	سرو و صنوبر
۲۳	۲۱	آگے	آگے
۲۷	۳۶	پرستا	تڑپتا
۳۴	۲۴	کو کئی	کوئی
۳۵	۳۰	اندہی	آندہی
۴۸	۳۱	خاتمہ	خاتمہ
۵۰	۱۳	پڑہائی	سنائے
۵۴	۱۰	غمین	غم مین
۵۶	۳۳	غنچہ ترا	غنچہ ہی
۵۸	۱	شام کے	صبح کے
۶۳	۲۲	خشک مزاج	سرد مزاج
۶۷	۲۱	دکہا باد	دکہا کر آباد
۷۱	۱۰	آفتاد	افتاد
۷۲	۱۳	گلچہرے	گلچہرے
″	۲۲	بنائے	نبائے
″	۳۶	جہارنا	جہارتا
۷۳	۱۳	فضل	فصل
۷۷	۷	بجا	بجا
۷۸	۲۷	استخوان	استخوان
۷۹	۳۱	ظامونکو	ظامونکو
۸۱	۲۱	کہولو	کولو
۸۱	۳۱	ڈرانداز	درانداز
۸۳	۲۶	سزوار	سزاوار
۹۸	۲۹	ہون آگاہ	نہ آگاہ
۱۰۲	۲۹	لا	ہم اذکی
۱۰۵	۴	بیداد	بیداد
۱۰۸	۳۳	رہا چوری	رہا ہی چوری
۱۱۵	۵	دلبر	دلبر کے
۱۱۸	۳	جانی بعد	جانی کہ بعد
۱۲۱	۳	جیتم	حشم
۱۲۲	۱۰	پہر آتا	بہر آتا
۱۲۵	۳۵	ہو پیدا	پیدا ہو
۱۳۰	۳۷	گلستے	گلگشت
۱۳۲	۲۰	برگ گل	برگ گل
۱۳۳	۳۶	لو	لو
۱۳۶	۳	دو سرون	دو سروں
۱۴۲	۲۰	رسید کال	رسیدگان
۱۴۷	۲	کو	کوئی
۱۴۸	۲۸	بزگ تنگ	بزگ تنگ
۱۴۸	۳۴	شوخی ہے	شوخی سے
۱۵۰	۱۴	نہین ہو	نہین ہوتی
۱۵۶	۲۹	ڈہاک	دہاک
″	۳۶	سرین بیمن	سرین و بیمن
۱۵۹	۳۵	چوڑاے	چوراے
۱۶۰	۳۱	قسمت	قیمت
۱۶۴	۲۹	جاک	چاک
۱۶۵	۳۷	جون	جوان
۱۶۹	۱	خفان	خفقان
۱۶۹	۳۶	بہروہ	وہ پیر
۱۷۲	۱۵	دندان	دندان
۱۷۴	۸	واسطے	وصف سو
۱۷۶	۱۵	دکہاتا	دکہاتی
۱۷۰	۲	یوکہا	یون کیا
۱۷۰	۴	خدا تو	خدا دی تو
۱۹۳	۲۳	آئی	آنی
۱۹۴	۱۴	آئی	آنے
۱۹۷	۱۰	چاک	چالاک
۲۰۰	۰	جیسے	جب سے
۲۰۱	۲	جاکر	جاکے
۲۰۲	۲۰	حلا	نکلا
۲۱۳	۱	تاریخ نام	ای نبی دہان تا تاریخ نام
″	۶	صافیان	صوفیان
۲۱۴	۱۴	گلہ	جگر
″	۲۶	حسد سے	حسد ہے
″	۲۷	ظلوم جہول	ظلوم و جہول
۲۱۶	۱۹	نظر آیا ہے	نظر آیا
۲۱۹	۲۵	نہین ہے	نہین رہے
۲۲۲	۰	پیہو بکو	پیہو بکو
۲۲۳	۲	لب رنگین	لب شیرین
″	۱۰	چہو آئی	چہو آئے
″	۲۰	جا کی	چلکے
۲۲۶	۳	خوف	خبط
۲۲۸	۳۸	تصور	تصویر
۲۲۹	۱۴	کوئی	کچہ نہ
۲۳۰	۱۴	کوئی	کوئی

صحت نامہ اغلاط دیوان حاشیہ تمام ہوا